سرخ اور شوخ رنگ، زرق برق پوشاک اور نمائشی سیاہ اور گیروا کپڑے پہننے سے بھی پرہیز کیجئے۔ سرخ اور شوخ رنگ اور زرق برق پوشاک عورتوں ہی کے لئے مناسب ہے اور ان کو بھی حدود کا خیال رکھنا چاہئے۔ رہے نمائشی لمبے چوڑے جبے یا سیاہ اور گیروا جوڑے پہن کر دوسروں کے مقابل میں اپنی برتری دکھانا اور اپنا امتیاز جتانا تو یہ سراسر کبر و غرور کی علامت ہے۔ اسی طرح ایسے عجیب و غریب اور مضحکہ خیز کپڑے بھی نہ پہنئے جس کے پہننے سے آپ خواہ مخواہ عجوبہ بن جائیں اور لوگ آپ کو ہنسی اور دل لگی کا موضوع بنالیں۔

(۱۴) ہمیشہ سادہ اور باوقار لباس پہنئے

ہمیشہ سادہ، باوقار اور مہذب لباس پہنئے اور لباس پر ہمیشہ اعتدال کے ساتھ خرچ کیجئے۔ لباس میں عیش پسندی اور ضرورت سے زیادہ نزاکت سے پرہیز کیجئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''عیش پسندی سے دور رہو، اس لئے کہ خدا کے پیارے بندے عیش پرست نہیں ہوتے'' (مشکوٰۃ، باب فضل الفقراء الفصل الثالث)

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے وسعت اور قدرت کے باوجود محض خاکساری اور عاجزی کی غرض سے لباس میں سادگی اختیار کی تو خدا اس کو شرافت اور بزرگی کے لباس سے آراستہ فرمائے گا۔

(ابو دائود، کتاب صفة القیامة– ۲۴۸۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دن بیٹھے دنیا کا ذکر فرما رہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لباس کی سادگی ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے'' (ابوداؤد)

ایک بار نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خدا کے بہت سے بندے جن کی ظاہری حالت نہایت ہی معمولی ہوتی ہے بال پریشان اور غبار میں اٹے ہوئے کپڑے معمولی

اور سادہ ہوتے ہیں لیکن خدا کی نظر میں ان کا مرتبہ اتنا بلند ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھا بیٹھیں تو خدا اُن کی قسم کو پورا ہی فرما دیتا ہے۔ اس قسم کے لوگوں میں سے ایک براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں" (ترمذی، کتاب المناقب-۳۸۵۴)

⑭ ناداروں کو لباس پہنائیے

خدا کی اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لئے ان ناداروں کو بھی پہنائیے جن کے پاس تن ڈھانپنے کے لئے کچھ نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جو شخص کسی مسلمان کو کپڑے پہنا کر اس کی تن پوشی کرے گا تو خدا تعالیٰ قیامت کے روز جنت کا سبز لباس پہنا کر اُس کی تن پوشی فرمائے گا" (ترمذی، کتاب صفة القيامة - ٢٤٤٩)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ کسی مسلمان نے اپنے مسلمان بھائی کو کپڑے پہنائے تو جب تک وہ کپڑے، پہننے والے کے بدن پر رہیں گے، پہنانے والے کو خدا اپنی نگرانی اور حفاظت میں رکھے گا"

(ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب ما جاء في ثواب من كسا مسلما - ٢٤٨٤)

⑮ اپنے خادموں کو بھی اپنی حیثیت کے مطابق

اچھا لباس پہنائیے

اپنے ان نوکروں اور خادموں کو بھی اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس پہنائیے جو شب و روز آپ کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لونڈی اور غلام تمہارے بھائی ہیں، خدا نے ان کو تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے۔ پس تم میں سے جس کسی کے قبضہ و تصرف میں خدا نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے

ویسا ہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور اس پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالے جو اس کی سہار سے زیادہ نہ ہو، اور اگر وہ اس کام کو نہ کر پا رہا ہو تو خود اس کام میں اُس کی مدد کرے'' (بخاری، کتاب الایمان باب المعاصی من امر الجاهلیة ... الخ ۳۰ و مسلم)

طہارت و نظافت

خدا نے ان لوگوں کو اپنا محبوب قرار دیا ہے جو طہارت اور پاکیزگی کا پورا پورا اہتمام کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''طہارت اور پاکیزگی آدھا ایمان ہے'' (مسلم، کتاب الطہارۃ-۵۳۴) یعنی آدھا ایمان تو یہ ہے کہ آدمی روح کو پاک و صاف رکھے اور آدھا ایمان یہ ہے کہ آدمی جسم کی صفائی اور پاکی کا خیال رکھے۔ روح کی طہارت و نظافت یہ ہے کہ اس کو کفر و شرک اور معصیت و ضلالت کی نجاستوں سے پاک کر کے صالح عقائد اور پاکیزہ اخلاق سے آراستہ کیا جائے اور جسم کی طہارت و نظافت یہ ہے کہ اس کو ظاہری ناپاکیوں سے پاک و صاف رکھ کر نظافت اور سلیقے کے آداب سے آراستہ کیا جائے۔

طہارت و نظافت کے آداب

① سو کر اُٹھنے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالئے، کیا معلوم سوتے میں آپ کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا ہو۔

② غسل خانے کی زمین پر پیشاب کرنے سے پرہیز کیجئے بالخصوص جب غسل خانے کی زمین کچی ہو۔

③ ضروریات سے فراغت کے لئے نہ قبلہ رُخ بیٹھئے اور نہ قبلے کی طرف پیٹھ کیجئے۔ فراغت کے بعد ڈھیلے اور پانی سے استنجاء کیجئے یا صرف پانی سے طہارت حاصل کیجئے۔ لید، ہڈی اور کوئلے وغیرہ سے استنجاء نہ کیجئے اور استنجاء کے بعد صابون یا

مٹی سے خوب اچھی طرح ہاتھ دھو لیجئے۔

④ جب پیشاب پاخانے کی ضرورت ہو تو کھانا کھانے نہ بیٹھے، فراغت کے بعد کھانا کھائیے۔

⑤ کھانا وغیرہ کھانے کے لئے دایاں ہاتھ استعمال کیجئے، وضو میں بھی دائیں ہاتھ سے کام لیجئے اور استنجاء اور ناک وغیرہ صاف کرنے کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کیجئے۔

⑥ نرم جگہ پر پیشاب کیجئے تاکہ چھینٹیں نہ اُڑیں، اور ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیجئے، ہاں اگر زمین بیٹھنے کے لائق نہ ہو یا کوئی اور واقعی مجبوری ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کر سکتے ہیں، لیکن عام حالات میں یہ بڑی گندی عادت ہے جس سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا چاہئے۔

⑦ ناک صاف کرنے یا بلغم تھوکنے کے لئے احتیاط کے ساتھ اُگالدان استعمال کیجئے یا لوگوں کی نگاہ سے بچ کر اپنی ضروریات پوری کیجئے۔

⑧ بار بار ناک میں انگلی ڈالنے اور ناک کی گندگی نکالنے سے پرہیز کیجئے۔ اگر ناک صاف کرنے کی ضرورت ہو تو لوگوں کی نگاہ سے بچ کر اچھی طرح اطمینان سے صفائی کر لیجئے۔

⑨ رومال میں بلغم تھوک کر ملنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔ الا یہ کہ مجبوری ہو۔

⑩ منہ میں پان بھر کر اس طرح باتیں نہ کیجئے کہ مخاطب پر چھینٹیں اُڑیں اور اُسے تکلیف ہو، اسی طرح اگر تمباکو اور پان کثرت سے کھاتے ہوں تو منہ صاف رکھنے کا بھی انتہائی اہتمام کیجئے اور اس کا بھی لحاظ رکھئے کہ بات کرتے وقت اپنا منہ مخاطب کے قریب نہ لے جائیں۔

⑪ وضو کافی اہتمام کے ساتھ کیجئے اور اگر ہر وقت ممکن نہ ہو تو اکثر باوضو رہنے کی کوشش کیجئے جہاں پانی میسر نہ ہو، تیمّم کر لیا کیجئے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر وضو

شروع کیجئے اور وضو کے بعد یہ دُعا پڑھئے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

(ترمذی، باب ما یقول بعد الوضوء – ۵۵)

"میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ خدایا! مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جو بہت زیادہ توبہ کرنے والے اور بہت زیادہ پاک وصاف رہنے والے ہیں۔"

اور وضو سے فارغ ہوکر یہ دُعا پڑھئے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ (نسائی ۶ / ۵)

"خدایا تو پاک و برتر ہے اپنی حمد وثنا کے ساتھ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر تو ہی ہے، میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں"

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "قیامت کے روز میری اُمت کی نشانی یہ ہوگی کہ ان کی پیشانیاں اور وضو کے اعضا نور سے جگمگا رہے ہوں گے پس جو شخص اپنے نور کو بڑھانا چاہے بڑھالے" (بخاری ومسلم، کتاب الطہارۃ–۵۸۰)

⑫ پابندی کے ساتھ مسواک کیجئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر مجھے اُمت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر وضو میں اُن کو مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (ابوداؤد، باب السواک–۴۶) ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے جن کے دانت پیلے ہو رہے تھے، آپ ﷺ نے دیکھا تو تاکید فرمائی کہ مسواک کیا کرو۔

⑬ ہفتہ میں ایک بار تو ضرور ہی غسل کیجئے۔ جمعہ کے دن غسل کا اہتمام کیجئے اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر جمعہ کی نماز میں شرکت کیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے

فرمایا: امانت کی ادائیگی آدمی کو جنت میں لے جاتی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! امانت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا، ناپاکی سے پاک ہونے کے لئے غسل کرنا، اس سے بڑھ کر خدا نے کوئی امانت مقرر نہیں کی ہے، پس جب آدمی کو نہانے کی حاجت ہو جائے تو غسل کر لے۔

(۱۴) ناپاکی کی حالت میں نہ مسجد میں جایئے اور نہ مسجد میں سے گزریئے۔ اور اگر کوئی صورت ممکن نہ ہو تو پھر تیمّم کر کے مسجد میں جایئے اور گزریئے۔

(۱۵) بالوں میں تیل ڈالنے اور کنگھا کرنے کا بھی اہتمام کیجئے، ڈاڑھی کے بڑھے ہوئے بے ڈھنگے بالوں کو قینچی سے درست کر لیجئے، آنکھوں میں سرمہ بھی لگایئے، ناخن ترشوانے اور صاف رکھنے کا بھی اہتمام کیجئے اور سادگی اور اعتدال کے ساتھ مناسب زیب و زینت کا اہتمام کیجئے۔

(۱۶) چھینکتے وقت منہ پر رومال رکھ لیجئے تا کہ کسی پر چھینٹ نہ پڑے، چھینکنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ''تمام تعریف اللہ کے لئے ہے'' کہئے۔ سننے والا یَرْحَمُكَ اللّٰهُ ''خدا آپ پر رحم فرمائے'' کہے اور اس کے جواب میں یَھْدِیْکُمُ اللّٰهُ ''خدا آپ کو ہدایت بخشے'' کہئے۔

(۱۷) خوشبو کا کثرت سے استعمال کیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو کر اُٹھنے کے بعد جب ضروریات سے فارغ ہوتے تو خوشبو ضرور لگاتے۔

صحت اس طرح سنبھالیئے

① صحت خدا کی عظیم نعمت ہے

صحت خدا کی عظیم نعمت بھی ہے اور عظیم امانت بھی، صحت کی قدر کیجئے اور اُس کی حفاظت میں کبھی لاپرواہی نہ برتیئے۔ ایک بار جب صحت بگڑ جاتی ہے تو پھر بڑی مشکل سے بنتی ہے۔ جس طرح حقیر دیمک بڑے بڑے کتب خانوں کو چاٹ کر تباہ کر ڈالتی ہے۔ اسی طرح صحت کے معاملے میں معمولی سی خیانت اور حقیر بیماری زندگی کو تباہ کر ڈالتی ہے۔ صحت کے تقاضوں سے غفلت برتنا اور اس کی حفاظت میں کوتاہی کرنا بے حسی بھی ہے اور خدا کی ناشکری بھی۔

انسانی زندگی کا اصل جوہر عقل و اخلاق اور ایمان و شعور ہے۔ اور عقل و اخلاق اور ایمان و شعور کی صحت کا دارومدار بھی بڑی حد تک جسمانی صحت پر ہے۔ عقل و دماغ کی نشوونما، فضائل اخلاق کے تقاضے، اور دینی فرائض کو ادا کرنے کے لئے جسمانی صحت بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ کمزور اور مریض جسم میں عقل و دماغ بھی کمزور ہوتے ہیں۔ اور ان کی کارگزاری بھی نہایت ہی حوصلہ شکن اور جب زندگی اُمنگوں، ولولوں اور حوصلوں سے محروم ہو، اور ارادے کمزور ہوں، جذبات سرد اور مضمحل ہوں تو ایسی بے رونق زندگی جسمِ ناتواں کے لئے وبال بن جاتی ہے۔

زندگی میں مومن کو جو اعلیٰ کارنامے انجام دینا ہیں اور خلافت کی جس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جسم میں جان ہو، عقل و دماغ میں قوت ہو، ارادوں میں مضبوطی ہو، حوصلوں میں بلندی ہو اور زندگی ولولوں، اُمنگوں اور اعلیٰ جذبات سے بھرپور ہو۔ صحت مند اور زندہ دل افراد سے ہی زندہ قومیں بنتی ہیں اور ایسی ہی قومیں کارگاہِ حیات میں اعلیٰ قربانیاں پیش کر کے اپنا مقام

پیدا کرتی ہیں اور زندگی کی قدر و عظمت سمجھاتی ہیں۔ ہمیشہ خوش و خرم، ہشاش بشاش اور چاق و چوبند رہئے، خوش باشی، خوش اخلاقی، مسکراہٹ اور زندہ دلی سے زندگی کو آراستہ، پرکشش اور صحت مند رکھئے۔ غم، غصہ، رنج و فکر، حسد، جلن، بدخواہی، تنگ نظری، مردہ دلی اور دماغی اُلجھنوں سے دور رہئے۔ یہ اخلاقی بیماریاں اور ذہنی اُلجھنیں معدے کو بری طرح متاثر کرتی ہیں اور معدے کا فساد صحت کا بدترین دشمن ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''سیدھے سادے رہو، میانہ روی اختیار کرو اور ہشاش بشاش رہو'' (مشکوٰۃ)

ایک بار نبی کریم ﷺ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کا سہارا لئے ہوئے ان کے بیچ میں گھسٹتے ہوئے جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا، اس بوڑھے کو کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس نے بیت اللہ تک پیدل چلنے کی نذر مانی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خدا اس سے بے نیاز ہے کہ یہ بوڑھا خود کو عذاب میں مبتلا کرے اور اس بوڑھے کو حکم دیا کہ سوار ہو کر اپنا سفر پورا کرو''

(مسلم، کتاب النذر – ٤٢٤٧)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک جوان آدمی کو دیکھا کہ مریل چال چل رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو روکا اور پوچھا: ''تمہیں کیا بیماری ہے''؟ اُس نے کہا کوئی بیماری نہیں ہے''۔ آپؓ نے اپنا دُرّہ اُٹھایا اور اس کو دھمکاتے ہوئے کہا: ''راستہ پر پوری قوت کے ساتھ چلو۔''

نبی کریم ﷺ جب راستے پر چلتے تو نہایت جمے ہوئے قدم رکھتے اور اس طرح قوت کے ساتھ چلتے کہ جیسے کسی نشیب میں اُتر رہے ہوں۔

(ترمذی، کتاب المناقب – ٣٦٣٧)

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی شخص نہیں دیکھا''

(ترمذی، کتاب المناقب، باب ما رأیت احدا اکثر تبسما – ٣٦٤١)

اور نبی کریم ﷺ نے اپنی اُمت کو جو دُعا سکھائی ہے اس کا بھی اہتمام کیجئے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَضَلْعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ. (مسلم،ترمذی، کتاب الدعوات - ۳۵۷۲)

"خدایا میں اپنے کو تیری پناہ میں دیتا ہوں، پریشانی سے، غم سے، بے چارگی سے، سستی اور کاہلی سے، قرض کے بوجھ سے اور اس بات سے کہ لوگ مجھ کو دبا کر رکھیں"

اپنے جسم پر برداشت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیئے، جسمانی قوتوں کو ضائع نہ کیجئے، جسمانی قوتوں کا یہ حق ہے کہ اُن کی حفاظت کی جائے اور اُن سے اُن کی برداشت کے مطابق اعتدال کے ساتھ کام لیا جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "اتنا ہی عمل کرو جتنا کر سکنے کی تمہارے اندر طاقت ہو۔ اس لئے کہ خدا نہیں اُکتاتا یہاں تک کہ تم خود ہی اکتا جاؤ" (بخاری)

حضرت ابو قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے جب کہ نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ حضرت ابو قیس رضی اللہ عنہ دھوپ میں کھڑے ہو گئے، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تو وہ سائے کی طرف ہٹ گئے۔

(الادب المفرد، باب لا یجلس علی حرف الشمس - ۱۱۷۴)

اور آپ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ آدمی کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں رہے اور کچھ سائے میں۔

قبیلۂ باہلہ کی ایک خاتون حضرت مجیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بار میرے ابا رسول اللہ ﷺ کے یہاں دین کا علم حاصل کرنے کے لئے گئے۔ اور دین کی کچھ اہم باتیں معلوم کر کے گھر واپس آ گئے۔ پھر ایک سال کے بعد دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (تو نبی ﷺ اُنہیں بالکل نہ پہچان سکے) تو اُنہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

""نہیں، میں نے تو تمہیں نہیں پہچانا، اپنا تعارف کراؤ۔" اُنہوں نے کہا: "میں قبیلۂ باہلہ کا ایک فرد ہوں، پچھلے سال بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا" تو نبی کریم ﷺ نے کہا، "یہ تمہاری حالت کیا ہورہی ہے، پچھلے سال جب آئے تھے تب تو تمہاری شکل وصورت اور حالت بڑی اچھی تھی۔" اُنہوں نے بتایا کہ جب سے میں آپ ﷺ کے پاس سے گیا ہوں، اس وقت سے اب تک برابر روزے رکھ رہا ہوں، صرف رات میں کھانا کھاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے خواہ مخواہ اپنے کو عذاب میں ڈالا (اور اپنی صحت برباد کرڈالی) پھر آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ رمضان میں مہینے بھر کے روزے رکھو، اور اس کے علاوہ ہر مہینے ایک روزہ رکھ لیا کرو۔" اُنہوں نے کہا، "حضور ﷺ! ایک دن سے زیادہ کی اجازت دیجئے۔ ارشاد فرمایا: اچھا ہر مہینے میں دو دن روزہ رکھ لیا کرو۔ اُنہوں نے پھر کہا، حضور ﷺ! کچھ اور زیادہ کی اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا، ہر مہینے میں تین دن۔" اُنہوں نے کہا، حضور ﷺ! کچھ اور اضافہ فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اچھا ہر سال اشہر حُرم (رجب، شوال، ذیعقدہ اور ذی الحجہ) میں روزے رکھو، اور چھوڑ دو۔ ایسا ہی ہر سال کرو۔" یہ ارشاد فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا، اُن کو ملایا پھر چھوڑ دیا (اس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ رجب، شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں روزے رکھا کرو اور کسی سال ناغہ بھی کردیا کرو) (ابوداؤد، باب فی صوم اشہر الحرم ۲۴۲۸)

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "مومن کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے کو ذلیل کرے۔" لوگوں نے پوچھا، "مومن بھلا کیسے اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے؟" ارشاد فرمایا: "اپنے آپ کو ناقابل برداشت آزمائش میں ڈال دیتا ہے" (ترمذی)

④ جفاکشی اور بہادری کی زندگی گذاریئے

ہمیشہ سخت کوشی، جفاکشی، محنت، مشقت اور بہادری کی زندگی گزاریئے، ہر طرح

کی سختیاں جھیلنے اور سخت سے سخت حالات کا مقابلہ کرنے کی عادت ڈالیئے اور سخت جان بن کر سادہ اور مجاہدانہ زندگی گزارنے کا اہتمام کیجئے۔ آرام طلب، سہل انگار، نزاکت پسند، کاہل، عیش کوش، پست ہمت اور دنیا پرست نہ بنئے۔

نبی کریم ﷺ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو ہدایت فرمائی کہ ''معاذ! اپنے کو عیش کوشی سے بچائے رکھنا، اس لئے کہ خدا کے بندے عیش کوش نہیں ہوتے'' (مشکوۃ، باب فضل الفقراء الفصل الثالث)

اور حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سادہ زندگی گزارنا ایمان کی علامت ہے'' (ابوداؤد)

نبی کریم ﷺ ہمیشہ سادہ اور مجاہدانہ زندگی گزارتے تھے اور ہمیشہ اپنی مجاہدانہ قوت کو محفوظ رکھنے اور بڑھانے کی کوشش فرماتے تھے۔ آپ ﷺ تیرنے سے بھی دلچسپی رکھتے تھے اس لئے کہ تیرنے سے جسم کی بہترین ورزش ہوتی ہے۔ ایک بار ایک تالاب میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے چند صحابی تیر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے تیرنے والوں میں سے ہر ایک کی جوڑی مقرر فرما دی، کہ ہر آدمی اپنے جوڑ کی طرف تیر کر پہنچے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے ساتھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قرار پائے۔ آپ ﷺ تیرتے ہوئے اُن تک پہنچے اور جا کر اُن کی گردن پکڑ لی۔

نبی کریم ﷺ کو سواری کے لئے گھوڑا بہت پسند تھا، آپ ﷺ اپنے گھوڑے کی خود خدمت فرماتے اپنی آستین سے اس کا منہ پوچھتے اور صاف کرتے۔ اُس کی ایال کے بالوں کو اپنی انگلیوں سے بٹتے اور فرماتے بھلائی اُس کی پیشانی سے قیامت تک کے لئے وابستہ ہے''۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تیر چلانا سیکھو۔ گھوڑے پر سوار ہوا کرو، تیر اندازی کرنے والے مجھے گھوڑوں پر سوار ہونے والوں سے بھی زیادہ پسند ہیں اور جس نے تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دی اُس نے خدا کی نعمت

کی قدر نہیں کی'' (ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب الرمی-۲۵۱۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے خطرے کے موقع پر مجاہدین کی پاسبانی کی اُس کی یہ رات شب قدر سے زیادہ افضل ہے۔ (حاکم)

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''میری اُمت پر وہ وقت آنے والا ہے جب دوسری قومیں اُس پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی، جس طرح کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ تو کسی نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! کیا اس زمانہ میں ہماری تعداد اتنی کم ہو جائے گی کہ ہمیں نگل لینے کے لیے قومیں متحد ہو کر ٹوٹ پڑیں گی؟ ارشاد فرمایا: نہیں، اُس وقت تمہاری تعداد کم نہ ہو گی، بلکہ تم بڑی تعداد میں ہو گے، البتہ تم سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی طرح بے وزن ہو گے۔ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں پست ہمتی گھر کر لے گی اس پر ایک آدمی نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! یہ پست ہمتی کس وجہ سے آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس وجہ سے کہ تم دنیا سے محبت اور موت سے نفرت کرنے لگو گے۔''

(النہایہ فی الفتن والملاحم، باب ذکر انواع من الفتن، صفحہ ۳۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بہترین زندگی اس شخص کی زندگی ہے جو اپنے گھوڑے کی باگیں پکڑے ہوئے خدا کی راہ میں اس کو اُڑاتا پھرتا ہے، جہاں کسی خطرے کی خبر سنی گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر دوڑ گیا، قتل اور موت سے ایسا بے خوف ہے گویا اُس کی تلاش میں ہے'' (مشکوۃ، کتاب الجہاد، الفصل الاوّل)

⑬ خواتین بھی سخت کوشی اور محنت ومشقت کی زندگی گزاریں

خواتین بھی سخت کوشی اور محنت ومشقت کی زندگی گزاریں، گھر کا کام کاج اپنے

ہاتھوں سے کریں، چلنے پھرنے اور تکلیف برداشت کرنے کی عادت ڈالیں، آرام طلبی سستی اور عیش کوشی سے پرہیز کریں اور اولاد کو بھی شروع سے سخت کوش، جفاکش اور سخت جان اُٹھانے کی کوشش کریں۔ گھر میں ملازم ہوں تب بھی اولاد کو بات بات میں ملازم کا سہارا لینے سے منع کریں، اور عادت ڈلوائیں کہ بچے اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کریں۔ صحابیہ عورتیں اپنے گھروں کا کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ باورچی خانے کا کام خود کرتیں، چکی پیستیں، پانی بھر کر لاتیں، کپڑے دھوتیں، سینے پرونے کا کام کرتیں اور محنت مشقت کی زندگی گزارتیں اور ضرورت پڑنے پر میدانِ جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور پانی پلانے کا نظم بھی سنبھال لیتیں۔ اس سے خواتین کی صحت بھی بنی رہتی ہے۔ اخلاق بھی صحت مند رہتے ہیں اور بچوں پر بھی اس کے اچھے اثرات پڑتے ہیں۔ اسلام کی نظر میں پسندیدہ بیوی وہی ہے جو گھر کے کام کاج میں مصروف رہتی ہو، اور جو شب و روز اس طرح اپنی گھریلو ذمہ داریوں میں لگی ہوئی ہو کہ اُس کے چہرے بشرے سے محنت کی تھکان بھی نمایاں رہے اور باورچی خانے کی سیاہی اور دھوئیں کا ملگجا پن بھی ظاہر ہو رہا ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''میں اور ملگجے گالوں والی عورت قیامت کے دن اس طرح ہوں گے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملاتے ہوئے فرمایا:

(۴) سحر خیزی کی عادت ڈالیئے

سحر خیزی کی عادت ڈالیئے۔ سونے میں اعتدال کا خیال رکھئے، نہ اتنا کم سوئیے کہ جسم کو پوری طرح آرام و سکون نہ مل سکے اور اعضاء میں تھکان اور شکستگی رہے اور نہ اتنا زیادہ سوئیے کہ سستی اور کاہلی پیدا ہو۔ رات کو جلد سونے اور صبح کو جلد اُٹھنے کی عادت ڈالیئے۔

صبح اُٹھ کر خدا کی بندگی بجالایئے۔ اور چمن یا میدان میں ٹہلنے اور تفریح کرنے

کے لئے نکل جایئے۔ صبح کی تازہ ہوا صحت پر بہت اچھا اثر ڈالتی ہے۔ روزانہ اپنی جسمانی قوت کے لحاظ سے مناسب اور ہلکی پھلکی ورزش کا بھی اہتمام کیجئے۔ نبی کریم ﷺ باغ کی تفریح کو پسند فرماتے تھے اور کبھی کبھی خود بھی باغوں میں تشریف لے جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے عشاء کے بعد جاگنے اور گفتگو کرنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا: عشاء کے بعد وہی شخص جاگ سکتا ہے جس کو کوئی دینی گفتگو کرنی ہو یا پھر گھر والوں سے ضرورت کی بات چیت کرنی ہو۔

⑤ ضبطِ نفس کی عادت ڈالیئے

ضبطِ نفس کی عادت ڈالیئے۔ اپنے جذبات، خیالات، خواہشات اور شہوات پر قابو رکھیے۔ اپنے دل کو بہکنے، خیالات کو منتشر ہونے اور نگاہ کو آوارہ ہونے سے بچایئے خواہشات کی بے راہ روی اور نظر کی آوارگی سے قلب و دماغ، سکون و عافیت سے محروم ہو جاتے ہیں اور ایسے چہرے جوانی کے حسن و جمال، ملاحت و کشش اور مردانہ صفات کی دلکشی سے محروم ہو جاتے ہیں اور پھر وہ زندگی کے ہر میدان میں پست ہمت، پست حوصلہ اور بزدل ثابت ہوتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"آنکھوں کا زنا بدنگاہی اور زبان کا زنا بے حیائی کی گفتگو ہے۔ نفس تقاضے کرتا ہے اور شرمگاہ یا تو اُس کی تصدیق کر دیتی ہے یا تکذیب؟"

کسی حکیم و دانا نے کہا:

مسلمانو! بدکاری کے قریب نہ پھٹکو، اس میں تین خرابیاں ہیں:

① آدمی کے چہرے کی رونق اور کشش جاتی رہتی ہے۔

② آدمی پر فقر و افلاس کی مصیبت نازل ہوتی ہے۔

③ اور اس کی عمر کوتاہ ہو جاتی ہے۔

⑥ نشہ آور چیزوں سے بچیئے

نشہ آور چیزوں سے بچیئے۔ نشہ آور چیزیں دماغ کو بھی متاثر کرتی ہیں اور معدے کو بھی۔ شراب تو خیر حرام ہے ہی اس کے علاوہ بھی جو نشہ لانے والی چیزیں ہیں اُن سے بھی پرہیز کیجئے۔

⑦ ہر کام میں اعتدال اور سادگی کا لحاظ رکھئے

ہر کام میں اعتدال اور سادگی کا لحاظ رکھئے۔ جسمانی محنت میں، دماغی کاوش میں، ازدواجی تعلق میں، کھانے پینے میں، سونے اور آرام کرنے میں فکرمند رہنے اور ہنسنے میں، تفریح میں اور عبادت میں، رفتار و گفتار میں غرض ہر چیز میں اعتدال رکھئے اور اس کو خیر و خوبی کا سرچشمہ تصور کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''خوش حالی میں میانہ روی کیا ہی خوب ہے۔ ناداری میں اعتدال کی روِش کیا ہی بھلی ہے اور عبادت میں درمیانی روِش کیا ہی بہتر ہے'' (مسند بزار، کنز العمال)

⑧ کھانا وقت پر کھائیے

کھانا ہمیشہ وقت پر کھائیے۔ پُرخوری سے بچیئے، ہر وقت منہ چلاتے رہنے سے پرہیز کیجئے۔ کھانا بھوک لگنے پر ہی کھائیے اور جب کچھ بھوک باقی ہو تو اُٹھ جائیے۔ بھوک سے زیادہ تو ہرگز نہ کھائیے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے''

(ترمذی، کتاب الاطعمۃ–۱۸۱۸)

صحت کا دارومدار معدے کی صحت مندی پر ہے۔

''معدہ بدن کے لئے حوض کی مانند ہے اور رگیں اس حوض سے سیراب ہونے

والی ہیں پس اگر معدہ صحیح اور تندرست ہے تو رگیں بھی صحت سے سیراب ہو کر لوٹیں گی اور اگر معدہ ہی خراب اور بیمار ہے تو رگیں بیماری چوس کر لوٹیں گی"

(مشکوۃ، کتاب الطب والرقی، الفصل الثالث)

کم خوری کی ترغیب دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لئے کافی ہے" (ترمذی، کتاب الاطعمۃ - ۱۸۲۰)

⑨ ہمیشہ سادہ کھانا کھائیے

ہمیشہ سادہ کھانا کھائیے۔ بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائیے، زیادہ گرم کھانا کھانے سے بھی پرہیز کیجئے۔ مسالوں، چٹخاروں اور ضرورت سے زیادہ لذت طلبی سے پرہیز کیجئے۔ ایسی غذاؤں کا اہتمام کیجئے جو زود ہضم اور سادہ ہوں اور جن سے جسم کو صحت اور توانائی ملے۔ محض لذت طلبی اور زبان کے چٹخاروں کے پیچھے نہ پڑیئے۔

نبی کریم ﷺ بغیر چھنے آٹے کی روٹی پسند فرماتے۔ زیادہ پتلی اور میدے کی چپاتی پسند نہ فرماتے۔ گرم کھانے کے بارے میں کبھی فرماتے کہ خدا نے ہم کو آگ نہیں کھلائی ہے اور کبھی ارشاد فرماتے، گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ گوشت پسند فرماتے اور خاص طور پر دست، گردن اور پیٹھ کا گوشت رغبت سے کھاتے۔ درحقیقت جسم کو قوت بخشنے اور مجاہدانہ مزاج بنانے کے لئے گوشت ایک اہم اور لازمی غذا ہے اور مومن کا سینہ ہمہ وقت مجاہدانہ جذبات سے آباد رہنا چاہئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "جو شخص خدا کی راہ میں جہاد کئے بغیر مر گیا اور اُس کے دل میں اُس کی آرزو بھی نہیں تھی، وہ نفاق کی ایک کیفیت میں مرا"

(مشکوٰۃ، کتاب الجہاد، الفصل الاوّل)

⑩ کھانا اطمینان سے اور چبا کر کھائیے

کھانا نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ خوب چبا چبا کر کھائیے۔ غم وغصہ، رنج

اور گھبراہٹ کی حالت میں کھانے سے پرہیز کیجئے۔ خوشی اور ذہنی سکون کی حالت میں اطمینان کے ساتھ جو کھانا کھایا جاتا ہے وہ جسم کو قوت پہنچاتا ہے اور رنج وفکر اور گھبراہٹ میں جو کھانا نگلا جاتا ہے وہ معدہ پر بُرا اثر ڈالتا ہے اور اس سے جسم کو خاطر خواہ قوت نہیں مل پاتی۔ دستر خوان پر نہ تو بالکل افسردہ اور غم زدہ ہو کر بیٹھیے اور نہ حد سے بڑھی ہوئی خوش طبعی کا مظاہرہ کیجئے کہ دستر خوان پر قہقہے بلند ہونے لگیں۔ کھانے کے دوران قہقہے لگانا بعض اوقات جان کے لئے خطرہ کا باعث بن جاتا ہے۔

دستر خوان پر اعتدال کے ساتھ ہنستے بولتے رہئے، خوشی اور نشاط کے ساتھ کھانا کھایئے اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر اُس کا شکر ادا کیجئے اور جب بیمار ہو تو پرہیز بھی پورے اہتمام سے کیجئے۔

اُمّ منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے۔ ہمارے یہاں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں سے تناول فرمانے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، وہ بھی نوش فرمانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو روک دیا، کہ تم ابھی بیماری سے اُٹھے ہو تم مت کھاؤ۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رُک گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے رہے۔ اُم منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر میں نے تھوڑے سے جو اور چقندر لے کر پکائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: علی! یہ کھاؤ یہ تمہارے لئے مناسب غذا ہے۔"

(شمائل ترمذی، باب ما جاء فی صفة ادام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر جب کوئی مہمان ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اس سے فرماتے جاتے۔ کھایئے، کھایئے، جب مہمان خوب سیر ہو جاتا اور بے حد انکار کرتا۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصرار سے باز آتے۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوشگوار فضا اور خوشی کے ماحول میں مناسب گفتگو کرتے ہوئے کھانا تناول فرماتے۔

(۱۱) دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ کیجئے

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ کیجئے اور رات کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر چہل قدمی کیجئے اور کھانا کھانے کے بعد فوراً کوئی سخت قسم کا دماغی یا جسمانی کام ہرگز نہ کیجئے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے: تَغَدَّ تَمَدَّ تَعَشَّ تَمَشَّ۔ دوپہر کا کھانا کھاؤ تو دراز ہو جاؤ۔ رات کا کھانا کھاؤ تو چہل قدمی کرو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیلولہ پانچ گھنٹہ کا ہو بلکہ تھوڑی دیر آرام کر کے اپنے کام پر لگ جاؤ۔

(۱۲) آنکھوں کی حفاظت کا پورا اہتمام کیجئے

آنکھوں کی حفاظت کا پورا اہتمام کیجئے۔ تیز روشنی سے آنکھیں نہ لڑائیے۔ سورج کی طرف نگاہ جما کر نہ دیکھئے، زیادہ مدھم یا زیادہ تیز روشنی میں نہ پڑھئے۔ ہمیشہ صاف اور معتدل روشنی میں مطالعہ کیجئے۔ زیادہ جاگنے سے بھی پرہیز کیجئے۔ دھول غبار سے آنکھوں کو بچائیے، آنکھوں میں سرمہ لگائیے اور ہمیشہ آنکھیں صاف رکھنے کی کوشش کیجئے، کھیتوں، باغوں اور سبزہ زاروں میں سیر و تفریح کیجئے۔ سبزہ دیکھنے سے نگاہوں پر اچھا اثر پڑتا ہے آنکھوں کو بدنگاہی سے بچائیے۔ اس سے آنکھیں بے رونق ہو جاتی ہیں اور صحت پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، مومن کا فرض ہے کہ وہ خدا کی اس نعمت کی قدر کرے اُس کو خدا کی مرضی کے مطابق استعمال کرے۔ اس کی حفاظت اور صفائی کا اہتمام رکھے۔ وہ ساری تدبیریں اختیار کرے جن سے آنکھوں کو فائدہ پہنچے اور ان باتوں سے بچا رہے جن سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہو۔ اسی طرح جسم کے دوسرے اعضاء اور قویٰ کی حفاظت کا بھی خیال رکھئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "لوگو! آنکھوں میں اثمد سرمہ لگایا کرو۔ سرمہ آنکھ کے میل کو دور کرتا ہے اور بالوں کو اُگاتا ہے"

(ترمذی، کتاب اللباس، باب الاکتحال – ۱۷۵۷)

(۱۴۳) دانتوں کی صفائی اور حفاظت کا اہتمام کیجئے

دانتوں کی صفائی اور حفاظت کا اہتمام کیجئے۔ دانتوں کے صاف رکھنے سے فرحت حاصل ہوتی ہے اور ہاضمے پر اچھا اثر پڑتا ہے اور دانت مضبوط بھی رہتے ہیں۔ مسواک کی عادت ڈالیئے، منجن وغیرہ کا بھی استعمال رکھئے۔ پان یا تمباکو وغیرہ کی کثرت سے دانتوں کو خراب نہ کیجئے۔ کھانے کے بعد بھی دانتوں کو اچھی طرح صاف کرلیا کیجئے۔

دانت گندے رہنے سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ جب نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک سے اپنا منہ صاف فرماتے'' (بخاری، کتاب الوضوء، باب السواك-۲۴۵، مسلم-۵۹۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''ہم نبی کریم ﷺ کے لئے وضو کا پانی اور مسواک تیار رکھتے تھے، جس وقت بھی خدا کا حکم ہوتا آپ ﷺ اُٹھ بیٹھتے تھے اور مسواک کرتے تھے۔ پھر وضو کر کے نماز ادا فرماتے تھے'' (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تم لوگوں کو مسواک کرنے کے بارے میں بہت تاکید کر چکا ہوں (نسائی، باب الاكثار فی السواك)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسواک منہ کو صاف کرنے والی اور خدا کو راضی کرنے والی ہے۔''

(نسائی، باب الترغيب فی السواك-۵)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اگر میں اپنی اُمت کے لئے شاق نہ سمجھتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔'' (نسائی-۷)۔

ایک بار آپ ﷺ سے ملنے کے لئے کچھ مسلمان خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن کے دانت صاف نہ ہونے کی وجہ سے پیلے ہو رہے تھے۔ آپ ﷺ کی نظر پڑی تو فرمایا: ''تمہارے دانت پیلے کیوں نظر آرہے ہیں؟ مسواک کیا کرو'' (مسند احمد)

(۱۴) بول و براز کی حاجت ہو تو فوراً حاجت پوری کیجئے

بول و براز کی حاجت ہو تو فوراً حاجت پوری کیجئے۔ ان ضرورتوں کو روکنے سے معدے اور دماغ پر نہایت برے اثرات پڑتے ہیں۔

(۱۵) طہارت و نظافت کا پورا اہتمام کیجئے

پاکی، طہارت اور نظافت کا پورا پورا اہتمام کیجئے۔ قرآن حکیم میں ہے:
''خدا ان لوگوں کو اپنا محبوب بناتا ہے جو بہت زیادہ پاک و صاف رہتے ہیں''

(التوبہ، آیت ۱۰۸)

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''صفائی اور پاکیزگی آدھا ایمان ہے''

(مشکوۃ، کتاب الطھارۃ)

صفائی اور پاکیزگی کی اسی اہمیت کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے طہارت کے تفصیلی احکام دیئے ہیں اور ہر معاملے میں طہارت و نظافت کی تاکید کی ہے۔ کھانے، پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھئے۔ انہیں گندہ ہونے سے بچایئے اور مکھیوں سے حفاظت کیجئے۔ برتنوں کو صاف ستھرا رکھئے۔ لباس اور لیٹنے بیٹھنے کے بستروں کو پاک صاف رکھئے۔ اُٹھنے بیٹھنے کی جگہوں کو صاف ستھرا رکھئے۔ جسم کی صفائی کے لئے وضو اور غسل کا اہتمام کیجئے۔ جسم اور لباس اور ضرورت کی ساری چیزوں کی صفائی اور پاکیزگی سے روح کو بھی سرور و نشاط حاصل ہوتا ہے اور جسم کو بھی فرحت اور تازگی ملتی ہے اور بحیثیت مجموعی انسانی صحت پر اس کا نہایت ہی خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جب سے میں اسلام لایا ہوں ہر نماز کے لئے باوضو رہتا ہوں''

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''کل تم مجھ سے

پہلے جنت میں کیسے داخل ہو گئے؟" بولے: یارسول اللہ ﷺ! میں جب بھی اذان کہتا ہوں تو دو رکعت نماز ضرور پڑھ لیتا ہوں اور جس وقت بھی وضو ٹوٹتا ہے فوراً نیا وضو کر کے ہمیشہ وضو کے ساتھ رہنے کی کوشش کرتا ہوں"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہر مسلمان پر خدا کا یہ حق ہے کہ ہر ہفتے میں ایک دن غسل کیا کرے، اور اپنے سر اور بدن کو دھویا کرے"

(بخاری، کتاب الجمعة باب هل علی من لم یشهد الجمعة غسل ... الخ – ۸۹۸)

راستہ اس طرح چلئے

① درمیانی چال چلئے

راستے میں درمیانی چال چلئے نہ اتنا جھپٹ کر چلئے کہ خواہ مخواہ لوگوں کے لئے تماشا بن جائیں اور نہ اتنے سست ہو کر رینگنے کی کوشش کیجئے کہ لوگ بیمار سمجھ کر بیمار پرسی کرنے لگیں۔ نبی کریم ﷺ قدم لمبے لمبے رکھتے اور قدم اُٹھا کر رکھتے، قدم گھسیٹ کر کبھی نہ چلتے۔

② وقار اور نیچی نگاہ سے چلئے

ادب و وقار کے ساتھ نیچے دیکھتے ہوئے چلئے اور راستہ میں اِدھر اُدھر ہر چیز پر نگاہ ڈالتے ہوئے نہ چلئے۔ ایسا کرنا سنجیدگی اور تہذیب کے خلاف ہے۔ نبی کریم ﷺ چلتے وقت اپنے بدن مبارک کو آگے کی طرف جھکا کر چلتے جیسے کوئی بلندی سے پستی کی طرف اُتر رہا ہو۔ آپ ﷺ وقار کے ساتھ ذرا تیز چلتے اور بدن کو چست اور سمٹا ہوا رکھتے اور چلتے ہوئے دائیں بائیں نہ دیکھتے۔

③ خاکساری کے ساتھ دبے پاؤں چلئے

خاکساری کے ساتھ دبے پاؤں چلئے۔ اکڑتے ہوئے نہ چلئے، نہ تو آپ اپنی

ٹھوکر سے زمین کو پھاڑ سکتے ہیں اور نہ پہاڑوں کی اونچائی کو پہنچ سکتے ہیں، پھر بھلا اکڑنے کی کیا گنجائش ہے۔

④ ہمیشہ جوتے پہن کر چلیے

ہمیشہ جوتے پہن کر چلیے۔ ننگے پاؤں چلنے پھرنے سے پرہیز کیجیے۔ جوتے کے ذریعے پاؤں کانٹے کنکر اور دوسری تکلیف دہ چیزوں سے بھی محفوظ رہتا ہے اور موذی جانوروں سے بھی بچا رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اکثر جوتے پہنے رہا کرو۔ جوتا پہننے والا بھی ایک طرح کا سوار ہوتا ہے''۔

(ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی الانتعال - ۴۱۳۳)

⑤ راستہ چلنے میں تہذیب و وقار کا بھی لحاظ رکھیے

راستہ چلنے میں حسن ذوق اور تہذیب و وقار کا بھی لحاظ رکھیے، یا تو دونوں جوتے پہن کر چلیے یا دونوں جوتے اُتار کر چلیے۔ ایک پاؤں ننگا اور ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنا بڑی مضحکہ خیز حرکت ہے۔ اگر واقعی کوئی معذوری نہ ہو تو اس بدذوقی اور بے تہذیبی سے سختی کے ساتھ بچنے کی کوشش کیجیے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''ایک جوتا پہن کر کوئی نہ چلے یا تو دونوں جوتے پہن کر چلے یا دونوں اُتار کر چلے''

(ترمذی، کتاب اللباس-۱۷۷۴)

⑥ چلتے وقت اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر چلیے

چلتے وقت اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر چلیے تاکہ اُلجھنے کا خطرہ نہ رہے۔ نبی کریم ﷺ چلتے وقت اپنا تہبند ذرا اُٹھا کر سمیٹ لیتے۔

⑦ ہمیشہ بے تکلفی سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلیے

ہمیشہ بے تکلفی سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ چلیے۔ آگے چل چل کر اپنی

امتیازی شان نہ جتایئے۔ کبھی کبھی بے تکلفی میں اپنے ساتھی کا ہاتھ، ہاتھ میں لے کر بھی چلئے۔ نبی کریم ﷺ ساتھیوں کے ساتھ چلنے میں کبھی اپنی امتیازی شان ظاہر نہ ہونے دیتے۔ اکثر آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیچھے پیچھے چلتے اور کبھی بے تکلفی میں اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر بھی چلتے۔

⑧ راستے کا حق ادا کرنے کا بھی اہتمام کیجئے

راستے کا حق ادا کرنے کا بھی اہتمام کیجئے۔ راستے میں رُک کر یا بیٹھ کر آنے جانے والوں کو تکنے سے پرہیز کیجئے اور اگر کبھی راستہ میں رکنا یا بیٹھنا پڑے تو راستہ کا حق ادا کرنے کے لئے چھ باتوں کا خیال رکھئے۔

① نگاہیں نیچی رکھئے۔
② تکلیف دینے والی چیزوں کو راستے سے ہٹا دیجئے۔
③ سلام کا جواب دیجئے۔
④ نیکی کی تلقین کیجئے اور بری باتوں سے روکیئے۔
⑤ بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھایئے۔
⑥ اور مصیبت کے مارے ہوؤں کی مدد کیجئے۔

⑨ راستے میں ہمیشہ اچھے لوگوں کا ساتھ پکڑیئے

راستے میں ہمیشہ اچھے لوگوں کا ساتھ پکڑیئے۔ برے لوگوں کے ساتھ چلنے سے پرہیز کیجئے۔

⑩ راستے میں مرد اور عورت مل جل کر نہ چلیں

راستے میں مرد اور عورت مل جل کر نہ چلیں۔ عورت کو بیچ راستے سے بچ کر کنارے کنارے چلنا چاہئے اور مردوں کو چاہئے کہ اُن سے بچ کر چلیں۔ نبی کریم ﷺ نے

فرمایا: گارے میں اٹے ہوئے اور بدبودار سڑی ہوئی کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سور سے ٹکرا جانا تو گوارا کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ گوارا کرنے کی بات نہیں ہے کہ کسی مرد کے شانے کسی اجنبی عورت سے ٹکرائیں۔

⑪ عورتیں پردہ کا مکمل اہتمام کریں

شریف عورتیں جب کسی ضرورت سے راستے پر چلیں تو برقع یا چادر سے اپنے جسم، لباس اور زیب و زینت کی ہر چیز کو خوب اچھی طرح چھپا لیں اور چہرے پر نقاب ڈالے رہیں۔

⑫ عورتیں راستہ میں ان چیزوں سے بچیں

کوئی ایسا زیور پہن کر نہ چلیں جس میں چلتے وقت جھنکار پیدا ہو دبے پاؤں چلیں تا کہ اُس کی آواز اجنبیوں کو اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔

عورتیں پھیلنے والی خوشبو لگا کر راستے پر نہ چلیں، ایسی عورتوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت سخت الفاظ فرمائے ہیں۔

⑬ گھر سے نکلیں تو آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ دعا پڑھیے

گھر سے نکلیں تو آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر یہ دُعا پڑھیے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ اَنْ نَّزِلَّ اَوْ نُزَلَّ وَاَنْ نَّضِلَّ اَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ يُظْلَمَ عَلَيْنَآ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا۔

(مسند احمد، ترمذی، کتاب الدعوات — ۳۴۲۷)

"خدا ہی کے نام سے (میں نے باہر قدم رکھا) اور اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ خدایا میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ ہم لغزش کھا جائیں یا کوئی دوسرا ہمیں ڈگمگا دے۔ ہم خود بھٹک جائیں یا کوئی اور ہمیں بھٹکا دے۔ ہم خود کسی پر ظلم کر بیٹھیں یا کوئی

اور ہم پر زیادتی کرے یا ہم خود نادانی پر اُتر آئیں یا کوئی دوسرا ہمارے ساتھ جہالت کا برتاؤ کرے“

⑭ بازار جائیں تو یہ دعا پڑھیں

بازار جائیں تو یہ دُعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُصِيْبَ بِهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً اَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً ط

”خدا کے نام سے (بازار میں داخل ہوتا ہوں) خدایا میں تجھ سے اس بازار کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس بازار کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، خدایا! تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ یہاں میں جھوٹی قسم کھا بیٹھوں یا ٹوٹے (نقصان) کا کوئی سودا کر بیٹھوں“

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بازار میں داخل ہوتے ہوئے یہ دُعا پڑھ لے، خدا اس کے حساب میں دس لاکھ نیکیاں درج فرمائے گا، دس لاکھ خطائیں معاف فرمادے گا اور دس لاکھ درجات بلند کردے گا۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ط

(ترمذی، باب ما يقول اذا دخل السوق – ۳۴۲۹)

”خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اقتدار اُسی کا ہے وہی شکر و تعریف کا مستحق ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ وہی زندۂ جاوید ہے، اس کے لئے موت نہیں، ساری بھلائی اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے“

سفر اِس طرح کیجئے

① سفر جمعرات کے دن شروع کیجئے

سفر کے لئے ایسے وقت روانہ ہونا چاہئے کہ کم سے کم وقت خرچ ہو اور نمازوں کے اوقات کا بھی لحاظ رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود سفر پر جاتے یا کسی کو روانہ فرماتے تو عام طور پر جمعرات کے دن کو مناسب خیال فرماتے۔

② سفر تنہا نہ کیجئے

سفر تنہا نہ کیجئے۔ ممکن ہو تو کم از کم تین آدمی ساتھ لیجئے۔ اس سے راستہ میں سامان وغیرہ کی حفاظت اور دوسری ضروریات میں بھی سہولت رہتی ہے۔ اور آدمی بہت سے خطرات سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو تنہا سفر کرنے کی وہ خرابیاں معلوم ہو جائیں جو میں جانتا ہوں تو کوئی سوار رات میں تنہا سفر نہ کرے۔'' (بخاری، کتاب الجهاد، باب السير وحده - ۲۹۹۸)

ایک مرتبہ ایک شخص دور دراز کا سفر کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر سے پوچھا: تمہارے ساتھ کون ہے۔ مسافر بولا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ساتھ تو کوئی بھی نہیں ہے، میں اکیلا آیا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اکیلا سوار شیطان ہے اور دو سوار شیطان ہیں البتہ تین سوار سوار ہیں۔

(ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب فی الرجل يسافر وحده-۲۶۰۷)

اور چار ساتھ ہوں تو بہت ہی اچھا ہے۔ (ابوداؤد)

③ عورت کو ہمیشہ کسی محرم کے ساتھ سفر کرنا چاہئے

عورت کو ہمیشہ کسی محرم کے ہمراہ سفر کرنا چاہئے۔ ہاں اگر ایک آدھ دن کا معمولی

سفر ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن احتیاط یہی ہے کہ کبھی تنہا سفر نہ کرے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو عورت خدا اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر تنہا کرے۔ وہ اتنا بڑا سفر اسی وقت کر سکتی ہے جب اس کے ساتھ اُس کے والد ہوں، بھائی ہو، شوہر ہو یا اس کا اپنا لڑکا ہو یا پھر اور کوئی محرم ہو۔ (مسلم، کتاب الحج۔ ۳۲۷۰)

اور ایک موقع پر تو آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ عورت کو ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر بھی تنہا نہ جانا چاہئے۔ (مسلم، کتاب الحج ۔ ۳۲۶۸)

(۴) سواری جب حرکت میں آئے تو یہ دُعا پڑھئے

سفر کے لئے روانہ ہوتے وقت جب سواری پر بیٹھ جائیں اور سواری حرکت میں آئے تو یہ دُعا پڑھئے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ، وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ ط (مسلم، ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب ما يقول الرجل اذا سافر، ترمذی)

''پاک و برتر ہے وہ خدا جس نے اس کو ہمارے بس میں کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں کرنے والے نہ تھے، یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ خدایا ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کی توفیق چاہتے ہیں اور ایسے کاموں کی توفیق جو تیری خوشنودی کے ہوں، خدایا ہم پر یہ سفر آسان فرما دے اور اس کا فاصلہ ہمارے لئے مختصر کر دے۔ خدایا تو ہی اس سفر میں رفیق ہے اور تو ہی گھر والوں میں خلیفہ اور نگراں ہے، خدایا میں تیری پناہ چاہتا ہوں، سفر کی مشقتوں سے،

ناگوار منظر سے، اور اپنے مال سے، اپنے متعلقین اور اپنی اولاد میں بری واپسی سے اور اچھائی کے بعد برائی سے اور مظلوم کی بددعا سے۔"

⑤ راستے میں دوسروں کی سہولت اور آرام کا بھی خیال کیجئے

راستے میں، دوسروں کی سہولت اور آرام کا بھی خیال رکھئے۔ راستہ کے ساتھی کا بھی حق ہے۔ قرآن میں ہے: وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ" اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ حسن سلوک کرو"، پہلو کے ساتھی سے مراد ہر ایسا آدمی ہے جس سے کہیں بھی کسی وقت آپ کا ساتھ ہو جائے۔ سفر کے دوران کی مختصر رفاقت کا بھی یہ حق ہے کہ آپ اپنے رفیق سفر کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کریں اور کوشش کریں کہ آپ کے کسی قول و عمل سے اُس کو کوئی جسمانی یا ذہنی اذیت نہ پہنچے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: قوم کا سردار اُن کا خادم ہوتا ہے، جو شخص دوسروں کی خدمت کرنے میں لوگوں سے سبقت لے جائے، اس سے نیکی میں آگے بڑھنے والا اگر کوئی ہو سکتا ہے تو صرف وہی جو خدا کی راہ میں شہادت پائے" (مشکوۃ، باب آداب السفر الفصل الثالث)

اور فرمایا کہ سفر میں جس کے پاس اپنی ضرورت سے زائد کھانے پینے کی چیزیں ہوں تو اُن لوگوں کا خیال کرے جن کے پاس اپنا توشہ نہ ہو۔ (مسلم)

⑥ سفر پر روانہ ہوتے وقت اور واپسی پر دو رکعت پڑھئے

سفر کے لئے روانہ ہوتے وقت اور واپس آنے پر دو رکعت شکرانے کے نفل پڑھئے۔ نبی کریم ﷺ کا یہی عمل تھا۔

⑦ بلندی پر چڑھتے وقت یہ دعا پڑھئے

جب آپ کی گاڑی، بس یا جہاز بلندی پر چڑھے یا اُڑے تو یہ دُعا پڑھئے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرْفُ عَلٰى كُلِّ شَرْفٍ وَّلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ط

''خدایا! تجھے ہر بزرگی اور بلندی پر بڑائی حاصل ہے، حمد و شکر ہر حال میں تیرا ہی حق ہے''

⑧ رات کو کہیں محفوظ مقام پر قیام کیجئے

رات کو کہیں قیام کرنا پڑے تو محفوظ مقام پر قیام کیجئے۔ جہاں چور ڈاکو سے بھی آپ کی جان و مال محفوظ ہو اور موذی جانوروں کا بھی کوئی کھٹکا نہ ہو۔

⑨ سفر کی ضرورت پوری ہونے پر جلدی واپس ہو جایئے

سفر کی ضرورت پوری ہونے پر گھر واپس آنے میں جلدی کیجئے۔ بلاضرورت گھومنے پھرنے سے پرہیز کیجئے۔

سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے تمہیں نیند سے اور کھانے پینے سے روکتا ہے، لہٰذا جب وہ کام پورا ہو جائے جس کے لئے گئے تھے تو جلد گھر واپس ہو جاؤ (مسلم-۴۹۶۱)

⑩ سفر سے واپسی پر بغیر اطلاع گھر نہ آیئے

سفر سے واپسی پر یکا یک بغیر اطلاع، رات کو گھر میں نہ آیئے۔ پہلے سے اطلاع دیجئے، ورنہ مسجد میں دوگانہ نفل ادا کر کے گھر والوں کو موقع دیجئے کہ وہ اچھی طرح سے آپ کے استقبال کے لئے تیار ہو سکیں۔

آپ ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو چاشت کے وقت مدینہ میں داخل ہوتے اور پہلے مسجد میں جا کر دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر ذرا دیر لوگوں کی ملاقات کے لئے وہیں تشریف فرما رہتے۔

(ابو داؤد. باب فی الصلاۃ عند القدوم من السفر ۲۷۸۱)

⑪ سفر میں کوئی ساتھی ہوں تو ان کے آرام کا خیال رکھئے

سفر میں اگر جانور ساتھ ہوں تو ان کے آرام و آسائش کا بھی خیال رکھئے اور اگر

کوئی سوار ہو تو اس کی ضروریات اور حفاظت کا بھی اہتمام کیجئے آپ کا ڈرائیور ہو تو اس کے آرام کا خیال کیجئے چاہے وہ مشرک ہی کیوں نہ ہو۔

جانوروں کی پشتوں کو منبر نہ بناؤ (یعنی ان پر سوار ہو کر کھڑا کئے ہوئے باتیں نہ کرو کیونکہ اس سے جانوروں کو خواہ مخواہ کی تکلیف ہوتی ہے۔ باتیں کرنی ہیں تو زمین پر اُتر جاؤ، جب چلنے لگو تو پھر سوار ہو جاؤ۔

(ابو دائود، کتاب الجهاد، باب فی الوقوف علی الدابنته - ۲٥٦٧)

جب منزل پر اتریں تو جانوروں کے کجاوے اور زینیں کھول دیں بعد میں نفل نماز میں (یا کسی اور کام میں) مشغول ہوں، صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی عمل تھا۔

(ابو دائود، کتاب الجهاد، باب فی نزول المنازل، ۲٥٥۱)

جب سر سبزی کے زمانے میں جانوروں پر سفر کرو تو اونٹوں (اور دوسرے جانوروں) کو ان کا حق دے دو جو زمین میں ہے یعنی ان کو چراتے ہوئے لے جاؤ۔

اور جب خشک سالی میں سفر کرو (جبکہ جنگل میں گھاس پھوس نہ ہو) تو رفتار میں تیزی اختیار کرو (تاکہ جانور جلدی منزل پر پہنچ کر آرام پالے) اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے پہلے سفر ختم کر دو کہ جانور بالکل بے جان ہو جائے۔ (مسلم-۴۹۶۰)

جانوروں کے گلے میں تانت نہ ڈالو کیونکہ اس سے گلا کٹ جانے کا خطرہ ہے۔

(بخاری و مسلم)

اور جب رات کو جنگل میں پڑاؤ ڈالو تو راستہ میں قیام کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ رات کو طرح طرح کے جانور اور زہریلے کیڑے مکوڑے نکلتے ہیں اور راستے میں پھیل جاتے ہیں۔ (ترمذی، ابواب الادب-۲۸۵۸)

جب کسی منزل پر اُترو تو سب اکٹھے قیام کرو اور ایک ہی جگہ رہو اور دور دور قیام نہ کرو۔ (ابوداؤد)

جب کوئی شخص اپنی سواری پر بٹھانے لگے اور آگے بٹھانے کی درخواست کرے

تو اُسے بتادو کہ آگے بیٹھنے کا تیرا ہی حق ہے پھر بھی وہ آگے بیٹھنے کی درخواست کرے تو قبول کرلو (ترمذی، ابواب الأداب، عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم - ۲۷۷۳)

(۱۲) سفر میں مذکورہ چیزیں ساتھ رکھئے

جاڑے کے موسم میں ضروری بستر وغیرہ ساتھ رکھئے اور میزبان کو بے جا پریشانی میں مبتلا نہ کیجئے۔

سفر میں پانی کا برتن لوٹا اور جانماز اور قبلہ نما آلہ ساتھ رکھئے۔ تاکہ استنجا، وضو، نماز اور پانی پینے کی تکلیف نہ ہو۔

(۱۳) چند آدمی ہوں تو ایک کو اپنا امیر مقرر فرمالیجئے

چند آدمی سفر کر رہے ہوں تو ایک کو اپنا امیر مقرر فرمالیجئے، البتہ ہر شخص اپنا ٹکٹ، ضرورت بھر رقم اور دوسرا ضروری سامان اپنے قبضے میں رکھے۔

اور فرمایا کہ سفر میں اپنے ساتھیوں کا سردار وہ ہے جو اُن کا خدمت گزار ہو۔ جو شخص خدمت میں آگے بڑھ گیا کسی عمل کے ذریعہ اس کے ساتھی اس سے آگے نہیں بڑھ سکیں گے، ہاں اگر کوئی شہید ہو جائے تو وہ آگے بڑھ جائے گا۔ (بیہقی)

سفر میں جن لوگوں کے پاس کتا یا گھنٹی ہو تو اُن کے ساتھ رحمت کے فرشتے نہیں ہوتے۔ (ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب فی تعلیق الاجراس - ۲۵۵۵)

آج کل موبائل میں میوزک کی گھنٹی بھی اس میں شامل ہے۔

(۱۴) سفر میں رات ہو جائے تو یہ دعا پڑھئے

جب سفر میں کہیں رات ہو جائے تو یہ دُعا پڑھئے:

يَآ اَرْضُ! رَبِّىْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ

وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِي الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَط

(ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب ما يقول الرجل اذا نزل المنزل – ۲۶۰۳)

''اے زمین! میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں، تیرے شر سے اور ان مخلوقات کے شر سے جو تجھ میں خدا نے پیدا کی ہیں اور ان مخلوقات کے شر سے جو تجھ پر چلتے ہیں اور میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے، اور سیاہ اژدہے سے اور سانپ بچھو سے، اور اس شہر کے باشندوں کے شر سے اور ہر والد اور مولود کے شر سے''

⑮ سفر سے واپسی پر یہ دعا پڑھیے

اور جب سفر سے گھر واپس آئیں تو یہ دعا پڑھیے:

اَوْبًا اَوْبًا لِّرَبِّنَا تَوْبًا لَّا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًاط (حصن حصين)

''پلٹتا ہے، اپنے رب ہی کی طرف پلٹتا ہے اور اپنے رب ہی کے حضور توبہ ہے، ایسی توبہ جو ہم پر گناہ کا کوئی اثر باقی نہ رہنے دے''

⑯ کسی کو سفر پر رخصت کریں تو کچھ دور تک ساتھ جائیے

جب کسی کو سفر پر رخصت کریں تو کچھ دور اُس کے ساتھ جائیے۔ رخصت کرتے وقت اس سے بھی دُعا کی درخواست کیجئے اور اس کو یہ دُعا دیتے ہوئے رخصت کیجئے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ ط

''میں تمہارے دین، امانت اور خاتمۂ عمل کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔''

(حصن حصين، ابو داؤد، كتاب الجهاد، باب فى الدعاء عند الوداع– ۲۶۰۰)

⑰ کوئی سفر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کیجئے

جب کوئی سفر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کیجئے اور اظہارِ محبت کے الفاظ کہتے ہوئے ضرورت اور موقع کا لحاظ کرتے ہوئے مصافحہ کیجئے یا معانقہ بھی کیجئے۔

رنج وغم کے اوقات کیسے گزاریں

(۱) مصائب کو صبر وسکون کے ساتھ برداشت کیجئے

مصائب کو صبر وسکون کے ساتھ برداشت کیجئے۔ کبھی ہمت نہ ہاریئے اور رنج وغم کو کبھی حد اعتدال سے نہ بڑھنے دیجئے۔ دنیا کی زندگی میں کوئی بھی انسان رنج وغم، مصیبت وتکلیف، آفت یا ناکامی اور نقصان سے بے خوف اور مامون نہیں رہ سکتا۔ البتہ مؤمن اور کافر کے کردار میں یہ فرق ضرور ہوتا ہے کہ کافر رنج وغم کے ہجوم میں پریشان ہوکر ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے۔ مایوسی کا شکار ہوکر ہاتھ پیر چھوڑ دیتا ہے اور بعض اوقات غم کی تاب نہ لاکر خودکشی کر لیتا ہے اور مؤمن بڑے سے بڑے حادثے پر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا اور صبر وثبات کا پیکر بن کر چٹان کی طرح جما رہتا ہے۔ وہ یوں سوچتا ہے کہ یہ جو کچھ ہوا تقدیر الٰہی کے مطابق ہوا، خدا کا کوئی حکم حکمت ومصلحت سے خالی نہیں اور یہ سوچ کر کہ خدا جو کچھ کرتا ہے اپنے بندے کی بہتری کے لئے کرتا ہے، یقیناً اس میں خیر کا پہلو ہوگا۔ مؤمن کو ایسا روحانی سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے کہ غم کی چوٹ میں لذت آنے لگتی ہے اور تقدیر کا یہ عقیدہ ہر مشکل کو آسان بنادیتا ہے، خدا کا ارشاد ہے:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَاط اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ. لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ ط

(الحدید: ۲۲-۲۳)

جو مصائب بھی روئے زمین میں آتے ہیں اور جو آفتیں بھی ہم پر آتی ہیں وہ سب اس سے پہلے کہ ہم انہیں وجود میں لائیں، ایک کتاب میں (لکھی ہوئی محفوظ اور طے شدہ) ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات خدا کے لئے آسان ہے تاکہ تم

اپنی ناکامی پر غم نہ کرتے رہو!

یعنی تقدیر پر ایمان لانے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ مؤمن بڑے سے بڑے سانحے کو بھی قضا و قدر کا فیصلہ سمجھ کر اپنے غم کا علاج پالیتا ہے اور پریشان نہیں ہوتا، وہ ہر معاملے کی نسبت اپنے مہربان خدا کی طرف کر کے خیر کے پہلو پر نگاہ جمالیتا ہے اور صبر و شکر کر کے ہر شر میں سے اپنے لئے خیر نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''مؤمن کا معاملہ بھی خوب ہی ہے، وہ جس حال میں بھی ہوتا ہے خیر ہی سمیٹتا ہے، اگر وہ دکھ، بیماری اور تنگ دستی سے دوچار ہوتا ہے تو سکون کے ساتھ برداشت کرتا ہے اور یہ آزمائش اس کے حق میں خیر ثابت ہوتی ہے اور اگر اس کو خوشی اور خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے اور یہ خوشحالی اُس کے لئے خیر کا سبب بنتی ہے۔'' (مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب المومن امره کله خير - ۷۵۰۰)

(۲) تکلیف کی خبر سنتے ہی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھئے

جب رنج وغم کی کوئی خبر سنیں یا کوئی نقصان ہو جائے یا کوئی دکھ اور تکلیف پہنچے یا کسی ناگہانی مصیبت میں خدانخواستہ گرفتار ہو جائیں تو فوراً اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (البقرہ، آیت:۱۵۶) پڑھئے۔ ''ہم خدا ہی کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں'' (مسلم، کتاب الجنائز-۲۱۲۶)

مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے سب خدا ہی کا ہے، اُسی نے دیا ہے اور وہی لینے والا ہے، ہم بھی اسی کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ ہم ہر حال میں خدا کی رضا پر راضی ہیں۔ اس کا ہر کام مصلحت، حکمت اور انصاف پر مبنی ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے کسی بڑی خیر کے پیش نظر کرتا ہے۔ وفادار غلام کا کام یہ ہے کہ کسی وقت بھی اُس کے ماتھے پر شکن نہ آئے۔ خدا کا ارشاد ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ

وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ. الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ. اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (البقرہ:۱۵۶-۱۵۷)

اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر، بھوک، جان و مال کے نقصان اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے اور خوش خبری ان لوگوں کو دیجئے جو مصیبت پڑنے پر (صبر کرتے ہیں اور) کہتے ہیں "ہم خدا ہی کے ہیں اور خدا ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔" ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی اور اس کی رحمت ہوگی اور ایسے ہی لوگ راہِ ہدایت پر ہیں"

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "جب کوئی بندہ مصیبت پڑنے پر اِنَّا لِلّٰہِ... الخ پڑھتا ہے تو خدا اس کی مصیبت دور فرما دیتا ہے، اس کو اچھے انجام سے نوازتا ہے، اور اس کو اس کی پسندیدہ چیز اس کے صلے میں عطا فرماتا ہے"

(ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الصبر عند المصیبۃ – ۱۵۹۸)

ایک بار نبی کریم ﷺ کا چراغ بجھ گیا تو آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ کسی نے کہا، یا رسول اللہ! کیا چراغ کا بجھنا بھی کوئی مصیبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جی ہاں! جس بات سے بھی مؤمن کو دکھ پہنچے وہ مصیبت ہے"

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس مسلمان کو بھی کوئی قلبی اذیت، جسمانی تکلیف اور بیماری، کوئی رنج و غم اور دُکھ پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اُسے کانٹا بھی چبھ جاتا ہے (اور وہ اس پر صبر کرتا ہے) تو خدا اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے"

(بخاری و مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب – ۶۵۶۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جتنی سخت آزمائش اور مصیبت ہوتی ہے اتنا ہی بڑا اس کا صلہ ہوتا ہے اور خدا

جب کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو اُن کو مزید نکھارنے اور کندن بنانے کے لئے آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے پس جو لوگ خدا کی رضا پر راضی رہیں خدا بھی ان سے راضی ہوتا ہے اور جو اس آزمائش میں خدا سے ناراض ہوں، خدا بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے'' (ترمذی، کتاب الزهد باب ما جاء فی الصبر علی البلاء - ۲۳۹۶)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب کسی بندے کا کوئی بچہ مرتا ہے تو خدا اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے: ''کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی جان قبض کر لی؟'' وہ کہتے ہیں: ہاں۔ پھر وہ ان سے پوچھتا ہے: تم نے اس کے جگر کے ٹکڑے کی جان نکال لی؟ وہ کہتے ہیں، ہاں۔ پھر وہ ان سے پوچھتا ہے: تو میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں، اس مصیبت میں اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ تو خدا اُن سے فرماتا ہے: میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد (شکر کا گھر) رکھو'' (ترمذی، ابواب الجنائز، باب فضل المصیبة اذا احتسب - ۱۰۲۱)

(۳) کسی بھی حادثے پر صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے

کسی تکلیف اور حادثے پر اظہارِ غم ایک فطری امر ہے، البتہ اس بات کا پورا پورا خیال رکھئے کہ غم اور اندوہ کی انتہائی شدت میں بھی زبان سے کوئی ناحق بات نہ نکلے اور صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھے اور جان کنی کا عالم تھا، یہ رقّت انگیز منظر دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے اور فرمایا: ''اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے مغموم ہیں مگر زبان سے وہی نکلے گا جو پروردگار کی مرضی کے مطابق ہوگا''

(بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی اِنَّا بِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ - ۱۳۰۳)

(۴) کوئی ایسی حرکت بھی نہ کریں جو شریعت کے خلاف ہو

غم کی شدت میں بھی کوئی ایسی حرکت نہ کیجئے جس سے ناشکری اور شکایت کی بو آئے اور جو شریعت کے خلاف ہو۔ دھاڑیں مار مار کر رونا، گریبان پھاڑنا، گالوں پر طمانچے مارنا، چیخنا چلاّنا اور ماتم میں سر، سینہ پیٹنا مومن کے لئے کسی طرح جائز نہیں، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو شخص گریبان پھاڑتا، گالوں پر طمانچے مارتا اور جاہلیت کی طرح چیختا اور چلاتا اور بین کرتا ہے وہ میری اُمت میں نہیں''۔

(ترمذی، ابواب الجنائز – ۹۹۹)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جب شہید ہوئے اوران کی شہادت کی خبر اُن کے گھر پہنچی تو اُن کے گھر کی عورتیں چیخنے چلاّنے لگیں اور ماتم کرنے لگیں۔ نبی کریم ﷺ نے کہلا بھیجا کہ ماتم نہ کیا جائے مگر وہ باز نہ آئیں تو آپ ﷺ نے دوبارہ منع فرمایا، پھر بھی وہ نہ مانیں تو آپ ﷺ نے حکم دیا، ان کے منہ میں خاک بھر دو۔

(بخاری، کتاب الجنائز باب ما ینھی من النوح والبکاء والزجر عن ذالك – ۱۳۰۵)

ایک بار آپ ﷺ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ ایک عورت انگیٹھی لئے ہوئے آئی۔ آپ ﷺ نے اس کو اتنی سختی سے ڈانٹا کہ اسی وقت بھاگ گئی۔

(سیرت النبی، جلد ششم)

اور آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جنازے کے پیچھے کوئی آگ اور راگ نہ لے جائے۔

عرب میں یہ رسم تھی کہ لوگ جنازے کے پیچھے چلتے تو اظہارِ غم میں اپنی چادر پھینک دیتے تھے۔ صرف کرتہ پہنے رہتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ نے لوگوں کو اس حال میں دیکھا تو فرمایا: ''جاہلیت کی رسم اختیار کر رہے ہو، میرے جی میں آیا کہ تمہارے حق میں ایسی بددُعا کروں کہ تمہاری صورتیں ہی مسخ ہو جائیں۔ لوگوں نے

اسی وقت اپنی اپنی چادریں اوڑھ لیں اور پھر کبھی ایسا نہ کیا۔
(ابن ماجه، ابواب ما جاء فی الجنائز، باب ما جاء فی النهی عن التسلب مع الجنازه – ۱۴۸)

⑤ بیماری کو برا بھلا نہ کہئے

بیماری کو برا بھلا نہ کہئے اور نہ حرفِ شکایت زبان پر لائیے۔ بلکہ نہایت صبر وضبط سے کام لیجئے اور اجر آخرت کی تمنا کیجئے۔

بیماری جھیلنے اور اذیتیں برداشت کرنے سے مومن کے گناہ دھلتے ہیں اور اس کا تزکیہ ہوتا ہے اور آخرت میں اجرِ عظیم ملتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''مومن کو جسمانی اذیت یا بیماری یا کسی اور وجہ سے جو بھی دُکھ پہنچتا ہے خدا تعالیٰ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے'' (مسلم، باب ثواب المومن فیما یصیبه من مرض...الخ – ۶۵۵۹)

ایک بار نبی کریم ﷺ نے ایک خاتون کو کانپتے دیکھ کر پوچھا، اے اُم سائب یا مسیتب! کیا بات ہے، تم کیوں کانپ رہی ہو؟ کہنے لگیں مجھے بخار نے گھیر رکھا ہے، اس کو خدا سمجھے۔ نبی کریم ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ ''نہیں بخار کو برا مت کہو۔ اس لئے کہ بخار اس طرح اولادِ آدم کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے جس طرح آگ لوہے کے میل کو دور کر کے صاف کرتی ہے'' (مسلم، کتاب البر والصلة والادب باب ثواب المومن فیما یصیبه من مرض او حزن ... الخ – ۶۵۷۰)

حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ اپنا ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار کعبہ کے پاس حضرت عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے بولے ''تمہیں ایک جنتی خاتون دکھاؤں؟'' میں نے کہا، ضرور دکھایئے، کہا دیکھو! یہ جو کالی کلوٹی عورت ہے یہ ایک بار نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی یا رسول اللہ ﷺ! مجھے مرگی کا ایسا دَورہ پڑتا ہے کہ تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور میں اس حالت میں بالکل ننگی ہو جاتی ہوں۔ یا رسول اللہ ﷺ! میرے لئے خدا سے دُعا کیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم اس

تکلیف کو صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہو تو خدا تمہیں جنت سے نوازے گا اور اگر چاہو تو میں دُعا کر دوں کہ خدا تمہیں اچھا کر دے گا" یہ سن کر وہ خاتون بولیں، یارسول اللہ ﷺ! میں اس تکلیف کو تو صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہوں گی البتہ یہ دُعا فرما دیجئے کہ میں اس حالت میں ننگی نہ ہو جایا کروں، تو نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے دُعا فرمائی۔ حضرت عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اس دراز قد خاتون اُمِ رفز کو کعبہ کی سیڑھیوں پر دیکھا"

(مسلم، باب ثواب المومن فیما یصیبه من مرض او حزن اونحو ذالك – ٦٥٧١)

⑥ کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ غم نہ منایئے

کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ غم نہ منایئے۔ عزیزوں کی موت پر غمزدہ ہونا اور آنسو بہانا ایک فطری امر ہے لیکن اس کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے۔ البتہ بیوہ کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے۔ اس مدت میں نہ وہ کوئی رنگین کپڑا پہنے، نہ خوشبو لگائے اور نہ کوئی اور بناؤ سنگار کرے"

(ترمذی، کتاب الطلاق و اللعان، باب ما جاء فی عدة المتوفی عنها زوجها – ١١٩)

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے روز تعزیت کے لئے کچھ خواتین پہنچیں۔ انہوں نے سب کے سامنے خوشبو لگائی اور فرمایا مجھے اس وقت خوشبو لگانے کی کوئی حاجت نہیں تھی۔ میں نے یہ خوشبو محض اس لئے لگائی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ سنا ہے کہ کسی مسلمان خاتون کو شوہر کے سوا کسی عزیز کے لئے تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں۔ (ترمذی-۱۱۹۶)

⑦ رنج و غم میں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کیجئے

رنج و غم اور مصیبت میں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کیجئے۔ نبی کریم ﷺ جب

غزوۂ اُحد سے واپس تشریف لائے تو خواتین اپنے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کا حال معلوم کرنے کے لئے حاضر ہوئیں۔ جب حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی اور کہا اپنے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ پر صبر کرو۔ اُنہوں نے ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا اور دُعائے مغفرت کی۔ پھر آپ نے فرمایا اپنے ماموں حمزہ رضی اللہ عنہ پر صبر کرو۔ اُنہوں نے پھر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور دُعائے مغفرت کی۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا بیمار تھا وہ بچے کو اسی حال میں چھوڑ کر اپنے کام میں چلے گئے ان کے جانے کے بعد بچے کا انتقال ہوگیا۔ بیگم ابوطلحہ نے لوگوں سے کہہ دیا کہ ابوطلحہ کو اطلاع نہ ہونے پائے۔ وہ شام کو اپنے کام سے واپس گھر آئے تو بیوی سے پوچھا: بچے کا کیا حال ہے؟ بولیں پہلے سے زیادہ سکون میں ہے۔ یہ کہہ کر ابوطلحہ کے لئے کھانا لائیں۔ انہوں نے اطمینان سے کھانا کھایا اور لیٹ گئے۔ صبح ہوئی تو نیک بیوی نے حکیمانہ انداز میں پوچھا: اگر کوئی کسی کو عاریۃً کوئی چیز دے دے اور پھر واپس مانگے تو کیا اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس چیز کو روک لے؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، بھلا یہ حق کیسے حاصل ہو جائے گا۔ تو صابرہ بیوی نے کہا، اپنے بیٹے پر بھی صبر کیجئے۔

(مسلم، کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ابی طلحة الانصاری – ۶۳۲۲)

⑧ راہِ حق میں آنے والی مصیبتوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کیجئے

راہِ حق میں آنے والی مصیبتوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کیجئے اور اس راہ میں جو دُکھ پہنچیں ان پر رنجیدہ ہونے کے بجائے مسرت محسوس کرتے ہوئے خدا کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے اپنی راہ میں قربانی قبول فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سخت بیمار پڑیں۔

حضرت ان کی عیادت کے لئے آئے۔ ماں نے ان سے کہا، بیٹے! دل میں یہ آرزو ہے کہ دو باتوں میں سے ایک جب تک نہ دیکھ لوں خدا مجھے زندہ رکھے، یا تو میدانِ جنگ میں شہید ہو جائے اور میں تیری شہادت کی خبر سن کر صبر کی سعادت حاصل کروں۔ یا تو فتح پائے اور میں تجھے فاتح دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں۔ خدا کا کرنا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کی زندگی ہی میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ شہادت کے بعد حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کافی ضعیف ہو چکی تھیں، لیکن انتہائی کمزوری کے باوجود بھی وہ یہ رقت انگیز منظر دیکھنے کے لئے تشریف لائیں اور اپنے جگر گوشے کی لاش کو دیکھ کر رونے پیٹنے کے بجائے حجاج سے خطاب کرتے ہوئے بولیں ''اس سوار کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ گھوڑے کی پیٹھ سے نیچے اُترے''

⑨ دکھ، درد میں ایک دوسرے کا ساتھ دیجئے

دُکھ درد میں ایک دوسرے کا ساتھ دیجئے۔ دوستوں کے رنج و غم میں شرکت کیجئے اور ان کا غم غلط کرنے میں ہر طرح کا تعاون کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''سارے مسلمان مل کر ایک آدمی کے جسم کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ بھی دُکھے تو سارا بدن دُکھ محسوس کرتا ہے اور سر میں درد ہو تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے۔'' (مسلم کتاب البر والصلۃ والادب-۶۵۸۹)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جب شہید ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کھانا بھجوادو اس لئے کہ آج وفورِ غم میں ان کے گھر والے کھانا نہ پکا سکیں گے۔

(ابو داؤد، ابواب الجنائز، باب صنعۃ الطعام لاھل المیّت - ۳۱۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی ایسی عورت کی تعزیت کی جس کا بچہ مر گیا ہو تو اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا

اور جنت کی چادر اُڑھائی جائے گی۔

(ترمذی، ابو اب الجنائز باب آخرفی فضل التعزیۃ ۱۰۷۶)

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کی خبر گیری کی تو اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا خود مصیبت زدہ کو ملے گا۔

(ترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء فی اجر من عزی مصابا ۱۰۷۳)

اسی سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے اس کی بھی تاکید فرمائی کہ جنازے میں شرکت کی جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنازے میں شریک ہوا اور جنازے کی نماز پڑھی تو اس کو ایک قیراط بھر ثواب ملے گا اور جو نمازِ جنازہ کے بعد دفن میں بھی شریک ہوا تو اُس کو دو قیراط ملیں گے۔ کسی نے پوچھا: دو قیراط کتنے بڑے ہوں گے۔ فرمایا: دو پہاڑوں کے برابر۔

(مسلم کتاب الجنائز ۲۱۸۹)

⑩ غم کے ہجوم میں خدا کی طرف رجوع کیجئے

مصائب کے نزول اور غم کے ہجوم میں خدا کی طرف رجوع کیجئے اور نہایت عاجزی کے ساتھ نماز پڑھ کر خدا سے دُعا کیجئے۔ قرآن میں ہے:

"یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ" ط (البقرہ، آیت: ۱۵۳)

"مومنو! (مصائب اور آزمائش میں) صبر اور نماز سے مدد لو"

غم کی کیفیت میں آنکھوں سے آنسو بہنا، رنجیدہ ہونا فطری بات ہے۔ البتہ دھاڑے مار مار کر زور زور سے رونے سے پرہیز کیجئے۔ نبی کریم ﷺ روتے تو رونے میں آواز نہ ہوتی۔ ٹھنڈا سانس لیتے، آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے اور سینے سے ایسی آواز آتی جیسے کوئی ہانڈی اُبل رہی ہو، یا چکی چل رہی ہو۔ آپ ﷺ نے خود اپنے غم اور رونے کی کیفیت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

"آنکھ آنسو بہاتی ہے، دل غمگین ہوتا ہے اور ہم زبان سے وہی کلمہ نکالتے ہیں

جس سے ہمارا رب خوش ہوتا ہے۔‘‘

(بخاری، ابواب الجنائز، باب قول النبی انابك لمحزونون – ۱۳۰۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فکرمند ہوتے تو آسمان کی طرف سر اُٹھا کر فرماتے: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ (پاک و برتر ہے عظمت والا خدا) اور جب زیادہ گریہ وزاری اور دُعا کا انہماک بڑھ جاتا تو فرماتے: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔

(ترمذی، ابواب الدعوات، باب ما یقول عند الکرب – ۳۴۳۶)

⑪ پریشانی کے وقت یہ دعائیں پڑھیے

رنج و غم کی شدت، مصائب کے نزول اور پریشانی و اضطراب میں یہ دُعائیں پڑھیے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذوالنون علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے پروردگار سے جو دُعا کی تھی وہ یہ تھی:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ.

تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو بے عیب و پاک ہے، میں ہی اپنے اوپر ظلم ڈھانے والا ہوں۔

پس جو مسلمان بھی اپنی کسی تکلیف یا تنگی میں خدا سے یہ دُعا مانگتا ہے، خدا اُسے ضرور قبولیت بخشتا ہے۔ (عمل الیوم واللیلة باب ما یقول اذا نزل به کرب اوشدة)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی رنج و غم میں مبتلا ہوتے تو یہ دُعا کرتے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ط

(بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الکرب – ۶۳۴۶، و مسلم)

’’خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ عرش عظیم کا مالک ہے، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ آسمان و زمین کا مالک ہے۔ عرش بزرگ کا مالک ہے۔‘‘

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

یہ کلمہ ننانوے (۹۹) بیماریوں کی دوا ہے، سب سے کم بات یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا رنج وغم سے محفوظ رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص:۲۰۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس بندے کو کوئی بھی دُکھ یا تکلیف پہنچے اور وہ یہ دُعا مانگے، خدا تعالیٰ اس کے رنج و غم کو ضرور خوشی اور مسرت میں تبدیل فرمادے گا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَآءُكَ اَسْئَالُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ، وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ ط (احمد، ابن حبان، حاکم بحوالہ حصن حصین)

"خدایا میں تیرا بندہ ہوں، میرا باپ تیرا بندہ ہے، میری ماں تیری بندی ہے، میری پیشانی تیرے ہی قبضۂ قدرت میں ہے (یعنی میں ہمہ تن تیرے بس میں ہوں) تیرا ہی حکم میرے معاملے میں نافذ ہے۔ میرے بارے میں تیرا ہر حکم سراسر انصاف ہے۔ میں تیرے اس نام کا واسطہ دے کر جس سے تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا یا اپنی کتاب میں نازل فرمایا، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا، یا اپنے پاس خزانۂ غیب ہی میں اس کو مستور رہنے دیا، تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ قرآنِ عظیم کو میرے دل کی بہار، میری آنکھوں کا نور، میرے غم کا علاج اور میری تشویش کا مداوا بنائیے"

(۱۴) مصائب وآلام میں کبھی موت کی تمنا نہ کیجئے

اگر کبھی خدانخواستہ مصائب وآلام اس طرح گھیر لیں کہ زندگی دشوار ہو جائے اور رنج وغم ایسی ہیبت ناک شکل اختیار کرلیں کہ آپ کو زندگی وبال معلوم ہونے لگے تب

بھی کبھی موت کی تمنا نہ کیجئے اور نہ کبھی اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاک کرنے کی شرمناک حرکت کا تصور کیجئے۔ یہ بزدلی بھی ہے اور بدترین قسم کی خیانت اور معصیت بھی، ایسے اضطراب اور بے چینی میں برابر خدا سے یہ دُعا کرتے رہئے:

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ ط(بخاری، کتاب الدعوات باب الدعاء بالموت والحیاۃ – ۶۳۵۱ و مسلم)

''خدایا! جب تک میرے حق میں زندہ رہنا بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے حق میں موت ہی بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔''

⑭ جب کسی کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھیں تو یہ دُعا پڑھئے

جب کسی کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھیں تو یہ دُعا پڑھئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے بھی کسی کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھ کر یہ دُعا مانگی (انشاءاللہ) وہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا''

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ اللّٰہُ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ط(ترمذی، ابواب الدعوات باب ما جاء ما یقول اذا رای مبتلی – ۳)

''خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچائے رکھا، جس میں تم مبتلا ہو اور اپنی بہت سی مخلوقات پر مجھے فضیلت بخشی''

لیکن اگر یہ دعا مبتلا کے سامنے پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ وہ نہ سنے۔

ہم تلاوتِ قرآن کس طرح کریں؟

① قرآن کی تلاوت دل لگا کر کیجئے

قرآن مجید کی تلاوت ذوق وشوق کے ساتھ دل لگا کر کیجئے اور یہ یقین رکھئے کہ قرآن مجید سے شغف خدا سے شغف ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت کے لئے سب سے بہتر عبادت قرآن کی تلاوت ہے۔''

② اکثر وقت تلاوت میں مشغول رہئے اور کبھی نہ اُکتائیے

اکثر و بیشتر وقت تلاوت میں مشغول رہئے اور کبھی تلاوت سے نہ اُکتائیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کا ارشاد ہے جو بندہ قرآن کی تلاوت میں اس قدر مشغول ہو کہ وہ مجھ سے دُعا مانگنے کا موقع نہ پا سکے تو میں اس کو بغیر مانگے ہی مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا'' (ترمذی، ابواب فضائل القرآن-۲۹۲۶)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بندہ تلاوت قرآن ہی کے ذریعے خدا کا سب سے زیادہ قرب حاصل کرتا ہے۔ (ترمذی، ابواب فضائل القرآن-۲۹۱۱)

اور آپ ﷺ نے تلاوتِ قرآن کی ترغیب دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا: ''جس شخص نے قرآن پڑھا اور وہ روزانہ اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے۔ اُس کی مثال ایسی ہے جیسے مشک سے بھری ہوی زنبیل کہ اس کی خوشبو چار سو مہک رہی ہے اور جس شخص نے قرآن پڑھا لیکن وہ اُس کی تلاوت نہیں کرتا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے مشک سے بھری ہوئی بوتل کہ اُس کو ڈاٹ لگا کر بند کر دیا گیا ہے''

(ترمذی، ابواب الامثال باب ما جاء فی مثل المومن القاری للقران وغیر القاری - ۲۸۶۵)

(۳) قرآن کریم کی تلاوت محض طلبِ ہدایت کے لئے ہو نہ کہ لوگوں پر اپنی خوش الحانی کا سکہ جمانے کے لئے

قرآن پاک کی تلاوت محض طلبِ ہدایت کے لئے کیجئے۔ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے، اپنی خوش الحانی کا سکہ جمانے اور اپنی دینداری کی دھاک بٹھانے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔ یہ انتہائی گھٹیا مقاصد ہیں اور ان اغراض سے قرآن کی تلاوت کرنے والا قرآن کی ہدایت سے محروم رہتا ہے بلکہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۴) تلاوت سے پہلے طہارت و نظافت کا پورا اہتمام کیجئے

تلاوت سے پہلے طہارت اور نظافت کا پورا اہتمام کیجئے۔ بغیر وضو قرآن مجید چھونے سے پرہیز کیجئے۔ اور پاک صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کیجئے۔

(۵) تلاوت کے وقت دل میں عاجزی ہو

تلاوت کے وقت قبلہ رُخ دوزانو ہو کر بیٹھئے اور گردن جھکا کر انتہائی توجہ، یکسوئی، دل کی آمادگی اور سلیقے سے تلاوت کیجئے۔ خدا کا ارشاد ہے:

كِتَابٌ أَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ.

"کتاب جو ہم نے آپ کی طرف بھیجی برکت والی ہے۔ تا کہ وہ اس میں غور و فکر کریں اور عقل والے اس سے نصیحت حاصل کریں" (سورۂ ص، آیت:۲۹)

(۶) تجوید و ترتیل کا حتی الوسع خیال رکھئے

تجوید اور ترتیل کا بھی جہاں تک ہو سکے لحاظ رکھئے۔ حروف ٹھیک ٹھیک ادا کیجئے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"اپنی آواز اور اپنے لہجے سے قرآن کو آراستہ کرو" (ابوداؤد)

نبی کریم ﷺ ایک ایک حرف واضح کرکے اور ایک ایک آیت کو الگ الگ کرکے پڑھا کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''قرآن پڑھنے والے سے قیامت کے روز کہا جائے گا، جس طرح ٹھہراؤ اور خوش الحانی کے ساتھ تم دنیا میں بنا سنوار کر قرآن پڑھا کرتے تھے، اسی طرح قرآن پڑھو اور ہر آیت کے صلے میں ایک درجہ بلند ہوتے جاؤ، تمہارا ٹھکانا تمہاری تلاوت کی آخری آیت کے قریب ہے''

(ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ان الذی لیس فی جوفه من القرآن کالبیت الخرب - ۲۹۱۴)

⑦ قرآن درمیانی آواز سے پڑھیے

نہ زیادہ زور سے پڑھیے اور نہ بالکل ہی آہستہ بلکہ درمیانی آواز میں پڑھیے۔ خدا کی ہدایت ہے:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا.

''اور اپنی نماز میں نہ تو زیادہ زور سے پڑھیے اور نہ بالکل ہی دھیرے دھیرے بلکہ دونوں کے درمیان کا طریقہ اختیار کیجیے'' (سورۂ بنی اسرائیل، آیت:۱۱۰)

⑧ تہجد کی نماز میں قرآن پڑھیے

یوں تو جب بھی موقع ملے تلاوت کیجیے لیکن سحر کے وقت تہجد کی نماز میں بھی قرآن پڑھنے کی کوشش کیجیے۔ یہ تلاوت قرآن کی فضیلت کا سب سے اونچا درجہ ہے اور مؤمن کی یہ تمنا ہونی چاہیے کہ وہ تلاوت کا اونچے سے اونچا مرتبہ حاصل کرے۔

⑨ تین دن سے کم میں قرآن ختم نہ کریں

تین دن سے کم میں قرآن شریف ختم کرنے کی کوشش نہ کیجیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا اس نے قطعاً قرآن کو نہیں سمجھا'' (ترمذی، ابواب القراءت، باب فی کم اقرا القرآن-۲۹۴۹)

(۱۰) قرآن کی وقعت وعظمت کا احساس رکھیے

قرآن کی عظمت ووقعت کا احساس رکھیے اور جس طرح ظاہری طہارت اور پاکی کا لحاظ کیا ہے۔ اسی طرح دل کو بھی گندے خیالات، برے جذبات اور ناپاک مقاصد سے پاک کیجیے۔ جو دل گندے اور نجس خیالات اور جذبات سے آلودہ ہے اس میں نہ قرآن پاک کی عظمت ووقعت بیٹھ سکتی ہے اور نہ وہ قرآن کے معارف وحقائق ہی کو سمجھ سکتا ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جب قرآن شریف کھولتے تو اکثر بے ہوش ہو جاتے اور فرماتے: یہ میرے جلال وعظمت والے پروردگار کا کلام ہے۔

(۱۱) قرآن تدبر وتفکر کے ساتھ پڑھیے

یہ سمجھ کر تلاوت کیجیے کہ روئے زمین پر انسان کو اگر ہدایت مل سکتی ہے تو صرف اسی کتاب سے، اور اسی تصور کے ساتھ اس میں تفکر اور تدبر کیجیے اور اس کے حقائق اور حکمتوں کو سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ فر فر تلاوت نہ کیجیے بلکہ سمجھ سمجھ کر پڑھنے کی عادت ڈالیے اور اس میں غور وفکر کرنے کی کوشش کیجیے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ ''القارعہ'' اور ''القدر'' جیسی چھوٹی چھوٹی سورتوں کو سوچ سمجھ کر پڑھنا اس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ البقرہ اور آلِ عمران جیسی بڑی بڑی سورتیں فر فر پڑھ جاؤں اور کچھ نہ سمجھوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ساری رات ایک ہی آیت کو دہراتے رہے:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ج وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

''اے خدا! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو انتہائی زبردست حکمت والا ہے''۔ (سورۃ المائدہ، آیت:۱۱۸)

(۱۲) قرآن کے احکام پر عمل کی نیت سے قرآن پڑھیے

اس عزم کے ساتھ تلاوت کیجیے کہ مجھے اس کے احکام کے مطابق اپنی زندگی

بدلنا ہے اور اس کی ہدایت کی روشنی میں اپنی زندگی بنانی ہے اور پھر ہدایت ملے تو اُس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے اور کوتاہیوں سے زندگی کو پاک کرنے کی مسلسل کوشش کیجئے۔ قرآن آئینے کی طرح آپ کا ہر ہر داغ اور ہر ہر دھبہ آپ کے سامنے نمایاں کر کے پیش کر دے گا۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ آپ ان داغ دھبوں سے اپنی زندگی کو پاک کریں۔

(۱۳) قرآنی آیات سے اثر لینے کی کوشش کیجئے

تلاوت کے دوران قرآن کی آیات سے اثر لینے کی بھی کوشش کیجئے۔ جب رحمت، مغفرت اور جنت کی لازوال نعمتوں کے تذکرے پڑھیں تو خوشی اور مسرت سے جھوم اُٹھیئے اور جب خدا کے غیظ و غضب اور عذابِ جہنم کی ہولناکیوں کا تذکرہ پڑھیں تو بدن کانپنے لگے۔ آنکھیں بے اختیار بہہ پڑیں اور دل توبہ اور ندامت کی کیفیت سے رونے لگے جب مومنین صالحین کی کامرانیوں کا حال پڑھیں تو چہرہ دمکنے لگے اور جب قوموں کی تباہی کا حال پڑھیں تو غم سے نڈھال نظر آئیں۔ وعید اور ڈراوے کی آیات پڑھ کر کانپ اُٹھیں اور بشارت کی آیات پڑھ کر روح شکر کے جذبات سے سرشار ہو جائے۔

(۱۴) تلاوت کے بعد دعا فرمایئے

تلاوت کے بعد دُعا فرمایئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک دُعا کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی التَّفَکُّرَ وَالتَّدَبُّرَ بِمَا یَتْلُوْهُ لِسَانِیْ مِنْ کِتَابِكَ وَالْفَهْمَ لَهٗ وَالْمَعْرِفَةَ بِمَعَانِیْهِ وَالنَّظْرَ فِیْ عَجَآئِبِهٖ وَالْعَمَلَ بِذَالِكَ مَا بَقِیْتُ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

''خدایا میری زبان تیری کتاب میں سے جو کچھ تلاوت کرے۔ مجھے توفیق دے کہ میں اس میں غور و فکر کروں، خدایا! مجھے اس کی سمجھ دے۔ مجھے اس کے مفہوم

ومعانی کی معرفت بخش اور اس کے عجائبات کو پانے کی نظر عطا کر اور جب تک زندہ رہوں مجھے توفیق دے کہ میں اس پر عمل کرتا رہوں۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ قرآن پڑھنے کے بعد یہ دعا کیجئے کہ اے اللہ! اس قرآن میں میرے حصے کی جو ہدایت ہے مجھے عطا فرما۔

حج۔ عرفات ۱۴۲۹ھ

مریض کی عیادت کس طرح کریں؟

① مریض کی عیادت ضرور کیجئے

مریض کی عیادت ضرور کیجئے، عیادت کی حیثیت محض یہی نہیں ہے کہ وہ اجتماعی زندگی کی ایک ضرورت ہے یا باہمی تعاون اور غم خواری کے جذبے کو اُبھارنے کا ایک ذریعہ ہے بلکہ یہ مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کا دینی حق ہے اور خدا سے محبت کا ایک لازمی تقاضا ہے، خدا سے تعلق رکھنے والا، خدا کے بندوں سے بے تعلق نہیں ہوسکتا۔ مریض کی غمخواری، دردمندی اور تعاون سے غفلت برتنا دراصل خدا سے غفلت ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: (اس میں اللہ نے اپنے ملنے کا ایڈریس بتایا ہے):

''قیامت کے روز خدا فرمائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار پڑا اور تو نے میری عیادت نہیں کی؟'' بندہ کہے گا: پروردگار! آپ ساری کائنات کے رب بھلا میں آپ کی عیادت کیسے کرتا۔ خدا کہے گا: میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تو تو نے اس کی عیادت نہیں کی اگر تو اُس کی عیادت کو جاتا تو تو مجھے وہاں پاتا یعنی تو میری خوشنودی اور رحمت کا مستحق قرار پاتا۔''

(مسلم، کتاب البرو والصلة والادب، باب عیادة المریض - ٦٥٥٦)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! وہ

کیا ہیں؟ فرمایا:

① جب تم مسلمان بھائی سے ملو تو اُس کو سلام کرو۔

② جب وہ تمہیں دعوت کے لئے مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرو۔

③ جب وہ تم سے نیک مشورے کا طالب ہو تو اس کی خیر خواہی کرو اور نیک مشورہ دو۔

④ جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو اس کے جواب میں کہو "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ"

⑤ جب وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرو۔

⑥ اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔"

(ترمذی، ابواب الادب باب ما جاء فی تشمیت العاطس-۲۷۳۶)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی وہ جنت کے بالا خانے میں ہوگا"

(الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب کوئی بندہ اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے یا اس سے ملاقات کے لئے جاتا ہے تو ایک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے تم اچھے رہے، تمہارا چلنا اچھا رہا، تم نے اپنے لئے جنت میں ٹھکانا بنالیا۔

(ترمذی، ابواب البر والصلة، باب زیارة الاخوان، ۲۰۰۸)

② مریض کو بہلایئے اور تسلی بخش کلمات کہئے

مریض کے سرہانے بیٹھ کر اس کے سر یا بدن پر ہاتھ پھیریئے اور تسلی وتشفی کے کلمات کہئے۔ تاکہ اس کا ذہن آخرت کے اجر وثواب کی طرف متوجہ ہو، اور بے صبری اور شکوہ و شکایت کا کوئی کلمہ اُس کی زبان پر نہ آئے۔

حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے والد نے اپنا قصہ سنایا کہ ''میں ایک بار مکّہ مکرمہ میں سخت بیمار پڑا۔ نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، تو میں نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ! میں کافی مال چھوڑ رہا ہوں اور میری صرف ایک ہی بچی ہے۔ کیا میں اپنے مال میں سے دوتہائی کی وصیت کر جاؤں، اور ایک تہائی بچی کے لئے چھوڑ دوں''۔ فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا، آدھے مال کی وصیت کر جاؤں اور آدھا لڑکی کے لئے چھوڑ جاؤں؟ فرمایا: نہیں۔ تو میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! پھر ایک تہائی کی وصیت کر جاؤں؟'' فرمایا: ''ہاں ایک تہائی کی وصیت کر جاؤ اور ایک تہائی بہت ہے۔'' اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا، اور میرے منھ پر، اور پیٹ پر پھیرا، پھر دُعا کی: اے خدا! سعد کو شفا عطا فرما، اور اس کی ہجرت کو مکمل فرمادے۔ اس کے بعد سے آج تک جب کبھی خیال آتا ہے تو نبی کریم ﷺ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک اپنے جگر میں محسوس کرتا ہوں'' (مسلم، کتاب الوصية، باب الوصية بالثلث-۴۲۰۹)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار میری آنکھیں دکھنے آگئیں تو نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور کہنے لگے، زید! تمہاری آنکھ میں یہ تکلیف ہے تو تم کیا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ صبر و برداشت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے آنکھوں کی اس تکلیف میں صبر و برداشت سے کام لیا تو تمہیں اس کے صلے میں جنت نصیب ہوگی۔'' نوٹ:۔ بیماری آئے تو دوا کی ضرور فکر کیجئے ڈاکٹر اور حکیم سے ضرور مشورہ کیجئے پھر جو اللہ کی مرضی ہو اس پر خوش رہئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کو جاتے تھے تو اُس کے سرہانے بیٹھتے تھے، اس کے بعد سات بار فرماتے:

اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ ط

''میں عظیم خدا سے جو عرش عظیم کا رب ہے۔ سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا بخشے''

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دُعا سات بار پڑھنے سے مریض ضرور شفایاب ہوگا، الا یہ کہ اُس کی موت ہی آ گئی ہو۔

(ابو دائود، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمریض عند العیادة – ۳۱۰۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (ایک بوڑھی خاتون) اُم السائب کی عیادت کو آئے۔ ام السائب بخار کی شدت میں کانپ رہی تھیں، پوچھا کیا حال ہے؟ خاتون نے کہا، خدا اس بخار کو سمجھے اس نے گھیر رکھا ہے۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بخار کو برا بھلا نہ کہو، یہ مومن کے گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔''

(مسلم، کتاب البر و الصلة و الادب باب ثواب المومن فیما تصیبه من مرض ... الخ – ۶۵۷۰)

(۳) مریض کے پاس جایئے، حال پوچھئے، صحت کی دُعا کیجئے

مریض کے پاس جا کر اُس کی طبیعت کا حال پوچھئے اور اس کے لئے صحت کی دُعا کیجئے۔ نبی کریم ﷺ جب مریض کے پاس پہنچتے تو پوچھتے: ''کَیْفَ تَجِدُكَ'' کہئے طبیعت کیسی ہے؟ پھر تسلی دیتے اور فرماتے: ''لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ'' گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے، خدا نے چاہا تو یہ مرض جاتا رہے گا اور یہ مرض گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ اور تکلیف کی جگہ پر سیدھا ہاتھ پھیرتے اور یہ دُعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِهٖ وَاَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سُقْمًا

(بخاری، کتاب المرضی باب دعاء العائد للمریض – ۵۶۷۵ و مسلم)

''خدایا! اس تکلیف کو دور فرما۔ اے انسانوں کے رب اس کو شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کسی سے شفا کی توقع نہیں۔ ایسی شفا بخش کہ بیماری کا نام و نشان نہ رہے''

④ مریض کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھئے، شور وشغب بھی نہ کیجئے

مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھئے اور نہ شور وشغب کیجئے۔ ہاں اگر مریض آپ کا کوئی بے تکلف دوست یا عزیز ہے اور وہ خود آپ کو دیر تک بٹھائے رکھنے کا خواہش مند ہو تو ضرور آپ اس کے جذبات کا احترام کیجئے۔

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھنا اور شور وشغب نہ کرنا سنت ہے''

⑤ مریض کے متعلقین سے بھی مریض کا حال پوچھئے

مریض کے متعلقین سے بھی مریض کا حال پوچھئے اور ہمدردی کا اظہار کیجئے اور جو خدمت اور تعاون کر سکتے ہوں، ضرور کیجئے۔ مثلاً ڈاکٹر کو دکھانا، حال کہنا، دَوا وغیرہ لانا اور اگر ضرورت ہو تو مالی امداد بھی کیجئے۔

حضرت ابراہیم بن ابی حبلہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک بار میری بیوی بیمار پڑ گئیں۔ میں اِن دنوں حضرت امّ الدرداء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ جب میں ان کے پاس پہنچتا تو فرماتیں، کہو تمہاری بیوی کی طبیعت کیسی ہے؟ میں جواب دیتا، ابھی تو بیمار ہیں۔ پھر وہ کھانا منگواتیں اور میں اُن کے یہاں بیٹھ کر کھانا کھاتا اور واپس آجاتا۔ ایک دن جب میں پہنچا اور اُنہوں نے حال پوچھا تو میں نے بتایا کہ خدا کے فضل وکرم سے اب قریب قریب اچھی ہو گئی ہیں۔ فرمانے لگیں۔ جب تک کہتے تھے کہ بیوی بیمار ہیں تو میں تمہارے لئے کھانے کا انتظام کر دیا کرتی تھی اب جب وہ ٹھیک ہو گئی ہیں تو اس انتظام کی کیا ضرورت ہے''!

⑥ غیر مسلم مریض کی عیادت کے لئے بھی جایئے

غیر مسلم مریض کی عیادت کے لئے بھی جایئے اور مناسب موقع پاکر حکمت کے

ساتھ اس کو دین حق کی طرف متوجہ کیجئے۔ بیماری میں آدمی خدا کی طرف نسبتاً زیادہ متوجہ ہوتا ہے اور قبولیت کا جذبہ بھی بالعموم زیادہ بیدار ہوتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک بار وہ بیمار پڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سرہانے بیٹھے تو اُس کو اسلام کی دعوت دی۔ لڑکا اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا، جو پاس ہی موجود تھا (کہ باپ کا خیال کیا ہے؟) باپ نے لڑکے سے کہا (بیٹے!) ابوالقاسم کی بات مان لے۔ چنانچہ لڑکا مسلمان ہوگیا۔

اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے یہاں سے یہ کہتے ہوئے باہر آئے ''شکر ہے اس خدا کا جس نے اس لڑکے کو جہنم سے بچالیا۔''

(بخاری، کتاب المرضی باب عیادة المشرک – ۵٦۵۷)

⑦ مریض کے گھر پہنچنے کے بعد اِدھر اُدھر تاکنے سے بچئے

مریض کے گھر عیادت کے لئے پہنچیں تو اِدھر اُدھر تاکنے سے پرہیز کیجئے اور احتیاط کے ساتھ اس انداز سے بیٹھئے کہ گھر کی خواتین پر نگاہ نہ پڑے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک بار کسی مریض کی عیادت کے لئے گئے اور ان کے ہمراہ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ گھر میں ایک خاتون بھی موجود تھیں۔ حضرت کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب اس خاتون کو گھورنے لگے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو جب محسوس ہوا تو فرمایا: اگر تم اپنی آنکھیں پھوڑ لیتے تو تمہارے حق میں بہت بہتر ہوتا''

⑧ علانیہ فسق و فجور میں مبتلا رہنے والوں کی عیادت نہ کیجئے

جو لوگ علانیہ فسق و فجور میں مبتلا ہوں اور نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ خدا کی نافرمانی کر رہے ہوں، اُن کی عیادت کے لئے نہ جائیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شراب پینے والے جب بیمار پڑیں

تو اُن کی عیادت کے لئے نہ جاؤ۔

⑨ مریض سے اپنے لئے دعا کروایئے

مریض کی عیادت کے لئے جایئے تو مریض سے بھی اپنے لئے دُعا کرایئے۔ ''ابن ماجہ میں ہے جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے اپنے لئے دُعا کی درخواست کرو۔ مریض کی دُعا ایسی ہے جیسے فرشتوں کی دُعا۔ (یعنی فرشتے خدا کی مرضی پا کر ہی دُعا کرتے ہیں اور اُن کی دُعا مقبول ہوتی ہے)

میزبانی اس طرح کیجئے

① مہمان کی آمد پر خوشی کا اظہار کیجئے

مہمان کے آنے پر خوشی اور محبت کا اظہار کیجئے اور نہایت خوشدلی، وسعت قلب اور عزت و اکرام کے ساتھ اس کا استقبال کیجئے۔ تنگ دلی، بے رُخی، سرد مہری اور کڑھن کا اظہار ہرگز نہ کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو لوگ خدا اور یومِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، انہیں اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرنی چاہیے''

(بخاری، کتاب الادب، باب من کان یومن باللّٰہ والیوم الاخر فلا یوذ جارہ – ۶۰۱۸ و مسلم)

خاطر تواضع کرنے میں وہ ساری ہی باتیں داخل ہیں جو مہمان کے اعزاز و اکرام، آرام و راحت، سکون و مسرت اور تسکین جذبات کے لئے ہوں۔ خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا، ہنسی خوشی کی باتوں سے دل بہلانا، عزت و اکرام کے ساتھ بیٹھنے لیٹنے کا انتظام کرنا۔ اپنے معزز دوستوں سے تعارف اور ملاقات کرانا، اس کی ضروریات

کالحاظ رکھنا، نہایت خوشدلی اور فراخی کے ساتھ کھانے پینے کا انتظام کرنا اور خود بنفس نفیس خاطر مدارات میں لگے رہنا۔ یہ سب ہی باتیں ''اکرام ضیف' میں داخل ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے پاس جب معزز مہمان آتے تو آپ ﷺ خود بنفس نفیس اُن کی خاطر داری فرماتے۔

جب آپ ﷺ مہمان کو اپنے دسترخوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے: ''اور کھایئے، اور کھایئے'' جب مہمان خوب آسودہ ہو جاتا اور انکار کرتا تب آپ ﷺ اصرار سے باز آتے۔

⑵ مہمان کے آنے پر سب سے پہلے سلام دُعا کیجئے اور خیریت معلوم کیجئے

مہمان کے آنے پر سب سے پہلے اُس سے سلام دُعا کیجئے اور خیریت وعافیت معلوم کیجئے۔ قرآن میں ہے:

هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرَاهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ. اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلَامًاط قَالَ سَلَامٌ ج (سورۃ الذّاریات، آیت: ۲۴ - ۲۵)

''کیا آپ (ﷺ) کو ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی حکایت بھی پہنچی ہے کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو آتے ہی سلام کیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں سلام کیا''

⑶ دل کھول کر مہمان کی خاطر تواضع کیجئے اور حسب حیثیت اچھی چیز پیش کیجئے

دل کھول کر مہمان کی خاطر تواضع کیجئے اور جو اچھے سے اچھا میسر ہو مہمان کے سامنے فوراً پیش کیجئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمان جب آئے تو حضرت ابراہیم

علیہ السلام فوراً اُن کے کھانے پینے کے انتظام میں لگ گئے اور جو موٹا تازہ بچھڑا اُنہیں میسر تھا اُسی کا گوشت بھون کر مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا۔

قرآن میں ہے:

فَرَاغَ اِلٰٓی اَھْلِہٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ. فَقَرَّبَہٗٓ اِلَیْھِمْ ط(الذاریات، آیت:۲۶ – ۲۷)

''تو جلدی سے گھر میں جا کر ایک موٹا تازہ بچھڑا (ذبح کر کے بھنوا) لائے اور مہمانوں کے سامنے پیش کیا''

''فَرَاغَ اِلٰٓی اَھْلِہٖ'' کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ وہ چپکے سے گھر میں مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے کا انتظام کرنے کے لئے چلے گئے اس لئے کہ مہمانوں کو دکھا کر اور جتا کر ان کے کھانے پینے اور خاطر تواضع کرنے کی دوڑ دھوپ ہوگی تو وہ شرم اور میزبان کی تکلیف کی وجہ سے منع کریں گے اور پسند نہ کریں گے کہ ان کی وجہ سے میزبان کسی غیر معمولی زحمت میں پڑے اور پھر میزبان کے لئے موقع نہ ہوگا کہ وہ خاطر خواہ خاطر داری کر سکے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان کی خاطر داری پر جس انداز سے اُبھارا ہے اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میری ان دو آنکھوں نے دیکھا اور ان دو کانوں نے سنا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہدایت دے رہے تھے: ''جو لوگ خدا اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، انہیں اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع کرنی چاہیے۔ مہمان کے انعام کا موقع پہلی شب و روز ہے''

(بخاری، کتاب الادب، باب من کان یؤمن باللّٰہ و الیوم الاخر فلا یؤذ جارہ – ۶۰۱۹ و مسلم)

پہلے شب و روز کی میزبانی کو انعام سے تعبیر کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح انعام دینے والا دل کی انتہائی خوشی اور محبت کے گہرے جذبات کے ساتھ انعام دیتے ہوئے روحانی سرور محسوس کرتا ہے، ٹھیک یہی کیفیت پہلے شب و روز میں میزبان کی ہونی چاہیے اور جس طرح انعام لینے والا مسرت اور شادمانی کے جذبات

سے سرشار انعام دینے والے کے احساسات کی قدر کرتے ہوئے اپنا حق سمجھ کر انعام وصول کرتا ہے، ٹھیک اسی کیفیت کا مظاہرہ پہلے شب وروز میں مہمان کو بھی کرنا چاہئے اور بغیر کسی جھجک کے اپنا حق سمجھتے ہوئے خوشی اور قربت کے جذبات کے ساتھ میزبان کی پیش کش قبول کرنی چاہئے۔

④ مہمان کے آتے ہی اس کی انسانی ضرورتوں کا احساس کیجئے

مہمان کے آتے ہی اس کی انسانی ضرورتوں کا احساس کیجئے۔ رفع حاجت کے لئے پوچھئے، منہ ہاتھ دھونے کا انتظام کیجئے۔ ضرورت ہو تو غسل کا انتظام بھی کیجئے، کھانے پینے کا وقت نہ ہو جب بھی معلوم کر لیجئے۔ اور اس خوش اسلوبی سے کہ مہمان تکلف میں انکار نہ کرے۔ جس کمرے میں لیٹنے بیٹھنے اور ٹھہرانے کا نظم کرنا ہو وہ مہمان کو بتا دیجئے۔

⑤ ہر وقت مہمان کے پاس دھرنا مارے بیٹھے نہ رہئے

ہر وقت مہمان کے پاس دھرنا مارے بیٹھے نہ رہئے اور اسی طرح رات گئے تک مہمان کو پریشان نہ کیجئے، تاکہ مہمان کو آرام کرنے کا موقع ملے اور وہ پریشانی محسوس نہ کرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب مہمان آتے تو ان کے کھانے پینے کا انتظام کرنے کے لئے مہمانوں سے کچھ دیر کے لئے الگ ہو جاتے۔

⑥ مہمانوں کے کھانے پینے پر مسرت محسوس کیجئے، تنگ دلی، کڑھن اور کوفت محسوس نہ کیجئے

مہمانوں کے کھانے پینے پر مسرت محسوس کیجئے، تنگ دلی، کڑھن اور کوفت محسوس نہ کیجئے۔ مہمان زحمت نہیں بلکہ رحمت اور خیر و برکت کا ذریعہ ہوتا ہے اور خدا جس کو آپ کے یہاں بھیجتا ہے اس کا رزق بھی اُتار دیتا ہے۔ وہ آپ کے دستر خوان پر آپ

کی قسمت کا نہیں کھاتا بلکہ اپنی قسمت کا کھاتا ہے اور آپ کے اعزاز و اکرام میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

⑦ مہمان کی عزت وآبرو کا لحاظ رکھئے

مہمان کی عزت و آبرو کا بھی لحاظ رکھئے اور اس کی عزت و آبرو کو اپنی عزت و آبرو سمجھئے، آپ کے مہمان کی عزت پر کوئی حملہ کرے تو اس کو اپنی غیرت وحمیت کے خلاف چیلنج سمجھئے۔

قرآن میں ہے کہ جب لوط علیہ السلام کے مہمانوں پر بستی کے لوگ بدنیتی کے ساتھ حملہ آور ہوئے تو وہ مدافعت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: ''یہ لوگ میرے مہمان ہیں ان کے ساتھ بدسلوکی کر کے مجھے رسوا نہ کرو، ان کی رسوائی میری رسوائی ہے''

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَیْفِیْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ. وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ.

(الحجر: ٦٨ – ٦٩)

لوط (علیہ السلام) نے کہا: ''بھائیو! یہ میرے مہمان ہیں مجھے رسوا نہ کرو، خدا سے ڈرو اور میری بے عزتی سے باز رہو''

⑧ تین دن تک انتہائی شوق اور ولولے سے میزبانی کے تقاضے پورے کیجئے

تین دن تک انتہائی شوق اور ولولے کے ساتھ میزبانی کے تقاضے پورے کیجئے۔ تین دن تک کی ضیافت مہمان کا حق ہے اور حق ادا کرنے میں مومن کو انتہائی فراخ دِل ہونا چاہئے۔ پہلا دن خصوصی خاطر مدارات کا ہے، اس لئے پہلے روز مہمان نوازی کا پورا پورا اہتمام کیجئے۔ بعد کے دو دنوں میں اگر وہ غیر معمولی اہتمام نہ رہ سکے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذَالِكَ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ ط

(بخاری، کتاب الادب، باب من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الاخر فلا یؤذ جارہ – ۶۰۱۹، مسلم)

''اور مہمان نوازی تین دن تک ہے، اس کے بعد میزبان جو کچھ کرے گا وہ اس کے لئے صدقہ ہوگا''

⑨ مہمان کی خدمت کو اپنا اخلاقی فرض سمجھئے

مہمان کی خدمت کو اپنا اخلاقی فرض سمجھئے اور مہمان کو ملازموں یا بچوں کے حوالے کرنے کے بجائے خود اس کی خدمت اور آرام کے لئے کمربستہ رہئے۔ نبی کریم ﷺ معزز مہمانوں کی مہمان نوازی خود فرماتے تھے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں جا کر بطور مہمان ٹھہرے تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت عزت و احترام سے انہیں ایک کمرے میں سلا دیا۔ سحر کے وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سنا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور بڑی ہی شفقت سے آواز دی: ''آپ پر خدا کی رحمت ہو نماز کا وقت ہو گیا ہے''۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فوراً اُٹھے کیا دیکھتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا لوٹا لئے کھڑے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ شرم سی محسوس ہوئی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تاڑ گئے اور نہایت محبت کے ساتھ بولے: ''بھائی! تم کوئی خیال نہ کرو، مہمان کی خدمت تو کرنا ہی چاہئے''

⑩ مہمان کو ٹھہرانے کے بعد، بیت الخلا بتا دیجئے، پانی کا لوٹا دے دیجئے، قبلہ کا رُخ بتا دیجئے، نماز کی جگہ اور مصلّٰی وغیرہ مہیا کر دیجئے

مہمان کو ٹھہرانے کے بعد، بیت الخلا بتا دیجئے، پانی کا لوٹا دے دیجئے، قبلہ کا رُخ بتا دیجئے، نماز کی جگہ اور مصلّٰی وغیرہ مہیا کر دیجئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم نے ایک کمرے میں ٹھہرانے کے بعد کہا: ''حضرت! قبلے کا رُخ یہ ہے، پانی کا برتن یہاں رکھا ہے، بیت الخلا اس طرف ہے''

(۱۱) کھانا کھانے کے لئے جب ہاتھ دھوئے تو پہلے میزبان دھوئے، پھر مہمان کے ہاتھ دھلوائے

کھانا کھانے کے لئے جب ہاتھ دھلوائیں تو پہلے خود ہاتھ دھو کر دسترخوان پر پہنچے اور پھر مہمان کے ہاتھ دھلوائیے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہی عمل کیا، تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وجہ پوچھی، تو فرمایا: کھانے سے پہلے تو میزبان کو پہلے ہاتھ دھونا چاہئے اور دسترخوان پر پہنچ کر مہمان کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے اور کھانے کے بعد مہمانوں کے ہاتھ دھلوانے چاہئیں اور سب کے بعد میزبان کو ہاتھ دھونے چاہئیں۔ ہوسکتا ہے کہ اُٹھتے اُٹھتے کوئی اور آ پہنچے ہمارے یہاں مرکز نظام الدین دہلی میں مولانا زبیر الحسن صاحب مدظلہ سب سے آخر میں دسترخوان سے اٹھتے ہیں دسترخوان پر بیٹھے بیٹھے مہمانوں کی خاطر داری فرماتے ہیں۔

(۱۲) دسترخوان پر خورد ونوش کا سامان اور برتن وغیرہ زیادہ رکھئے

دسترخوان پر خورد ونوش کا سامان اور برتن وغیرہ مہمانوں کی تعداد سے کچھ زیادہ رکھے۔ ہوسکتا ہے کہ کھانے کے دوران کوئی اور صاحب آجائیں اور پھر ان کے لئے انتظام کرنے کو دوڑنا بھاگنا پڑے۔ اور اگر برتن اور سامان پہلے سے موجود ہوگا تو آنے والا بھی سُبکی کے بجائے مسرت اور عزت افزائی محسوس کرے گا۔

(۱۳) مہمان کے لئے ایثار سے کام لیجئے

مہمان کے لئے ایثار سے کام لیجئے۔ خود تکلیف اُٹھا کر اُس کو آرام پہنچایئے۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور بولا، حضور! میں بھوک سے بے تاب ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کے یہاں کہلایا، کھانے کے لئے جو کچھ موجود ہو بھیج دو۔ جواب آیا، اُس خدا کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر

بنا کر بھیجا ہے یہاں تو پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری بیوی کے یہاں کہلا بھیجا۔ وہاں سے بھی یہی جواب آیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ایک ایک کر کے سب بیویوں کے یہاں کہلوایا اور سب کے یہاں سے اسی طرح کا جواب آیا۔ اب آپ ﷺ اپنے صحابیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: آج رات کے لئے اس مہمان کو کون قبول کرتا ہے۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں قبول کرتا ہوں۔

انصاری اُس مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور گھر جا کر بیوی کو بتایا: ''میرے ساتھ یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں ان کی خاطرداری کرو۔'' بیوی نے کہا: ''میرے پاس تو صرف بچوں کے لائق کھانا ہے۔'' صحابی نے کہا: ''بچوں کو کسی طرح بہلا کر سلا دو اور جب مہمان کے سامنے کھانا رکھو تو کسی بہانے سے چراغ بجھا دینا اور کھانے پر مہمان کے ساتھ بیٹھ جانا تاکہ اس کو یہ محسوس ہو کہ ہم بھی کھانے میں شریک ہیں''

اس طرح مہمان نے تو پیٹ بھر کھایا اور گھر والوں نے ساری رات فاقے سے گزاری۔ صبح جب یہ صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا: ''تم دونوں نے رات اپنے مہمان کے ساتھ جو حسن سلوک کیا وہ خدا کو بہت ہی پسند آیا'' (بخاری و مسلم، کتاب الاشربۃ، باب اکرام الضیف–۵۳۵۹)

⑭ اگر مہمان کسی موقع پر میزبان سے بے مروتی کرے تب بھی میزبان فیاضی کا سلوک کرے

اگر آپ کے مہمان نے کبھی کسی موقع پر آپ کے ساتھ بے مروتی اور روکھے پن کا سلوک کیا ہو، تب بھی آپ اس کے ساتھ نہایت فراخدلی، وسعتِ ظرف اور فیاضی کا سلوک کیجئے۔

حضرت ابوالاحوص جشمی رضی اللہ عنہ اپنے والد کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ

ایک بار اُنہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: ''اگر کسی کے پاس میرا گزر ہوا اور وہ میری ضیافت اور مہمانی کا حق ادا نہ کرے، اور پھر کچھ دنوں کے بعد اس کا گزر میرے پاس ہو تو کیا میں اس کی مہمانی کا حق ادا کروں یا اس (کی بے مروتی اور بے رُخی) کا بدلہ اُسے چکھاؤں؟'' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں بلکہ تم بہرحال اس کی مہمانی کا حق ادا کرو۔'' (مشکوٰۃ، باب الضیافۃ)

(۱۵) مہمان سے اپنے حق میں خیر و برکت کی دُعا کے لئے درخواست کیجئے

مہمان سے اپنے حق میں خیر و برکت کی دُعا کے لئے درخواست کیجئے، بالخصوص اگر مہمان نیک، دیندار اور صاحبِ فضل ہو۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے والد کے یہاں مہمان ٹھہرے۔ ہم نے آپ ﷺ کے سامنے ہریسہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے تھوڑا سا تناول فرمایا، پھر ہم نے کھجوریں پیش کیں۔ آپ ﷺ کھجوریں کھاتے تھے اور گٹھلیاں شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں پکڑ پکڑ کر پھینکتے جاتے تھے۔ پھر پینے کے لئے کچھ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے نوش فرمایا اور اپنی دائیں طرف بیٹھنے والے کے آگے بڑھا دیا۔ جب آپ ﷺ تشریف لے جانے لگے تو والد محترم نے آپ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور درخواست کی کہ حضور ﷺ ہمارے لئے دُعا فرمائیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے دُعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ ط

(مسلم، کتاب الاشربۃ — ۵۳۲۸)

''خدایا! تو نے ان کو جو رزق دیا ہے اس میں برکت فرما، ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم کر''

ہم مہمانی کس طرح کریں؟

① مہمان میزبان کے لئے یا اس کے بچوں کے لئے کچھ تحفہ لے لیا کرے

کسی کے یہاں مہمان بن کر جائیں تو حسبِ حیثیت میزبان، یا میزبان کے بچوں کے لئے کچھ تحفے تحائف لیتے جایئے اور تحفے میں میزبان کے ذوق اور پسند کا لحاظ کیجئے۔ تحفوں اور ہدیوں کے تبادلے سے محبت اور تعلق کے جذبات بڑھتے ہیں۔ اور تحفہ دینے والے کے دل میں گنجائش پیدا ہوتی ہے۔

② مہمان بغیر ضرورت تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرے

جس کے یہاں بھی مہمان بن کر جائیں کوشش کریں کہ تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں، الاّ یہ کہ خصوصی حالات ہوں اور میزبان ہی شدید اصرار کرے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''مہمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ میزبان کے یہاں اتنا ٹھہرے کہ اس کو پریشانی میں مبتلا کردے''۔

(بخاری کتاب الادب، باب اکرام الضیف و خدمته ایاه بنفسه- ٦١٣٥)

اور صحیح مسلم میں ہے کہ ''مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے یہاں اتنا ٹھہرے کہ اس کو گنہگار کردے''۔ لوگوں نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! گنہگار کیسے کرے گا'' فرمایا: ''اس طرح کہ وہ اس کے پاس اتنا ٹھہرے کہ میزبان کے پاس ضیافت کے لئے کچھ نہ رہے''

(۳) ہمیشہ دوسروں کے ہی مہمان نہ بنئے

ہمیشہ دوسروں کے ہی مہمان نہ بنئے۔ دوسروں کو بھی اپنے یہاں آنے کی دعوت دیجئے اور دل کھول کر خاطر تواضع کیجئے۔

(۴) موسم کے لحاظ سے ضروری سامان لے کر جائیں

مہمانی میں جائیں تو موسم کے لحاظ سے ضروری سامان اور بستر وغیرہ لے کر جائیے۔ جاڑے میں خاص طور پر بغیر بستر کے ہرگز نہ جائیے، ورنہ میزبان کو ناقابل برداشت تکلیف ہوگی اور یہ ہرگز مناسب نہیں کہ مہمان میزبان کے لئے وبالِ جان بن جائے۔

(۵) میزبان کی ذمہ داریوں کا بھی لحاظ رکھئے

میزبان کی مصروفیات اور ذمہ داریوں کا بھی لحاظ رکھئے اور اس کا اہتمام کیجئے کہ آپ کی وجہ سے میزبان کی مصروفیات متاثر نہ ہوں اور ذمہ داریوں میں خلل نہ پڑے۔

(۶) میزبان سے طرح طرح کے مطالبے نہ کریں

میزبان سے طرح طرح کے مطالبے نہ کیجئے۔ وہ آپ کی خاطر مدارات اور دلجوئی کے لئے از خود جو اہتمام کرے اسی پر میزبان کا شکریہ ادا کیجئے اور اس کو کسی بیجا مشقت میں نہ ڈالیئے۔

(۷) میزبان کے گھر کی خواتین سے گفتگو وغیرہ نہ کریں

اگر آپ میزبان کی خواتین کے لئے غیر محرم ہیں تو میزبان کی غیر موجودگی میں بلاوجہ ان سے گفتگو نہ کیجئے نہ ان کی آپس کی گفتگو پر کان لگائیے اور اس انداز سے رہئے کہ آپ کی گفتگو اور طرزِ عمل سے انہیں کوئی پریشانی بھی نہ ہو اور کسی وقت بے پردگی بھی

نہ ہونے پائے۔

⑧ اگر میزبان کے ساتھ نہ کھانا ہو تو اچھے انداز میں معذرت کریں

اور اگر کسی وجہ سے آپ میزبان کے ساتھ نہ کھانا چاہیں یا روزے سے ہوں تو نہایت اچھے انداز میں معذرت کریں۔ اور میزبان کے لئے خیر و برکت کی دُعا مانگیں۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنے والے معزز مہمانوں کے سامنے پرتکلف کھانا رکھا اور وہ ہاتھ کھینچتے ہی رہے تو حضرت نے درخواست کی: ”آپ حضرات کھاتے کیوں نہیں؟“ جواب میں فرشتوں نے حضرت کو تسلی دیتے ہوئے کہا: ”آپ ناگواری نہ محسوس فرمائیں دراصل ہم کھا نہیں سکتے، ہم تو صرف آپ کو ایک لائق بیٹے کے پیدا ہونے کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔“

⑨ میزبان کے لئے خیر و برکت کی دعا کیجئے

جب کسی کے یہاں دعوت میں جائیں تو کھانے، پینے کے بعد میزبان کے لئے کشادہ روزی، خیر و برکت اور مغفرت و رحمت کی دُعا کیجئے۔ حضرت ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی دعوت کی، جب آپ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے بھائی کو صلہ دو!“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ”صلہ کیا دیں؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!“ فرمایا: ”جب آدمی اپنے بھائی کے یہاں جائے اور وہاں کھائے پئے تو اس کے حق میں خیر و برکت کی دُعا کرے۔ یہ اس کا صلہ ہے“۔

(ابو داؤد، کتاب الاطعمة باب فی الدعاء لرب الطعام اذا اکل عنده - ۳۸۵۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے روٹی اور زیتون پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا اور یہ دُعا فرمائی:

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّآئِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ

(ابو داؤد، کتاب الاطعمة - ٣٨٥٤)

''تمہارے یہاں روزے دار، روزہ افطار کریں، نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے رحمت و مغفرت کی دُعا کریں''

بیوی کے منہ میں لقمہ دینا بھی ثواب ہے اور وارثوں کے لئے مال چھوڑ کر جانا بھی ثواب ہے

وارثوں کے لئے مال چھوڑ کر جانا بھی ثواب ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں فتح مکہ کے سال ایسا مریض ہوا کہ یہ محسوس ہونے لگا کہ ابھی موت آنے والی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس بہت سا مال ہے اور (فرائض میراث کے اعتبار سے) صرف میری بیٹی کو میراث کا حصہ پہنچتا ہے، تو کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: دو تہائی مال کی وصیت کردوں، فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: آدھے مال کی وصیت کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: تہائی مال کی وصیت کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، تہائی مال کی وصیت کرسکتے ہو، اور تہائی (بھی) بہت ہے۔ بلاشبہ اگر تم اپنے وارثوں کو (جن کو عصبہ ہونے کے اعتبار سے میراث پہنچتی ہے) مالدار ہونے کی حالت میں چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں تنگ دستی کی حالت میں چھوڑ دو، جو لوگو ں کے سامنے ہاتھ پھیلایا کریں، اور اس میں شک نہیں کہ تم جو بھی کوئی خرچہ کروگے جس سے اللہ کی رضا مطلوب ہو تمہیں ضرور اس کا ثواب ملے گا۔ یہاں تک کہ ایک لقمہ اُٹھا کر اپنی بیوی کے منہ میں دے دوگے تو اس کا بھی ثواب ملے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب النفقات، باب فضل النفقه علی الاهل - ٥٣٥٤، صفحہ ٣٨٣)

رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ "تہائی بھی بہت ہے"۔ اس سے فقہاء نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ تہائی مال سے کم کی وصیت کرے۔

حضور اقدس ﷺ کی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دس (۱۰) نصیحتیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی:

(۱) اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنا اگرچہ تو قتل کر دیا جائے اور تجھے جلا دیا جائے۔

(۲) اپنے ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا اگرچہ تجھے حکم دیں کہ اپنے گھر والوں کو اور مال و دولت کو چھوڑ کر نکل جا۔

(۳) فرض نماز ہرگز قصداً نہ چھوڑ کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز چھوڑ دی اس سے اللہ کا ذمہ بری ہو گیا۔

(۴) شراب ہرگز مت پی کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے۔

(۵) گناہ سے بچ کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی نازل ہوتی ہے۔

(۶) میدانِ جہاد سے مت بھاگ اگرچہ (دوسرے) لوگ (تیرے ساتھی) ہلاک ہو جائیں۔

(۷) جب لوگوں میں (وبائی) موت پھیل جائے اور تو وہاں موجود ہو تو وہاں جم کر رہنا (اس جگہ کو چھوڑ کر مت جانا)

(۸) اور جن کا خرچہ تجھ پر لازم ہے (بیوی بچے وغیرہ) ان پر اپنا اچھا مال خرچ کرنا۔

(۹) اور ان کو ادب سکھانے کے پیش نظر ان سے اپنی لاٹھی ہٹا کر مت رکھنا۔

⑩ اوران کو اللہ کے احکام (قوانین) کے بارے میں ڈراتے رہنا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۱۸، بحوالہ مسند احمد)

اس حدیث میں جن باتوں کی نصیحت فرمائی ہے، بہت اہم ہیں، ورد زبان اور حرزِ جان بنانے کے قابل ہیں، آبِ زر سے لکھی جائیں تب بھی ان کا حق ادا نہیں ہوگا۔ ہم نے نصیحت (۹) اور (۱۰) کے جوڑ سے تعلیم و تربیت کے ذیل میں اس حدیث کو لیا ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ان نصیحتوں پر عمل کرے۔

پہلی نصیحت

یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت بنانا، اگرچہ تجھے قتل کر دیا جائے اس میں شرک کی اور مشرک کی مذمت بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ شرک سے اس قدر پرہیز لازم ہے کہ اگر شرک سے پرہیز کرنے کی وجہ سے قتل کیا جانے لگے یا آگ میں ڈالا جانے لگے تب بھی زبان سے شرک کا کوئی کلمہ نہ نکالے اور نہ شرکیہ عمل کرے۔ اس میں افضل اور اعلیٰ مرتبہ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے، جان جاتی ہے تو چلی جائے لیکن کفر و شرک کا کلمہ کسی بھی دباؤ اور خوف سے نہ کہے اور اس بارے میں کسی بھی طاقت کے سامنے نہ جھکے یہ ایمان کا اونچا مرتبہ ہے، اگرچہ اس بات کی بھی اجازت دی گئی ہے کہ جان جانے کا واقعی خطرہ ہو تو صرف زبان سے کفر و شرک کا کلمہ کہہ کر جان بچالے لیکن دل سے مومن ہی رہے۔ اعتقادِ قلبی نہ بدلے۔

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَانُهٗ "اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ ط

(سورۃ النحل، آیت: ۱۰۶)

دوسری نصیحت

یہ فرمائی کہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کر، یعنی ایسا طریقہ اختیار نہ کر جس سے ان کو تکلیف پہنچے۔ اولاد پر واجب ہے کہ والدین کی فرماں برداری کریں وہ جو کچھ کہیں

اس کو مانیں (بشرطیکہ) گناہ کرنے کو نہ کہیں، کیونکہ گناہ کرنے میں کسی کی فرماں برداری نہیں ماں باپ کی بات نہ ماننا ان کو زبان یا ہاتھ سے تکلیف دینا یہ سب عقوق (نافرمانی) میں داخل ہے جس سے حدیث شریف میں سختی سے منع فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں یہاں تک فرمادیا کہ اگر ماں باپ یوں کہیں کہ اپنے گھر بار سے نکل جا تب بھی ان کی فرمانبرداری کے لئے تیار رہنا چاہئے، یہ بات الگ ہے کہ ماں باپ خود ہی کوئی ایسا حکم نہ دیں گے جس سے ان کی اپنی اولاد کو، یا اولاد کی اولاد کو تکلیف پہنچے یا بیٹے کی بیوی کسی تکلیف میں مبتلا ہو، یا بیٹی کا شوہر کسی مصیبت سے دوچار ہو۔

تیسری نصیحت

یہ فرمائی کہ فرض نماز ہرگز نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز چھوڑ دی اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ بری ہوگیا۔ یعنی نماز کی پابندی کرتے ہوئے یہ شخص اللہ کے یہاں باعزت تھا، ثواب کا مستحق تھا، امن وامان میں تھا، فرض نماز چھوڑنے سے اللہ کی کوئی ذمہ داری نہیں رہی کہ اس کو امن وامان اور عزت سے رکھے اور مصائبِ دنیا اور عذابِ آخرت سے بچائے۔

چوتھی نصیحت

یہ فرمائی کہ شراب ہرگز نہ پی، کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے، جس طرح سے نماز اُمّ العبادات ہے یعنی سب عبادتوں کی جڑ ہے، جو شخص نماز کی پابندی کرتا ہے بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے اور طرح طرح کی عبادات نماز کی پابندی کی وجہ سے ادا ہوتی رہتی ہیں۔ مثلاً تسبیح، درود، استغفار، تلاوت، نفلیں، دُعائیں یہ سب چیزیں نماز کی برکت سے عمل میں آتی رہتی ہیں اور ان کے علاوہ بہت سی نیکیاں نماز کے جوڑ اور تعلق سے ادا ہو جاتی ہیں، بالکل اس کے برعکس شراب ہے جو اُمّ الخبائث

ہے یعنی جو شراب پی لے وہ ہر طرح کی بیہودگی، بے حیائی، بدمعاشی اور حیوانیت میں مبتلا ہو جاتا ہے، عقل انسان کو برائیوں سے روکتی ہے اور شراب پی کر عقل پر پردہ چھا جاتا ہے جس کی وجہ سے نشہ میں انسان ہر وہ حرکت کر گزرتا ہے جس کی اجازت نہ مذہب دیتا ہے نہ انسانیت دیتی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے: وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔ یعنی شراب نہ پی کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے، سچ فرمایا رحمۃ للعالمین ﷺ نے، جو قومیں شراب پیتی ہیں ان کی حالت نظروں کے سامنے ہے، یہ لوگ ہر برے سے برا گندہ کام کر گزرتے ہیں۔ جو نام کے مسلمان اس ناپاک چیز کے پینے کو اختیار کر لیتے ہیں وہ بھی یوروپ اور امریکہ کے گندے لوگوں کی طرح بے حیائی اور بے شرمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

پانچویں نصیحت

یہ فرمائی کہ گناہ مت کرنا کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نازل ہو جاتی ہے جو انسان خداوند قدوس کی فرمانبرداری میں لگا رہے اور گناہوں سے پرہیز کرتا رہے اسے اللہ جل شانہٗ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور اللہ جل شانہ اسے مصائب دنیا اور عذابِ آخرت سے بچاتے ہیں اور بندہ نے جیسے ہی گناہ کر لیا بس اللہ تعالیٰ کے غصہ اور نزولِ عذاب کا مستحق ہو گیا۔ گناہ مصیبت کا سبب ہے اس کی وجہ سے طرح طرح کی وبائیں نازل ہوتی ہیں۔ آج کل ہمارا سارا معاشرہ گناہوں سے بھرا ہوا ہے، مرد و عورت، بوڑھے جوان، حاکم ومحکوم، امیر وغریب، سب گناہوں میں لت پت ہیں، خال خال کوئی شخص ہے جس کے گناہ کم ہوں ورنہ سب ہی طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہیں اور عذابِ خداوندی کو ہر وقت دعوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ دے۔

اور لطف یہ ہے کہ سب لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ مصیبتیں اور آفتیں، زلزلے، سیلاب ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہیں، لیکن اس اقرار کے باوجود گناہ چھوڑنے کو تیار نہیں،

مصیبتیں اقرارِ گناہ سے نہیں ٹلیں گی، ترکِ گناہ سے دفع ہوں گی۔

چھٹی نصیحت

یہ فرمائی کہ میدانِ جہاد سے مت بھاگنا، اگرچہ تمہارے ساتھ جہاد میں شریک ہونے والے ہلاک ہو جائیں، میدانِ جہاد سے بھاگنا گناہِ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے، آج کل تو مسلمانوں نے جہادِ شرعی چھوڑ ہی دیا ہے، جس کی برکات سے محروم ہیں۔

ساتویں نصیحت

یہ فرمائی کہ جب کسی جگہ طاعون وغیرہ کی وجہ سے اموات ہونے لگیں اور تو وہاں موجود ہو، تو وہاں سے مت جانا، بلکہ وہاں خوب جم کر ثابت قدم رہنا۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب تم کو خبر ملے کہ فلاں سرزمین میں طاعون ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب کسی سرزمین میں پہلے سے موجود ہو اور وہاں طاعون شروع ہو جائے تو وہاں سے فرار ہونے کی نیت سے مت نکلو۔

(بخاری، کتاب الطب باب ما یذکر فی الطاعون - ۵۷۲۸ و مسلم)

یہ نصیحت بہت سی حکمتوں اور فائدوں پر مبنی ہے، علماء نے بتایا ہے کہ جو لوگ وبائی مرض میں مبتلا نہ ہوں، صحیح سالم ہوں، اگر یہ لوگ وہاں سے چلے جائیں تو مرنے والوں کی نعشیں یوں ہی پڑی رہیں گی، اور اُن کے کفن و دفن کا کوئی انتظام نہ ہو سکے گا، اس لئے حاضرین کو حکم دیا کہ وہاں رہیں، اور اللہ جل شانہ کی قضا و قدر پر راضی رہیں اگر مرنا ہے تو دوسری جگہ جا کر بھی مر جائیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی جگہ طاعون شروع ہو جانے کی صورت میں اگر کوئی شخص اپنے اسی شہر میں صبر

کرتے ہوئے اور ثواب سمجھتے ہوئے اور یہ یقین کرتے ہوئے ٹھہرا رہے کہ اسے اس کے علاوہ کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے لکھ دی ہے، تو اس کو ایک شہید کا ثواب ملے گا (بخاری، کتاب الطب، باب اجر الصابر فی الطاعون-۵۷۳۴)

اور یہ جو فرمایا کہ ''جس جگہ کے بارے میں معلوم ہو کہ وہاں طاعون ہے اس جگہ مت جاؤ۔'' اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر یہ شخص وہاں جا کر طاعون میں مبتلا ہو گیا تو یہ خیال آئے گا کہ یہاں نہ آتا تو اس تکلیف میں مبتلا نہ ہوتا، ایسا خیال کرنے سے عقیدۂ توحید میں کمزوری آئے گی اس کے علاوہ اور بھی حکمتیں ہیں۔

آٹھویں نصیحت

یہ فرمائی کہ اپنے اہل وعیال پر اپنا عمدہ مال خرچ کرنا اور۔

نویں نصیحت

یہ فرمائی کہ ان کو ادب سکھاتا رہ اور اس بارے میں غافل نہ ہو، لاٹھی اُٹھا کر مت رکھ دے بلکہ تنبیہ کرتا رہ۔

دسویں نصیحت

یہ فرمائی کہ اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ (کے احکام) کے بارے میں ڈراتا رہ۔ یہ آخری تین نصیحتیں اہل وعیال کی پرورش اور ان کی دینی نگہداشت سے متعلق ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اہل وعیال پر خرچ کرنے میں کنجوسی نہ کرو، ان پر اپنا عمدہ مال خرچ کرتے رہو، ان کو اللہ تعالیٰ شانہ کی رحمتوں سے محروم مت رکھو، تاکہ دوسروں کی طرف اُن کی نظر نہ جائے، لیکن اس جسمانی پرورش اور دنیاوی داد و دہش کے ساتھ ان کے دین کی بھی فکر رکھو یعنی ان کو ادب سکھاؤ، اور یہ بتاؤ کہ خالق تعالیٰ شانہ کے کیا احکام ہیں، جن کو بجالائیں، اور مخلوق کے ساتھ صحیح طریقہ پر کس طرح زندگی گزاریں۔

یہ جو فرمایا کہ ''لاٹھی اُٹھا کرمت رکھ دو'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل وعیال کی تعلیم اور تادیب کے سلسلہ میں ہرگز کوتاہی نہ کرو، اور ان کو یہ نہ سمجھنے دو کہ والد کو ہماری دینداری کی زیادہ فکر نہیں ہے، دین پر ڈالنے اور دیندار بنانے کے لئے اُن پر سختی کرو۔ اور پوری طرح ان کے اعمال اور احوال کی نگرانی کرتے رہو، ڈانٹ اور مار پیٹ سے بھی ضرورت کے وقت دریغ نہ کرو، ہر وقت ڈنڈا تیار رکھو، تاکہ دین سے غافل نہ ہو جائیں، یہ مطلب نہیں کہ مار پیٹ ہی سے کام چلاؤ اور رات دن مارا پیٹا کرو، بلکہ مطلب یہ ہے کہ تمہاری جانب سے وہ ڈھیلا پن محسوس نہ کریں، وہ یہی سمجھتے رہیں کہ دینی کاموں میں کوتاہی کی تو مار پڑے گی، ساتھ ہی حکمت وموعظت کو ہاتھ سے نہ جانے دو، دنیا کا فانی ہونا اور آخرت کا باقی رہنا سمجھاؤ، اور یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ خالق اور مالک ہے، اس کی معرفت ضروری ہے، اس کی اطاعت اور فرمانبرداری سے دنیا وآخرت سنورتی ہے، وہ رحیم وکریم ہے، اور شدید العقاب بھی ہے، اس سے اُمید رکھیں، اور ڈرتے بھی رہیں، اللہ کی بے انتہا رحمت ہمیں کس کس طرح سے اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ ان کو سمجھائیں اور اللہ کی پکڑ کا بھی احساس دلائیں، جب اس طریقہ پر بچوں کی تعلیم اور تربیت ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ دیندار ہوں گے، اور اللہ جل شانہ کے فرماں بردار ہوں گے، رسول اکرم ﷺ کی سیرت کو دل وجان سے محبوب رکھیں گے اور ارشادات پر عمل پیرا ہوں گے اور ماں باپ کے بھی خدمت گزار اور اطاعت شعار ہوں گے۔

تجربہ شاہد ہے کہ ماں باپ کی طرف سے غفلت برتنے والا جب بھی کوئی شخص دینداروں کی صحبت میں آجاتا ہے اور آخرت کی فکرمندی کا سبق سیکھنے لگتا ہے تو ماں باپ کے حقوق کی طرف بھی متوجہ ہو جاتا ہے، بہت سے نافرمان لڑکے جماعت میں نکل کر ماں باپ کی فرمانبرداری کرنے لگے۔

آج کل لوگوں کا یہ طریقہ ہے کہ اولاد کو دیندار بنانے کو عیب سمجھتے ہیں، پیدائش

کے دن ہی سے ان کے لئے کافروں کی وضع اور کافروں کا لباس اور کافروں کے طور طریق پسند کرتے ہیں، قرآن و حدیث اور اسلامی احکام و آداب پڑھانے کے بجائے دوسری چیزیں پڑھواتے ہیں، اور دینداروں سے دور رکھتے ہیں، کہ مبادا مُلّا نہ بن جائے، جب دین اور اہل دین سے دور رکھتے ہیں تو سنِ شعور کو پہنچ کر وہ نہ خدا کو پہچانتے ہیں، نہ رسول کو جانتے ہیں، نہ ماں باپ کی کوئی حیثیت سمجھتے ہیں، ان فیشن کے پرستاروں کے نزدیک ماں باپ کی حیثیت گھر کے بوڑھے ملازم سے بھی کم ہوتی ہے، اس میں بہت بڑا قصور ماں باپ کا ہے، جنہوں نے اولاد کو فسق و فجور کے راستہ پر ڈالا اور اسلام سے جاہل رکھا، اب اولاد بُرا برتاؤ کرتی ہے تو شکایت کیا ہے۔

جو اولاد دینی تقاضوں سے بے خبر ہوتی ہے، ماں باپ کے حقوق سے بھی ناواقف ہوتی ہے، وہ نہ زندگی میں ماں باپ کا اکرام و احترام کرتی ہے نہ موت کے بعد اُن کے لئے استغفار کرتی ہے، نہ ان کے نام کا صدقہ دیتی ہے، نہ اُن کے لئے دعا کرتی ہے، جن والدین نے اولاد کے دین اور آخرت کا ناس کر دیا، ان کو اولاد سے نہ زندگی میں کچھ اُمید رکھنا چاہیئے نہ موت کے بعد دُعا اور صدقہ کا منتظر رہنا چاہیئے، جس کو دُعا اور صدقہ و استغفار کی اہمیت اور ضرورت ہی نہیں بتائی گئی وہ کیوں صدقہ دے، اور کیسے دُعا کرے:

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

امن والا سونا، امن والا جاگنا

① شام کا اندھیرا چھا جانے لگے تو بچوں کو گھر بلا لیجئے

جب شام کا اندھیرا چھا جانے لگے تو بچوں کو گھر میں بلا لیجئے اور باہر نہ کھیلنے دیجئے، ہاں، جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو نکلنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ احتیاط اسی میں ہے کہ کسی اشد ضرورت کے بغیر بچوں کو رات میں گھر سے نہ نکلنے دیں، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”جب شام ہو جائے تو چھوٹے بچوں کو گھر میں روکے رکھو، اس لئے کہ اس وقت شیاطین (زمین) میں پھیل جاتے ہیں، البتہ جب گھڑی بھر رات گزر جائے تو بچوں کو چھوڑ سکتے ہو۔“

(بخاری، کتاب الاشربة، باب تغطیة الانا‌ء،۵۶۲۳، صحاح ستہ، بحوالہ حصن حصین)

② شام ہوتے ہی مندرجہ ذیل دُعا پڑھیے

جب شام ہو جائے تو یہ دُعا پڑھیے۔ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہی دُعا پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ.

(ترمذی، کتاب الدعوات باب ما جاء فی الدعاء اذا اصبح واذا امسی – ۳۳۹۱)

”خدایا! ہم نے تیری ہی توفیق سے شام کی اور تیری ہی مدد سے صبح کی۔ تیری ہی عنایت سے جی رہے ہیں اور تیرے ہی اشارے پر مر جائیں گے، اور انجام کار تیرے ہی پاس اُٹھ کر حاضر ہوں گے“

③ مغرب کی اذان کے وقت مندرجہ ذیل دُعا پڑھیے

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَآ اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْلِيْ

(ترمذی، ابو داؤد، کتاب الصلاۃ باب ما یقول عند اذان المغرب– ۵۳۰)

"خدایا! یہ وقت ہے تیری رات کے آنے کا، تیرے دن کے جانے کا اور تیرے مؤذنوں کی پکار کا، پس تو میری مغفرت فرمادے"

نوٹ: بندہ کی کتاب "مومن کا ہتھیار" اس میں صبح وشام کی اکثر دعائیں بندہ نے جمع کردی ہیں پڑھنے کا اہتمام کیجئے۔

④ عشاء کی نماز سے پہلے سونے سے پرہیز کیجئے

عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سونے سے پرہیز کیجئے۔ اس طرح اکثر عشاء کی نماز خطرے میں پڑ جاتی ہے اور کیا خبر کہ نیند کی اس موت کے بعد خدا بندے کی جان واپس کرتا ہے یا پھر ہمیشہ کے لئے ہی لے لیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ عشاء سے پہلے کبھی نہ سوتے تھے۔

⑤ رات ہوتے ہی گھر میں روشنی ضرور کیجئے

رات ہوتے ہی گھر میں روشنی ضرور کر لیجئے۔ نبی کریم ﷺ ایسے گھر میں سونے سے پرہیز فرماتے جس میں روشنی نہ کی گئی ہوتی۔

⑥ رات میں جلد سونے اور سحر میں جلد اُٹھنے کی عادت ڈالیے

رات گئے تک جاگنے سے پرہیز کیجئے۔ شب میں جلد سونے اور سحر میں جلد اُٹھنے کی عادت ڈالیے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "عشاء کی نماز کے بعد یا تو ذکرِ الٰہی کے لئے جاگا جاسکتا ہے یا گھر والوں سے ضرورت کی بات کرنے کے لئے۔"

⑦ رات کو جاگنے اور دن میں نیند پوری کرنے سے پرہیز کیجئے

رات کو جاگنے اور دن میں نیند پوری کرنے سے پرہیز کیجئے۔ خدا نے رات کو آرام وسکون کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور دن کو سو کر اُٹھنے اور ضروریات کے لئے دوڑ دھوپ کرنے کا وقت قرار دیا ہے۔ سورۂ فرقان، آیت ۴۷ میں ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا.

''اور وہ خدا ہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ پوش اور نیند کو راحت و سکون اور دن اُٹھ کھڑے ہونے کو بنایا''

اور سورۃ النباء، آیت ۱۱-۹ میں ہے:

وَجَعَلْنَا نَوْمَکُمْ سُبَاتًا. وَّجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا، وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا.

''اور ہم نے نیند کو تمہارے لئے سکون و آرام، رات کو پردہ پوش اور دن کو روزی کی دوڑ دھوپ کا وقت بنایا''

اور سورۃ النمل آیت ۸۶ میں ہے:

اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ لِیَسْکُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ط اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ.

''کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے (تاریک) رات بنائی کہ یہ اُس میں آرام و سکون حاصل کریں اور دن کو روشن (کہ دوڑ دھوپ کریں) بلاشبہ اس میں مؤمنوں کے لئے سوچنے کے اشارات ہیں''

رات کو تاریک اور سکون و آرام کا وقت بنانے اور دن کو دوڑ دھوپ اور محنت کے لئے روشن بنانے میں اشارہ یہ ہے کہ رات کو سونے کی پابندی کی جائے اور دن میں اپنی ضروریات کے لئے محنت اور کوشش کی جائے۔ دن کی روشنی میں اپنی معاش اور ضروریات کے لئے تندہی اور سخت کوشی کے ساتھ لگے رہئے یہاں تک کہ آپ کے اعضاء اور قوتیں تھکان محسوس کرنے لگیں۔ اس وقت رات کی پرسکون اور پردہ پوش فضا میں سکون و راحت سے ہم آغوش ہو جایئے اور دن طلوع ہوتے ہی پھر خدا کا نام لیتے ہوئے تازہ دم میدانِ عمل میں اُتر پڑیئے۔ جو لوگ آرام طلبی اور سستی کی وجہ سے دن میں خراٹے لیتے ہیں، یا دادِ عیش دینے اور لہو ولعب میں مبتلا ہونے کے لئے رات بھر جاگتے ہیں، وہ قدرت کی حکمتوں کا خون کرتے ہیں اور اپنی صحت و زندگی کو برباد کرتے

ہیں۔ دن میں پہروں تک سونے والے اپنے دن کے فرائض میں بھی کوتاہی کرتے ہیں۔ اور جسم و جان کو بھی آرام سے محروم رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ دن کی نیند رات کا بدل نہیں بن پاتی۔ نبی کریم ﷺ نے تو اس کو بھی پسند نہیں فرمایا کہ آدمی رات رات بھر جاگ کر خدا کی عبادت کرے اور اپنے کو ناقابلِ برداشت مشقت میں ڈالے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ایک بار نبی کریم ﷺ نے پوچھا، کیا یہ بات جو مجھے بتائی گئی ہے صحیح ہے کہ تم پابندی سے دن میں روزے رکھتے ہو اور رات رات بھر نمازیں پڑھتے ہو؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں! بات تو صحیح ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، نہیں ایسا نہ کرو، کبھی روزہ رکھو اور کبھی کھاؤ پیو۔ اسی طرح سوؤ بھی اور اُٹھ کر نماز بھی پڑھو۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری، کتاب التہجد-۱۱۵۳)

⑧ زیادہ آرام دہ بستر نہ استعمال کیجئے

زیادہ آرام دہ بستر نہ استعمال کیجئے۔ دنیا میں مؤمن کو آرام طلبی اور عیش پسندی سے پرہیز کرنا چاہئے۔ زندگانی مؤمن کے لئے جہاد ہے۔ اور مومن کو جفاکش، سخت کوش، اور محنتی ہونا چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ "نبی کریم ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی"

(شمائل ترمذی، باب ما جاء فی فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا، آپ کے یہاں نبی کریم ﷺ کا بستر کیسا تھا؟ فرمایا: ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم نبی کریم ﷺ کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے خیال آیا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو ذرا زیادہ نرم ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا۔ صبح کو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: رات میرے نیچے کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے کہا، وہی ٹاٹ کا بستر

تھا، البتہ رات میں نے اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا تھا کہ کچھ نرم ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، نہیں، اس کو دہرا ہی رہنے دیا کرو، رات بستر کی نرمی تہجد کے لئے اُٹھنے میں رکاوٹ بنی"

(شمائل ترمذی، باب ما جاء فی فراش النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار ایک انصاری خاتون رضی اللہ عنہا آئیں اور اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کا بستر دیکھا۔ گھر جا کر اس خاتون نے ایک بستر تیار کیا، اُس میں اُون بھر کر خوب ملائم بنا دیا۔ اور نبی کریم ﷺ کے لئے بھیجا۔ نبی کریم ﷺ جب گھر تشریف لائے اور وہ نرم بستر رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا، یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! فلاں انصاری خاتون رضی اللہ عنہا آئی تھیں اور آپ ﷺ کا بستر دیکھ گئی تھیں۔ اب یہ اُنہوں نے آپ ﷺ کے لیے تیار کر کے بھیجا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، نہیں! اس کو واپس کر دو، مجھے وہ بستر بہت ہی پسند تھا اس لئے واپس کرنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا، مگر نبی کریم ﷺ نے اتنا اصرار فرمایا کہ مجھے واپس ہی کرنا پڑا۔

(جمع الوسائل فی شرح شمائل شمائل ،باب ما جاء فی فراش النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

نبی کریم ﷺ ایک بار چٹائی پر سو رہے تھے، لیٹنے سے آپ ﷺ کے جسم پر چٹائی کے نشانات پڑ گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں یہ دیکھ کر رونے لگا، نبی کریم ﷺ نے مجھے روتے دیکھا، تو فرمایا کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! یہ قیصر و کسریٰ تو ریشم اور مخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپ ﷺ بوریے پر۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ رونے کی بات نہیں ہے، ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے۔

ایک بار نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں عیش و آرام اور بے فکری کی زندگی کیسے گزار سکتا ہوں، جبکہ حال یہ ہے کہ اسرافیل علیہ السلام منہ میں صور لئے کان لگائے (حکم

بجالانے کے لئے) سر جھکائے انتظار کر رہے ہیں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے"

(ترمذی، ابواب صفة القيامة والرقائق والورع باب ما جاء فی شأن الصور - ۲۴۳۱)

نبی کریم ﷺ کا یہ اُسوہ مطالبہ کرتا ہے کہ مؤمن اس دنیا میں مجاہدانہ زندگی گزارے اور عیش کوشی سے پرہیز کرے۔

⑨ سونے سے پہلے وضو کر لیجئے اور پاک صاف ہو کر سویئے

سونے سے پہلے وضو کرنے کا بھی اہتمام کیجئے اور پاک وصاف ہو کر سویئے۔ اگر ہاتھوں میں چکنائی وغیرہ لگی ہو تو ہاتھوں کو خوب اچھی طرح دھو کر سویئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "جس کے ہاتھ میں چکنائی وغیرہ لگی ہو اور وہ اُسے دھوئے بغیر سو گیا اور اُسے کوئی نقصان پہنچا (یعنی کسی جانور نے کاٹ لیا) تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے (کہ دھوئے بغیر کیوں سو گیا تھا؟)"

(ترمذی، کتاب الاشربة، باب ما جاء فی کراهة البيتوتة وفی يده ريح غمر - ۱۸۵۹)

نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ سونے سے پہلے آپ ﷺ وضو فرماتے اور اگر کبھی اس حال میں سونے کا ارادہ فرماتے کہ غسل کی حاجت ہوتی تو ناپاکی کے مقام کو دھوتے اور پھر وضو کر کے سو رہتے۔

(بخاری، کتاب الغسل، باب الجنب يتوضأثم، ينام - ۲۸۸)

⑩ سونے کے وقت گھر کا دروازہ بند کیجئے، برتن ڈھانکئے، چراغ بجھا دیجئے

سونے کے وقت گھر کا دروازہ بند کر لیجئے۔ کھانے پینے کے برتن ڈھانک دیجئے، چراغ یا لالٹین وغیرہ بجھا دیجئے۔ اور اگر آگ جل رہی ہو تو اُس کو بھی بجھا دیجئے۔ ایک بار مدینے میں رات کے وقت کسی کے گھر میں آگ لگ گئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آگ تمہاری دشمن ہے جب سویا کرو تو آگ بجھا دیا کرو"

(ترمذی، کتاب الاطعمة - ۱۸۱۳)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب شام ہو جائے تو چھوٹے بچوں کو گھر سے باہر نہ نکلنے دو کیونکہ اس وقت شیاطین زمین میں پھیل جاتے ہیں، پھر جب گھڑی بھر رات گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو اور بسم اللہ کہہ کر دروازہ بند کر دو۔ اور بسم اللہ کہہ کر ہی بتی بجھا دو۔ اور بسم اللہ کہہ کر ہی پانی کی مشک کا منہ باندھ دو۔ اور بسم اللہ کہہ کر ہی کھانے پینے کے برتن ڈھانک دو۔ اور اگر ڈھانکنے کے لئے کوئی سرپوش وغیرہ موجود نہ ہو تو کوئی اور چیز ہی برتن پر رکھ دو''

(بخاری، کتاب الاشربة، باب تغطية الاناء – ۵۶۲۳، صحاح ستہ، بحوالہ حصن حصین)

(۱۱) سوتے وقت بستر کے قریب یہ چیزیں رکھ لیجئے

سوتے وقت بستر پر اور بستر کے قریب یہ چیزیں ضرور رکھ لیجئے۔ پینے کا پانی اور گلاس، لوٹا، لاٹھی، روشنی کے لئے ماچس یا ٹارچ، مسواک، تولیہ وغیرہ اور اگر آپ کہیں مہمان ہوں تو گھر والوں سے بیت الخلاء وغیرہ ضرور معلوم کر لیجئے۔ ہوسکتا ہے کہ رات میں کسی وقت ضرورت پیش آ جائے اور زحمت ہو۔ نبی کریم ﷺ جب آرام فرماتے تو آپ کے سرہانے سات چیزیں رکھی رہتیں۔

(۱) تیل کی شیشی۔ (۲) کنگھا۔ (۳) سرمہ دانی۔ (۴) قینچی۔ (۵) مسواک۔ (۶) آئینہ۔ (۷) اور لکڑی کی ایک چھوٹی سی سیخ جو سر وغیرہ کھجانے کے کام میں آتی۔

(۱۲) سونے کے وقت کپڑے وغیرہ پاس رکھئے اور اُٹھتے ہی جھاڑ لیجئے

سوتے وقت اپنے جوتے اور کپڑے وغیرہ پاس ہی رکھئے کہ جب سو کر اُٹھیں تو تلاش نہ کرنے پڑیں اور اُٹھتے ہی جوتے میں پیر نہ ڈال لیجئے۔ اسی طرح کپڑے بھی بغیر جھاڑے نہ پہنئے۔ پہلے جھاڑ لیجئے ہو سکتا ہے کہ جوتے یا کپڑے میں کوئی موذی جانور ہو اور خدانخواستہ وہ آپ کو تکلیف پہنچا دے۔

(۱۳) سونے سے پہلے بستر جھاڑ لیجئے

سونے سے پہلے بستر اچھی طرح جھاڑ لیجئے۔اور اگر کبھی سوتے سے کسی ضرورت کے لئے اُٹھیں اور پھر آ کر لیٹیں تب بھی بستر کو اچھی طرح جھاڑ لیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اور جب کوئی شب میں بستر سے اُٹھے اور پھر بستر پر جائے تو اپنی لنگی کے کنارے سے تین بار اُسے جھاڑ دے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے بستر پر کیا چیز آ گئی ہے'' (ترمذی، ابوداوٗد، ابواب الادب باب ما یقول عند النوم-۵۰۵۰)

(۱۴) جب بستر پر پہنچیں تو یہ دُعاء پڑھیے

جب بستر پر پہنچیں تو یہ دُعاء پڑھیے۔ نبی کریم ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ كَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِّمَّنْ لَّا كَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ ط (شمائل ترمذی، باب فی صفة نوم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم)

''شکر و تعریف خدا ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور جس نے ہمارے کاموں میں بھرپور مدد فرمائی اور جس نے ہمیں رہنے بسنے کو ٹھکانا بخشا۔ کتنے ہی لوگ ہیں جن کا نہ کوئی معین و مددگار اور نہ کوئی ٹھکانا دینے والا''۔

(۱۵) بستر پر پہنچنے پر قرآن پاک کا کچھ حصہ ضرور پڑھیے

بستر پر پہنچنے پر قرآن پاک کا کچھ حصہ ضرور پڑھ لیجئے۔ نبی کریم ﷺ سونے سے پہلے قرآن پاک کا کچھ حصہ ضرور تلاوت فرماتے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو شخص اپنے بستر پر آرام کرنے کے وقت کتاب اللہ کی کوئی سورت پڑھتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ جو ہر تکلیف دہ چیز سے اس کے بیدار ہونے تک اس کی حفاظت کرتا ہے خواہ وہ کسی بھی وقت نیند سے بیدار ہو'' (احمد)

اور آپ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی سونے کے لئے اپنے بستر پر پہنچتا ہے تو اسی وقت ایک فرشتہ اور شیطان اُس کے پاس آ پہنچتے ہیں۔ فرشتہ اُس سے کہتا ہے: ''اپنے اعمال کا خاتمہ بھلائی پر کرو'' اور شیطان کہتا ہے: ''اپنے اعمال کا خاتمہ برائی پر کرو''۔ پھر اگر وہ آدمی خدا کا ذکر کر کے سویا تو فرشتہ رات بھر اُس کی حفاظت کرتا ہے''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بستر پر تشریف لیجاتے تو دونوں ہاتھ دُعا مانگنے کی طرح ملاتے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کی سورتیں تلاوت فرما کر ہاتھوں پر دَم فرماتے اور جہاں تک ہاتھ پہنچتا اپنے جسم پر پھیر لیتے۔ سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے شروع فرماتے اور آپ ﷺ تین مرتبہ یہ عمل فرماتے۔

(شمائل ترمذی، باب فی صفة نوم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم)

(۱۶) سوتے وقت دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر دائیں کروٹ پر لیٹیں

جب سونے کا ارادہ کریں تو دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر دائیں کروٹ پر لیٹے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ آرام فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ کلمات پڑھتے:

رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ط

(شمائل ترمذی، باب فی صفة نوم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم)

''خدایا! مجھے اس روز اپنے عذاب سے بچا، جس روز تو اپنے بندوں کو اپنے حضور اُٹھا حاضر کرے گا''

حصن حصین میں ہے کہ آپ ﷺ یہ کلمات تین بار پڑھتے۔

(۱۷) پٹ لیٹنے اور بائیں کروٹ پر سونے سے پرہیز کیجئے

پٹ لیٹنے اور بائیں کروٹ پر سونے سے پرہیز کیجئے۔ حضرت یعیش رضی اللہ عنہ کے والد طخفہ الغفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ کسی صاحب نے مجھے اپنے پاؤں سے ہلایا اور کہا، اس طرح لیٹنے کو خدا ناپسند فرماتا ہے۔ اب جو میں نے دیکھا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

(ابو دائود، ابواب الادب باب فی الرجل ینبطح علی بطنه – ٥٠٤٠)

(۱۸) سونے کا انتظام ایسی جگہ رکھئے جہاں تازہ ہوا پہنچتی ہو

سونے کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیجئے جہاں تازہ ہوا پہنچتی ہو، ایسے بند کمروں میں سونے سے پرہیز کیجئے جہاں تازہ ہوا کا گزر نہ ہوتا ہو۔

(۱۹) منہ لپیٹ کر نہ سوئیے

منہ لپیٹ کر نہ سوئیے۔ اس طرح سونے سے صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے، چہرہ کھول کر سونے کی عادت ڈالیے، تاکہ آپ کو تازہ ہوا ملتی رہے۔

(۲۰) بغیر منڈیر والی چھت پر سونے سے پرہیز کیجئے

ایسی کھلی چھتوں پر سونے سے پرہیز کیجئے جہاں کوئی منڈیر یا جنگلا وغیرہ نہ ہو اور چھت سے اُترتے وقت اہتمام کیجئے کہ زینے پر پاؤں رکھنے سے پہلے آپ روشنی کا انتظام کرلیں۔ بعض اوقات معمولی غلطی سے کافی تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔

(۲۱) سخت سردی کے باوجود بھی کمرے میں انگیٹھی جلا کر نہ سوئیے

کیسی ہی سخت سردی پڑ رہی ہو، کمرے میں انگیٹھی جلا کر نہ سوئیے اور نہ بند کمرے میں لالٹین جلا کر سوئیے۔ آگ جلنے سے بند کمروں میں جو گیس پیدا ہوتی

ہے وہ صحت کے لئے انتہائی مضر ہے بلکہ بعض اوقات تو اس سے جان کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اور موت واقع ہو جاتی ہے۔

(۲۲) سونے سے پہلے یہ دُعا پڑھ لیا کیجئے

سونے سے پہلے یہ دُعا پڑھ لیا کیجئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے یہ دُعا پڑھ لیا کرتے۔

(بخاری، کتاب الدعوات، و مسلم)

بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ ط

''اے میرے رب! تیرے ہی نام سے میں نے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور تیرے ہی سہارے میں اُس کو بستر سے اُٹھاؤں گا۔ اگر تو رات ہی میں میری جان قبض کرے تو اُس پر رحم فرما۔ اور اگر تو اسے چھوڑ کر مزید مہلت دے تو اس کی حفاظت فرما جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے''

اگر یہ دُعا یاد نہ ہو تو مختصر سی دُعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰ ط

(بخاری، کتاب الدعوات باب وضع الید تحت الخد الیمنی و مسلم)

''خدایا! میں تیرے ہی نام سے موت کی آغوش میں جاتا ہوں، اور تیرے ہی نام سے زندہ اُٹھوں گا''

(۲۳) رات کے آخری حصے میں اُٹھنے کی عادت ڈالیئے

رات کے آخری حصے میں اُٹھنے کی عادت ڈالیے۔ نفس کی تربیت اور خدا سے تعلق پیدا کرنے کے لئے آخری شب میں اُٹھنا اور خدا کو یاد کرنا ضروری ہے۔ خدا نے اپنے محبوب بندوں کی یہی امتیازی خوبی بیان فرمائی ہے کہ راتوں کو اُٹھ کر خدا کے حضور

رکوع اور سجود کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ اوّل رات میں آرام فرماتے اور اخیر شب میں اُٹھ کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو جاتے۔

(۲۴) نیند سے بیدار ہونے پر دُعا پڑھئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ط

(بخاری، کتاب الدعوات، باب وضع الید تحت الخد الیمنی و مسلم)

''شکر و تعریف خدا ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں مردہ کر دینے کے بعد زندگی سے نوازا اور اسی کے حضور اُٹھ کر حاضر ہونا ہے''

(۲۵) اچھا خواب دیکھنے پر خدا کا شکر ادا کیجئے

جب کوئی اچھا خواب دیکھیں تو خدا کا شکر ادا کیجئے۔ اور اس کو اپنے حق میں بشارت سمجھئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اب نبوت میں سے بشارتوں کے سوا کچھ باقی نہیں رہا، لوگوں نے پوچھا، بشارت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اچھا خواب۔

(بخاری، کتاب التعبیر، باب المبشرات – ٦٩٩٠)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ''تم میں جو زیادہ سچا ہے اس کا خواب بھی زیادہ سچا ہوگا''۔ اور آپ ﷺ نے یہ ہدایت بھی فرمائی کہ ''جب کوئی اچھا خواب دیکھو تو خدا کی حمد و ثنا کرو اور اس کو بیان کرو۔ اور دوست سے بھی بیان کرو۔'' نبی کریم ﷺ جب کبھی کوئی خواب دیکھتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان فرماتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی فرماتے کہ اپنا خواب بیان کرو، میں اس کی تعبیر دوں گا۔

(بخاری، کتاب التعبیر، باب الرؤیا من اللہ، باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح)

(۲۶) سونے کے وقت درود شریف کثرت سے پڑھئے

درود شریف کثرت سے پڑھئے۔ توقع ہے کہ خدا تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی زیارت

سے مشرف فرمائے۔

حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی سے سوال کیا کہ کوئی خاص درود شریف بتایئے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار حاصل ہو تو فرمایا: کوئی خاص وِرد نہیں ہے بس خلوص پیدا کرنا چاہئے۔ پھر کچھ تأمل کے بعد ارشاد فرمایا: البتہ حضرت سیّد حسن کو اس درود کا عمل کارگر ہوا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ ط

"خدایا! رحمت نازل فرما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور اُن کی آل پر ان تمام چیزوں کی تعداد کے بقدر جو تیرے علم میں ہیں"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھی کو دیکھا، اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا"

(بخاری، کتاب التعبیر – ٦٩٩٤، شمائل ترمذی باب ما جاء فی رویة رسول الله صلى الله عليه وسلم فی المنام)

حضرت یزید فارسی رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک لکھا کرتے تھے۔ ایک بار آپ کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حیات تھے۔ حضرت یزید نے ان سے ذکر کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اُن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی کہ جس نے خواب میں مجھے (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھا اس نے واقعی مجھی کو دیکھا، اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا"۔ پھر پوچھا: تم نے خواب میں جس ذات کو دیکھا ہے، اس کا حلیہ بیان کر سکتے ہو"۔ حضرت یزید نے کہا: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد وقامت انتہائی متوازن تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ گندمی مائل بہ سفیدی تھا، آنکھیں سرمگیں، ہنستا خوبصورت گول چہرہ، نہایت اُبھری ہوئی داڑھی جو پورے چہرے کا احاطہ کئے ہوئے تھی، اور سینے پر پھیلی ہوئی تھی۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں

دیکھتے تب بھی اس سے زیادہ حلیہ نہ بیان کر سکتے (یعنی تم نے جو حلیہ بیان کیا وہ واقعی نبی کریم ﷺ کا ہی حلیہ ہے)

(شمائل ترمذی، باب ما جاء فی رویۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام)

(۲۷) اگر ناپسندیدہ خواب دیکھیں تو کسی سے بیان نہ کیجئے، اور خدا کی پناہ مانگئے

جب کبھی خدانخواستہ کوئی ناپسندیدہ اور ڈراؤنا خواب دیکھو تو ہرگز کسی سے بیان نہ کیجئے اور اس خواب کی برائی سے خدا کی پناہ مانگئے۔ خدا نے چاہا تو اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ناگوار خوابوں کی وجہ سے اکثر بیمار پڑ جایا کرتا تھا۔ ایک روز میں نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے مجھے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث سنائی: ''اچھا خواب خدا کی جانب سے ہوتا ہے، اگر تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو اپنے مخلص دوست کے سوا کسی اور سے نہ بیان کرے اور کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو قطعاً کسی کو نہ بتائے بلکہ جاگتے ہی ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ'' پڑھ کر تین بار بائیں جانب تھتکار دے اور کروٹ بدل لے، تو وہ خواب کے شر سے محفوظ رہے گا''

(ریاض الصالحین، مسلم، کتاب الرؤیا – ۵۸۹۷)

(۲۸) اپنے جی سے گھڑ کر جھوٹے خواب کبھی بیان نہ کیجئے

اپنے جی سے گھڑ کر جھوٹے خواب کبھی بیان نہ کیجئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو خواب دیکھے بغیر اپنی جانب سے گھڑ گھڑ کر بیان کرے گا اس کو یہ سزا دی جائے گی کہ جو کے دو دانوں میں گرہ لگائے اور وہ ایسا کبھی نہ کر سکے گا''

(بخاری، کتاب التعبیر، باب من کذب فی حلمہ – ۷۰۴۲)

(۲۹) خواب سنانے والے کو اچھی تعبیر دیجئے اور اس کے حق میں دُعا کیجئے

جب کبھی کوئی دوست اپنا خواب سنائے تو اس کی اچھی تعبیر دیجئے اور اس کے حق میں دُعا کیجئے، ایک آدمی نے ایک بار نبی کریم ﷺ سے اپنا خواب بیان کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بہتر خواب دیکھا ہے، اور بہتر تعبیر ہوگی''

نبی کریم ﷺ عام طور پر فجر کی نماز کے بعد پالتی مار کر بیٹھ جاتے اور لوگوں سے فرماتے جس نے جو خواب دیکھا ہو بیان کرو، اور سننے سے پہلے یہ الفاظ فرماتے:

خَيْرًا تَلَقَّاهُ وَشَرًّا تَوَقَّاهُ وَخَيْرًا لَّنَا وَشَرًّا عَلٰى اَعْدَآئِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط

''اس خواب کی بھلائی تمہیں نصیب ہو، اور اس کی برائی سے تم محفوظ رہو ہمارے حق میں خیر اور ہمارے دشمنوں کے لئے وبال ہو اور حمد و شکر خدا ہی کے لئے ہے جو تمام عالموں کا رب ہے''

(۳۰) پریشان کن خواب دیکھ کر گھبراہٹ محسوس ہو تو مندرجہ ذیل کلمات پڑھیئے اور اپنے بچوں کو بھی یہ دُعا یاد کرا دیجئے

کبھی خواب میں ڈر جائیں یا کبھی پریشان کن خواب دیکھ کر پریشان ہو جائیں تو خوف اور پریشانی دور کرنے کے لئے یہ دُعا پڑھیئے اور اپنے ہوشیار بچوں کو بھی یہ دُعا یاد کرائیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب کوئی خواب میں ڈر جاتا یا پریشان ہو جاتا تو نبی کریم ﷺ اُس کی پریشانی دور کرنے کے لئے یہ دُعا تلقین فرماتے:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ. (ابوداؤد، ترمذی، کتاب الدعوات باب دعاء الفزع فی النوم)

"میں خدا ہی کے کلماتِ کاملہ کی پناہ مانگتا ہوں، اُس کے غضب و غصے سے، اُس کی سزا سے، اُس کے بندوں کی برائی سے، شیاطین کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں"

نمازِ جنازہ کا طریقہ بہتر انداز میں

(۱) نمازِ جنازہ میت کا ایک حق ہے

نمازِ جنازہ میں شرکت کا اہتمام کیجئے۔ جنازے کی نماز مُردے کے لئے دُعائے مغفرت ہے اور یہ میت کا ایک اہم حق ہے۔ اگر اندیشہ ہو کہ وضو کرتے کرتے جنازے کی نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کر کے ہی کھڑے ہو جایئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "جنازے کی نماز پڑھا کرو، شاید کہ اس نماز سے تم پر غم طاری ہو۔ غمگین آدمی خدا کے سائے میں رہتا ہے اور غمگین آدمی ہر نیک کام کا استقبال کرتا ہے" (حاکم)

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ "جس میت پر مسلمانوں کی تین صفیں نمازِ جنازہ پڑھتی ہیں اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے"

(ابو داؤد، کتاب الجنائز باب فی الصف علی الجنازۃ – ۳۱۶۶)

(۲) میت کا سر شمال اور پاؤں جنوب اور رُخ قبلہ کی طرف رکھیئے

نمازِ جنازہ کے لئے میت کی چارپائی اس طرح رکھئے کہ سر شمال کی جانب ہو اور پاؤں جنوب کی جانب اور میت کا رُخ قبلے کی طرف رکھئے۔

(۳) امام میت کے سینے کے سامنے رہے

اگر آپ نمازِ جنازہ پڑھا رہے ہوں تو اس طرح کھڑے ہوں کہ آپ میت کے

سینے کے مقابلے میں رہیں۔

④ صفوں کی تعداد ہمیشہ طاق رکھئے

جنازے کی نماز میں صفوں کی تعداد ہمیشہ طاق رکھئے اگر تھوڑے لوگ ہوں تو ایک صف بنائیے۔ ورنہ تین، پانچ، سات جتنے افراد زیادہ ہو جائیں زیادہ صفیں بناتے جائیے لیکن تعداد طاق رہے۔

⑤ امام و مقتدی کی نیت نماز میں میت کے لئے مغفرت چاہنا ہو

نمازِ جنازہ شروع کریں تو یہ نیت کیجئے کہ ہم اس میت کے واسطے ارحم الراحمین سے مغفرت چاہنے کے لئے اس کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں۔ امام بھی یہی نیت کرے اور مقتدی بھی یہی نیت کریں۔

⑥ نماز میں امام جو پڑھے وہی مقتدی بھی پڑھیں

نمازِ جنازہ میں جو امام پڑھے وہی مقتدی بھی پڑھیں۔ مقتدی خاموش نہ رہیں، البتہ امام تکبیریں بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ آہستہ کہیں۔

⑦ نماز میں پہلی تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر باندھئے اور پھر ثنا پڑھئے

نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں پڑھیے۔ پہلی تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک لے جائیے اور پھر ہاتھ باندھ لیجئے اور ثنا پڑھئے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَآئُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ط

"خدایا! تو پاک ہے اور برتر ہے، اپنی حمد و ثنا کے ساتھ اور تیرا نام خیر و برکت والا ہے اور تیری بزرگی اور بڑائی بہت بلند ہے، اور تیری تعریف بڑی عظمت والی

ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں"

(۸) دوسری تکبیر بغیر ہاتھ اُٹھائے ہوئے کہئے پھر درود شریف پڑھئے

اب دوسری تکبیر کہئے لیکن تکبیر میں ہاتھ نہ اُٹھایئے اور نہ سر سے کوئی اشارہ کیجئے دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

"خدایا! تو محمد (ﷺ) پر رحمت فرما اور اُن کی آل پر رحمت فرما جیسے تو نے رحمت فرمائی ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر، بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔ خدایا تو برکت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور اُن کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر، بیشک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے"

(۹) تیسری تکبیر بغیر ہاتھ اُٹھائے کہئے پھر میت کے لئے مسنون دُعا پڑھئے

اب بغیر ہاتھ اُٹھائے تیسری تکبیر کہئے اور میت کے لئے مسنون دُعا پڑھئے۔ پھر چوتھی تکبیر کہئے اور دونوں طرف سلام پھیر دیجئے۔

(۱۰) اگر میت بالغ مرد یا بالغ عورت ہے تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دُعا پڑھئے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا

اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ.
اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَہٗ (ابو داؤد، کتاب الجنائز باب الدعاء للمیت)

"خدایا! ہمارے زندوں، ہمارے مُردوں، ہمارے حاضروں، ہمارے غائبوں، ہمارے چھوٹوں، ہمارے بڑوں، ہمارے مَردوں، ہماری عورتوں کی تو مغفرت فرما دے۔ خدایا! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو موت دے تو اس کو ایمان کے ساتھ موت دے۔ اے اللہ اس (مرحوم) کے اجر سے ہمیں محروم نہ فرما اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ فرما"

(۱۱) اور اگر میت نابالغ لڑکے کی ہو تو یہ دُعا پڑھیے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَآ اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا

"خدایا! تو اس لڑکے کو ہمارے لئے ذریعۂ مغفرت بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور آخرت کا ذخیرہ بنا اور ایسا سفارشی بنا جس کی سفارش قبول کر لی جائے"

(۱۲) اور اگر میت نابالغ لڑکی کی ہے تو یہ دُعا پڑھیے

اس دُعا کا مطلب بھی وہی ہے جو لڑکے کے لئے پڑھی جانے والی دُعا کا ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَآ اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً ط

(۱۳) جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے اپنے انجام کو سوچتے رہیے

جنازے کے لئے جاتے ہوئے اپنے انجام کو سوچتے رہیے اور یہ غور کیجیے کہ جس طرح آج آپ اس میت کو زمین کے حوالے کرنے جا رہے ہیں، ٹھیک اسی طرح ایک دن دوسرے لوگ آپ کو لے جائیں گے، اس غم اور فکر کے نتیجے میں آپ کم از کم اتنے وقت کے لئے آخرت کے تصور میں گھلنے کی سعادت پائیں گے اور دنیا کی اُلجھنوں اور باتوں سے محفوظ رہیں گے۔

حقوق العباد کے متعلق ہمارے اسلامی معاشرے کی ہدایت

(۱) وقف کے مالوں میں خیانت کرنا شخصِ واحد کا مال مارنے سے زیادہ سخت ہے

جو حضرات کسی مسجد یا کسی دوسری وقف شدہ جائداد کے متولی ہیں، یا کسی مدرسہ کے مہتمم ہیں ان کو اپنے اعمال کا جائزہ لینا سخت ضروری ہے۔ جب وقف کا مال قبضہ میں ہوتا ہے اور عام طور سے چندہ کی رقوم آتی رہتی ہیں۔ ان سب کو وقف کرنے والے کی شروط کے مطابق اور چندہ دینے والوں کی متعین کردہ مد کے مطابق ہی خرچ کرنا لازم ہے۔ بہت سے لوگ دانستہ یا نادانستہ طور پر اس بارے میں خوفِ آخرت سے بے نیاز ہو کر ایسی ایسی حرکتیں کر گزرتے ہیں جو اُن کے لئے آخرت کا وبال اور عذاب بنتی چلی جاتی ہیں۔

مسجد و مدرسہ کے لئے سفیر بن کر چندہ کرنے نکلتے ہیں، بہت سے لوگ تو پیسہ دے دیتے ہیں، رسید مانگتے ہی نہیں اور بعض حضرات رسید لینے کا اہتمام تو کرتے ہیں لیکن سفیر صاحب کی دیانت پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ نہیں دیکھتے کہ انہوں نے رسید کے اس حصہ پر کیا لکھا ہے، جو حساب لینے والوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اس طرح سے جو چندہ ہوتا ہے اس میں سے غبن کرنا بہت آسان ہوتا ہے، آخرت کی جوابدہی کا یقین نہ ہو تو نفس اور شیطان خیانت کرواہی دیتے ہیں۔

عیدگاہ یا کسی بڑے اجتماع میں مدرسہ یا مسجد کے لئے چندہ کا اعلان کر دیا گیا۔ اس موقع پر رسید نہیں دی جاتی، پورا چندہ جمع ہو کر مہتمم یا متولی کے پاس پہنچ جاتا ہے اگر آخرت میں حساب دینے کا تصور نہ ہو تو اس میں سے جتنا چاہیں غبن کر سکتے ہیں، اس کی بعض تلخ داستانیں سنی گئی ہیں۔

بہت سی جگہ اس کی بھی خلاف ورزی کی جاتی ہے کہ جن حضرات کو خوفِ خدا نہیں وقف کے بہت سے اموال اپنی اولاد یا دیگر افرادِ خاندان پر یا اپنی ذات پر بلا استحقاق شرعی خرچ کر جاتے ہیں۔

اس قسم کی خیانت اور مساجد و مدارس کے اموال کا غبن کسی شخص واحد کا مال مارنے سے بھی زیادہ شدید ہے کیونکہ شخص واحد سے معافی مانگ لینا یا ادا کر دینا آسان ہے۔ لیکن عمومی چندہ یا عام مستحقین کی خیانت کرنے کے بعد تلافی کرنا دشوار ترین گھاٹی ہے۔ اگر اللہ توبہ کی توفیق دے دے تو اہل حقوق نامعلوم ہونے کی وجہ سے ان تک حقوق پہنچانے کا کوئی راستہ نہیں پاسکتا۔

محض یاددہانی اور تذکیر کے طور پر یہ باتیں لکھ دی گئی ہیں۔ جو خیر خواہی پر مبنی ہیں اور اجمالی طور پر اشارہ کیا گیا ہے۔ جو حضرات مبتلا ہوں اپنا جائزہ لیں اور اپنا انجام سوچ کر اُس مال میں تصرف کریں جو اُن کا ذاتی نہیں ہے۔ دوسروں پر خرچ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو امین بنایا ہے۔

④ یتیم کا مال کھانا اپنے پیٹوں میں آگ بھرنا ہے

سب کو معلوم ہے کہ یتیم کا مال کھانا اور اُصولِ شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی ملک میں لے لینا یا اپنے اوپر یا اپنی اولاد کے اوپر خرچ کر دینا سخت گناہ ہے اور حرام ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ط وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا. (سورۃ النساء: آیت ۱۰)

”بے شک جو لوگ ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں بس یہی بات ہے کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے“

جو لوگ یتیم خانوں کے نام سے ادارے لئے بیٹھے ہیں اور وہ یا اُن کے سفراء

چندہ کرتے ہیں وہ لوگ اس آیت کے مضمون پر غور کرلیں اور اپنا حساب اسی دنیا میں کرلیں۔ شرعاً جتنا حق الخدمت لے سکتے ہیں اس سے زیادہ تو نہیں لے رہے ہیں؟ خوب غور فرمالیں اگر کوئی غبن کیا ہے تو اس کی تلافی یومِ آخرت سے پہلے کرلیں۔

اور بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یتیم کا مال کھانے کا گناہ انہی لوگوں کو ہوسکتا ہے جو یتیم خانے چلا رہے ہیں۔ لیکن درحقیقت گھر گھر یتیموں کا مال کھایا جاتا ہے۔ جب کسی شخص کی وفات ہوجاتی ہے اس کی نابالغ اولاد، لڑکے ہوں یا لڑکیاں سب یتیم ہوتے ہیں۔ شرعی اُصول کے مطابق میراث تقسیم نہیں کی جاتی یا چچا یا بڑے بھائی کے قبضے میں مرنے والے کی رقوم اور جائداد جو کچھ ہوتی ہیں ان میں سے تھوڑا بہت بغیر حساب ان بچوں پر خرچ کرتے رہتے ہیں اور بعض لوگ تو ان کے مستحقین پر کچھ بھی خرچ نہیں کرتے اور پوری جائداد پر قبضہ کرلیتے ہیں اور اپنے نام یا اپنی اولاد کے نام کردیتے ہیں۔ جب یہ یتیم بچے بالغ ہوتے ہیں تو باپ کی میراث میں سے ان کو کچھ نہیں ملتا۔ یہ سب یتیم کا مال کھانے میں داخل ہے، اگر کسی نے بہت ہمت کی اور مرنے والے کی جائداد اور مال تقسیم ہی کردیا تو اس میں مرنے والے کی بیوی اور بچیوں کو کچھ بھی نہیں دیتے۔ یہ سب بیوہ اور یتیم کا مال کھانے میں شامل ہے۔

(۳) بیوی بھی مرحوم شوہر کے مال کی حصہ دار ہے

بہت سے دینداری کے مدّعی مرنے والے بھائی کی جائداد سے اس کی بیوی کو حصہ نہیں دیتے بلکہ اسے مجبور کرتے ہیں کہ تو ہمارے ساتھ نکاح کرلے وہ بے چاری مجبوراً نکاح کرلیتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے شریعت کی پاسداری کرلی۔ حالانکہ نکاح کرلینے سے اس کے شوہر کی میراث سے جو شرعاً حصہ اس کو ملتا۔ اس کا دبالینا پھر بھی حلال نہیں ہوتا۔

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اگر عورت کو جائداد میں سے حصہ دے دیا گیا تو ہماری

زمین کا حصہ دوسرے خاندان میں چلا جائے گا۔ اگر چلا ہی گیا تو کیا ہوا، بیوہ عورت کا مال مارنے اور آخرت کے عذاب سے تو بچ جائیں گے۔

④ بھائیوں کا بہنوں کو ورثہ کی رقم نہ دینا خدا سے بغاوت کرنا ہے

ہمارے علاقوں میں رواج ہے کہ میت کے ترکہ میں سے اس کی لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے بلکہ بھائی ہی دبا بیٹھتے ہیں جو سراسر ظلم کرتے ہیں اور حرام کھاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنا حق مانگتی نہیں ہیں اور معاف کرانے سے معاف بھی کر دیتی ہیں۔

واضح رہے کہ حق نہ مانگنا دلیل اس بات کی نہیں کہ انہوں نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے اور جیسی جھوٹی معافی ہوتی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ ہم کو ملنا تو ہے ہی نہیں لہٰذا معاف ہی کر دیتی ہیں اور اپنا حق طلب کرنے سے خاموش رہتی ہیں۔ اگر اُن کا حصہ بانٹ کر اُن کے سامنے رکھ دیا جائے کہ لو یہ تمہارا حصہ ہے اور جائداد کی آمدنی جتنی بھی اُن کے حصہ کی ہو اُن کو دے دی جائے اور وہ اس کے باوجود معاف کر دیں تو معافی کا اعتبار ہوگا، مجبوری رسمی معافی کا اعتبار نہیں۔

بعض لوگ نفس کو یوں سمجھا لیتے ہیں کہ زندگی بھر اُن کو اُن کی سسرال سے بلائیں گے، بچوں سمیت آئیں گی، کھائیں گی، پئیں گی۔ اس سے ان کا حق ادا ہو جائے گا۔ یہ سب خود فریبی ہے۔ اوّل تو ان پر اتنا خرچ نہیں ہوتا، جتنا میراث میں ان کا حصہ نکلتا ہے، دوسرے صلہ رحمی کرنا ہے تو اپنے پیسے سے کرو۔ پیسہ اُن کا اور احسان آپ کا کہ ہم نے بہن کو بلایا ہے اور خرچ کیا ہے۔ یہ کیا صلہ رحمی ہوئی؟ تیسرے ان سے معاملہ کر و کیا اس سودے پر وہ راضی ہیں؟ یکطرفہ فیصلہ کیسے فرمالیا؟

⑤ مہر بیوی کا حق ہے جو رسماً معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتا

اسی طرح مہر کو بھی سمجھو کہ رسمی طور پر بیوی کے معاف کر دینے سے معاف نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے نفس کی خوشی سے معاف نہ کر دے۔ اگر اس نے یہ سمجھ کر زبانی طور

پر معاف کر دیا کہ معاف کروں یا نہ کروں ملتا تو ہے ہی نہیں تو اس معافی کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے:

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْئًا مَّرِيْئًا (نساء، آیت:۴)

''سو، اگر تمہاری بیویاں نفس کی خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو تم اس کو مرغوب اور خوشگوار سمجھتے ہوئے کھالو''

اس بارے میں بھی یہی صورت کریں کہ اُن کا مہر اُن کے ہاتھ میں دے دیں پھر وہ اپنی خوشی سے بخش دیں، اس کو بے تکلف قبول کر لیں۔

(۶) شادی کی جانے والی لڑکی کے مہر پر وَلی (والد وغیرہ) کا قبضہ کر لینا بغیر رضامندی کے درست نہیں

لڑکیوں کی شادی کر دی جاتی ہے اور ان کا مہر والد یا دوسرا کوئی وَلی وصول کر لیتا ہے۔ وصول کر لینا اور اس کی ملکیت جانتے ہوئے محفوظ رکھنا یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن لڑکی سے پوچھے بغیر اس کے مال کو اپنے تصرف میں لانا اور اپنا ہی سمجھ لینا پھر اس کو کبھی بھی نہ دینا یا اوپر کے دل سے جھوٹی معافی کرا لینا یہ حلال نہیں ہے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ صاحب شادی میں جو ہم نے خرچ کیا ہے اس کے عوض یہ رقم ہم نے وصول کر لی یا جہیز میں لگا دی۔ حالانکہ والد یا کوئی ولی رواجی اخراجات کرتا ہے، عموماً یہ سب کچھ نام کے لئے ہوتا ہے اور بہت سے کام شریعت کے خلاف بھی ہوتے ہیں۔ گانا بجانا اور رنڈی کے ناچ رنگ ہوتے ہیں۔ جہیز بھی دکھاوے کے لئے دیا جاتا ہے اور وہ چیزیں جہیز میں دی جاتی ہیں جو زندگی بھر کبھی کام بھی نہ آئیں۔ سب جانتے ہیں کہ خلافِ شرع اور دکھاوے کے لئے تو اپنا مال خرچ کرنا بھی حرام ہے۔ پھر بے زبان لڑکی کا مال اس طرح خرچ کرنا کیسے حلال ہو سکتا ہے؟ جو کچھ خرچ کریں شرع کے موافق خرچ کریں، اور وہ بھی اپنے مال سے نہ کہ

لڑکی کے مہر سے، اس کے مال سے خرچ کرنا بلا اُس کی اجازت کے ظلم ہے۔ اس سے پوچھتے تک نہیں اور اس کا مال اُڑا دیتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب یہ کہیں کہ وہ خاموش رہتی ہے یہی اجازت ہے تو یہ کہنا صحیح نہیں ہے، رواجی خاموشی مالیات کے بارے میں معتبر نہیں ہے۔ اس کی رقم اس کو دے دو اس پر کسی قسم کا جبر نہ ہو اور بدنامی اور رواج کا ڈر نہ ہو، پھر وہ خوشی سے جو کچھ آپ کو دے دے اس کو اپنا سمجھ سکتے ہیں۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ شرعاً شادی میں کوئی خرچہ نہیں ہے۔ ایجاب وقبول سے نکاح ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد رخصت کر دو۔ سواری کا خرچ شوہر دے گا۔ جو اپنی بیوی کو لے جائے گا، لڑکی یا اس کے ولی کے ذمہ کچھ بھی خرچہ نہیں آتا۔ رواجی بکھیڑوں اور نام ونمود کے قصوں نے خلافِ شرع کاموں میں لگا رکھا ہے۔

یوں کہنے والے بھی ملتے ہیں کہ ہم نے پیدائش سے لے کر آج تک خرچ کیا ہے وہ ہم نے وصول کر لیا۔ یہ بھی جاہلانہ جواب ہے، کیونکہ شرعاً آپ پر اس کی پرورش واجب تھی اس لئے آپ نے اپنا واجب ادا کیا جس کی ادائیگی اپنے مال سے واجب تھی اس کا عوض وصول کرنا خلافِ شرع ہے بلکہ خلافِ محبت ہے اور خلافِ شفقت بھی۔ گویا آپ جو کچھ اس کی پرورش پر خرچ کرتے آئے ہیں وہ ایک سودے بازی ہے اور ہے بھی بلا حساب جس کی لکھا پڑھی کچھ بھی نہیں۔ پندرہ بیس سال خرچ کر کے اس کے مال سے وصول کر لیں گے، اُدھار خرچ کر کے وصول کر لینا یہ تو غیر بھی کر دیتے ہیں، آپ نے اپنی اولاد کے ساتھ کون سا سلوک کیا؟

⑦ بغیر بلائے کسی کی دعوت میں پہنچ کر کھانا حلال نہیں ہے

بغیر بلائے کسی دعوت میں پہنچ کر کھانا حلال نہیں ہے۔ اگر مروّت اور لحاظ کی وجہ سے کوئی منع نہ کرے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس خاموشی کو اجازت سمجھ لینا صریح غلطی ہے اور خود فریبی ہے۔ اگر کوئی شخص چار آدمی بلائے اور پانچواں بھی ساتھ چلا

جائے اور صاحبِ خانہ لحاظ میں کچھ نہ کہے تو زائد آدمی کا کھالینا حرام ہے۔

⑧ مذاق میں کسی کی چیز لے کر سچ مچ رکھ لینا بھی ظلم ہے

بعض لوگ مذاق میں کسی کی چیز لے کر چل دیتے ہیں اور پھر سچ مچ رکھ لیتے ہیں، حالانکہ جس کی ملکیت ہوتی ہے وہ خوشی سے اس کو دینے پر راضی نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس طرح لینا حرام ہے۔ اگرچہ صاحبِ خانہ لحاظ میں خاموش رہ جائے۔

⑨ میت کی مالیت میں ترکہ تقسیم کیئے جانے سے قبل کوئی تصرف نہ کیجئے

عموماً رواج ہے کہ کسی کے مرجانے پر اس کے مال سے فقراء اور مساکین کی دعوت کرتے ہیں اور اس کے کپڑے وغیرہ خیرات کی نیت سے دے دیتے ہیں۔ حالانکہ ترکہ تقسیم کیئے بغیر ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اوّل تو سب وارث بالغ نہیں ہوتے اور جو بالغ ہوں ان سب کا موجود ہونا ضروری نہیں ان میں بہت سے سفر میں یا ملازمتوں پر پردیس میں ہوتے ہیں۔ مشترک مال میں سب کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا درست نہیں ہے اور رسمی طور سے رواجی اجازت کا اعتبار نہیں ہے۔

مال تقسیم کرکے ہر ایک وارث کا حصہ اس کے حوالے کردو۔ پھر وہ اپنی خوشی سے جو چاہے ایصالِ ثواب کے لئے شریعت کے مطابق بلا ریا کاری کے خرچ کردے اور یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ نابالغ کی اجازت شرعاً معتبر نہیں ہے اگرچہ وہ اپنے نفس کی خوشی سے اجازت دے دے۔

⑩ مقروض مورث کا قرض ادا کیئے بغیر مال پر قبضہ کرنا مرنے والے پر ظلم کرنا ہے

بہت سے وارثین مرنے والے کے قرضے ادا نہیں کرتے خود ہی سب دبا کر بیٹھ

جاتے ہیں۔ یہ مرنے والے پر ظلم ہے کہ وہ بے چارہ قرضوں کی ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے آخرت میں پکڑا جائے گا اور اپنے اوپر بھی ظلم ہے کہ غیر کے مال پر قابض ہو گئے۔

شریعت کا قانون یہ ہے کہ ترکہ سے اولاً کفن دفن کے اخراجات کئے جائیں، پھر اس کے قرضے ادا کئے جائیں پھر باقی مال میں سے ۱/۳ کے اندر اس کی وصیت نافذ کی جائے (اگر اس نے وصیت کی ہو) اور ۲/۳ مال وارثوں کو شریعت کی تقسیم کے مطابق دے دیا جائے۔ اگر قرض ترکہ سے زیادہ یا ترکہ کے برابر ہو تو کسی وارث کو کچھ بھی نہ ملے گا۔ یہ شریعت کا اُصول ہے۔

ہوتا یہ ہے کہ اگر قرضے ادا کر بھی دیئے تو مرنے والے کی وصیت نافذ نہیں کرتے۔ مرنے والے کو اختیار ہے کہ قرضوں سے جو مال بچے اس کے ۱/۳ میں وصیت کر سکتا ہے جب مرنے والا وصیت کر دے تو وارثوں پر اس کی وصیت نافذ کرنا واجب ہے۔ اس کی وصیت کے بعد جو مال بچے اس کو آپس میں تقسیم کریں۔ البتہ ۱/۳ سے زائد میں وصیت نافذ کرنا واجب نہیں ہے۔ اور جو وصیت خلافِ شرع ہو اس کا نافذ کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے وصیت کی کہ دس ہزار روپے مسجد یا مدرسے میں دے دیئے جائیں تو ادائیگی قرض کے بعد جو بچے اگر اس کے ۱/۳ میں اس کی گنجائش ہو تو وصیت کے مطابق مسجد و مدرسہ میں بقدر وصیت کے مال دے دیں۔ اگر ۱/۳ میں دس ہزار کی گنجائش نہ ہو اور بالغ ورثاء اپنی خوشی سے اپنے حصہ سے دینا گوارا نہ کریں تو جس قدر ۱/۳ میں ہو سکتا ہو اُسی قدر دے دیں خود دبا کر نہ بیٹھ جائیں۔

فائدہ: اگر مرنے والے پر قرض نہ ہو تو کفن و دفن کے بعد جو مال بچے اس کے ۱/۳ میں وارثوں پر لازم ہے کہ مرحوم کی وصیت نافذ کر دیں۔ لوگ دکھاوے کے لئے ایصالِ ثواب کے نام سے دیگیں تو پکوا دیتے ہیں لیکن وصیت نافذ نہیں کرتے اور قرضے ادا نہیں کرتے حالانکہ یہ چیزیں مرنے والے کا حق ہیں۔

بہت سے لوگوں پر حج فرض ہو جاتا ہے لیکن سستی کرتے رہتے ہیں اور اتنی تاخیر

ہو جاتی ہے کہ مرض الموت دبالیتا ہے یا اتنا بڑھاپا آجاتا ہے کہ حج کے سفر کے قابل نہیں رہتے۔ ان میں بعض لوگ وصیت کر دیتے ہیں کہ ہماری طرف سے ہمارے مال سے حج کرادیا جائے۔ ان کے فرض کی ادائیگی کے لئے اُن کی وصیت پورا کرنا اور بعد ادائے قرضہ جات ترکہ کے ۱/۳ کے اندر اندر اُن کی طرف سے حج کرانا فرض ہے۔ وارثوں پر لازم ہے کہ اس کے گھر سے یا جہاں سے ۱/۳ میں گنجائش ہو تو حج بدل کے لئے آدمی بھیجیں۔ بعض وارثین پیسہ بچانے کے لئے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ ہی سے حج بدل کرا دیتے ہیں۔ جس میں تھوڑے سے ریال خرچ ہوتے ہیں۔ ایسا کرنے سے مرحوم مرنے والے کی وصیت پوری نہیں ہوتی۔ پیسہ بچا کر خود رکھ لینا حرام ہے۔ اور ایسا کرنے سے حج بدل کے اُصول کے مطابق حج نہیں ہوتا۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ وصیت نہ کی ہو تب بھی اولاد ماں باپ کی طرف سے ان کے ترکہ سے بلکہ اپنے مال سے حج کرا دے اور ترکہ ۱/۳ سے حج نہ ہو سکتا ہو تو بخوشی اپنے مال سے ملا دے لیکن وصیت ہوتے ہوئے بھی وصیت کے مطابق ان کے حج پر خرچ نہ کرنا بڑا ظلم ہے۔

حقوق العباد کی رعایت بہت ضروری ہے اور اہم فریضہ ہے جس سے اکثر لوگ غافل ہیں ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ کس کا حق کہاں اور کیسے دبا رہے ہیں؟ اس لئے ہم نے تفصیل سے یہ چند باتیں لکھ دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

بہت سے لوگ مرید ہو کر بھی غافل ہیں

مرید ہونے کی ضرورت کیا ہے؟ عموماً لوگ اس ضرورت ہی سے ناواقف ہیں۔ دوسروں کی دیکھا دیکھی رواجی طور پر مرید ہو جاتے ہیں، اور کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت کے دن پیر صاحب ہماری سفارش کر دیں گے۔ اس سے زیادہ کسی چیز کا تصور پیروں کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں عموماً نہیں پایا جاتا۔ بھلا بے عمل خلافِ شرع پیر کیا سفارش کر سکتے ہیں؟

مرید ہوتے وقت جو کسی شیخ کے ہاتھ پر توبہ کرتے ہیں اس توبہ کے لوازم کا پورا کرنا لازم ہے (ان لوازم کا ذکر پیچھے گزر چکا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی جائے) اگر مرید ہوئے اور فرائض کا اہتمام نہ کیا، گناہوں سے نہ بچے اور حلال و حرام کی تمیز نہ کی۔ حرام مال کماتے رہے، یا حرام جگہ خرچ کرتے رہے، یا لوگوں کے حقوق دباتے رہے۔ یا مال مارتے رہے تو ایسی مریدی والی توبہ سچی نہیں ہے۔

شیخ کے ہاتھ پر توبہ کر لینے کے بعد حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ نہ ہونے کا باعث یہ بھی ہے کہ عموماً بہت سے پیر جو آباءواجداد کی گدیاں سنبھالے بیٹھے ہیں، خود ہی فکرِ آخرت سے خالی ہیں، خالص دنیادار ہیں۔ مال جمع کرنے کو مقصدِ زندگی بنا رکھا ہے۔ پیری مریدی بھی ایک دھندہ ہے جو کسب مال کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ایسے لوگوں کی صحبت سے فکرِ آخرت کے بجائے حب دنیا میں اضافہ ہوتا ہے۔

مرید ہونے کا ارادہ کریں تو اوّل لازم ہے کہ ایسا مرشد تلاش کریں جو شریعت کا پابند ہو اور آخرت کا فکر مند ہو۔ دنیادار نہ ہو، دنیا سے محبت نہ رکھتا ہو، گناہوں سے بچتا ہو اور اس کے پاس بیٹھنے سے آخرت کی فکر بڑھتی ہو اور گناہ چھوٹتے ہوں، نیکیوں کی رغبت ہوتی ہو۔ حرام سے بچنے کی طرف اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف طبیعت چلتی ہو اور فرائض و شرعی احکام کی طرف رغبت ہوتی ہو۔ اگر کوئی شخص مرید کرتا ہو لیکن فرائض و حقوق کا خیال نہ رکھتا ہو۔ اس کی زندگی گناہوں والی ہو تو اس قابل نہیں ہے کہ اس سے مرید ہوں۔ اس شخص سے دور بھاگنا واجب ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نہ باید داد دست

(اصلاحی بیان، صفحہ ۷۷)

کبائر اور صغائر کا بیان

کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟

کبیرہ گناہ کون سے ہیں اس کے بارے میں حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الکبائر کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں اُنہوں نے فرمایا ہے کہ ان کی تعیین میں حضرات علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک یہ ہے کہ کبیرہ گناہ سات ہیں جنہیں بخاری و مسلم کی حدیث اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ میں بیان فرمایا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ کبیرہ گناہ ستر (۷۰) کے قریب ہیں۔ پھر فرمایا ہے کہ جن احادیث میں سات گناہوں کا ذکر ہے اس میں حصر مقصود نہیں ہے، بلکہ اس میں بہت بڑے بڑے گناہوں کا تذکرہ فرمادیا ہے، نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ جو کبیرہ گناہ ہیں ان میں خود فرق مراتب ہے۔ بعض بعض سے بڑے ہیں۔

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر (صفحہ ۱۵۹، جلد ۳) میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر دوزخ کے داخلے کی یا اللہ کے غصے کی یا لعنت کی یا عذاب کی وعید آئی ہو، نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ کبیرہ گناہ سات سو (۷۰۰) کے قریب ہیں۔ ساتھ ہی اُن کا یہ مقولہ بھی نقل کیا ہے کہ لَا کَبِیْرَۃٌ مَّعَ اسْتِغْفَارٍ وَّلَا صَغِیْرَۃٌ مَّعَ اِصْرَارٍ یعنی جب استغفار ہوتا رہے تو کبیرہ کبیرہ نہیں رہتا بلکہ وہ محو ہو جاتا ہے (بشرطیکہ استغفار سچے دل سے ہو، زبانی جمع خرچ نہ ہو) اور صغیرہ پر اصرار رہے تو پھر وہ صغیرہ نہیں رہتا، بلکہ بڑھ کر کبیرہ بن جاتا ہے۔ پھر لکھتے ہیں:

وقد اختلف الناس فی تعدادھا و حصرھا اختلاف الاثار فیھا. والذی اقول انه قد جاء ت فیھا احادیث کثیرۃ صحاح و حسان لم یقصد به الحصر ولکن بعضھا اکبر من بعض الی ما یکثر ضررہ الی آخر ما قال.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ستر (۷۰) گناہ لکھے ہیں اور ان کے بارے میں جو وعیدیں ہیں وہ بھی درج کی ہیں۔ ان کی کتاب سے مراجعت کر لی جائے۔
نوٹ: بندہ نے اپنی کتاب بکھرے موتی کی کسی جلد میں گناہ اور اس کی وعیدیں تحریر کی ہیں۔

کبیرہ گناہوں کی فہرست

اجمالی طور پر ہم حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے کبیرہ گناہوں کی فہرست لکھتے ہیں:

① شرک اور شرک کے علاوہ وہ عقائد و اعمال جن سے کفر لازم آتا ہے (کفر و شرک کی کبھی مغفرت نہ ہوگی (کما جاء مصرحًا فی کتاب اللّٰہ تعالٰی)

② کسی جان کو عمداً قتل کرنا۔

③ جادو کرنا۔

④ فرض نماز کو چھوڑنا یا وقت سے پہلے پڑھنا۔

⑤ زکوٰۃ نہ دینا۔

⑥ بلا رخصت شرعی رمضان مبارک کا کوئی روزہ چھوڑنا یا رمضان مبارک کا روزہ رکھ کر بلا عذر توڑ دینا۔

⑦ حج فرض ہوتے ہوئے حج کئے بغیر مر جانا۔

⑧ والدین کو تکلیف دینا اور ان اُمور میں ان کی نافرمانی کرنا جس میں فرمانبرداری واجب ہے۔

⑨ رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا۔

⑩ زنا کرنا۔

⑪ غیر فطری طریقے پر عورت سے جماع کرنا یا کسی مرد یا لڑکے سے اغلام کرنا۔

⑫ سود کا لین دین کرنا یا سود کا کاتب یا شاہد بننا۔

⑬ ظلماً یتیم کا مال کھانا۔

⑭ اللہ پر یا اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولنا۔

⑮ میدانِ جہاد سے بھاگنا۔

⑯ جو اقتدارِ اعلیٰ پر ہو اس کا رعیت کو دھوکہ دینا اور خیانت کرنا۔

⑰ تکبر کرنا۔

⑱ جھوٹی گواہی دینا یا کسی کا حق مارا جا رہا ہو تو جانتے ہوئے گواہی نہ دینا۔

⑲ شراب پینا یا کوئی نشہ والی چیز کھانا پینا۔

⑳ جوا کھیلنا۔

㉑ کسی پاکدامن عورت کو تہمت لگانا۔

㉒ مالِ غنیمت میں خیانت کرنا۔

㉓ چوری کرنا۔

㉔ ڈاکہ مارنا۔

㉕ جھوٹی قسم کھانا۔

㉖ کسی بھی طرح سے ظلم کرنا (مار پیٹ کر ہو یا ظلماً مال لینے سے ہو یا گالی گلوچ کرنے سے ہو)

㉗ ٹیکس وصول کرنا۔

㉘ حرام مال کھانا یا پینا یا پہننا یا خرچ کرنا۔

㉙ خودکشی کرنا یا اپنا کوئی عضو کاٹ لینا۔

㉚ جھوٹ بولنا۔

㉛ قانون شرعی کے خلاف فیصلے کرنا۔

㉜ رشوت لینا۔

(۳۳) عورتوں کا مردوں کی یا مردوں کا عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا (جس میں ڈاڑھی مونڈنا بھی شامل ہے)۔

(۳۴) اپنے اہل وعیال میں فحش کام یا بے حیائی ہوتے ہوئے دور کرنے کی فکر نہ کرنا۔

(۳۵) تین طلاق دی ہوئی عورت کے پرانے شوہر کا حلالہ کروانا اور اس کے لئے حلالہ کر کے دینا۔ اس کو دماغی چالاکی کہا جاتا ہے، اس سے احتیاط فرمایئے۔

(۳۶) بدن یا کپڑوں میں پیشاب لگنے سے پرہیز نہ کرنا۔

(۳۷) دکھاوے کے لئے اعمال کرنا۔

(۳۸) کسبِ دنیا کے لئے علم دین حاصل کرنا اور علم دین کو چھپانا۔

(۳۹) خیانت کرنا۔

(۴۰) کسی کے ساتھ سلوک کر کے احسان جتانا۔

(۴۱) تقدیر کو جھٹلانا۔

(۴۲) لوگوں کے خفیہ حالات کی ٹوہ لگانا، تجسس کرنا اور کن سوئی لینا۔

(۴۳) چغلی کرنا۔

(۴۴) لعنت بکنا۔

(۴۵) دھوکہ دینا اور جو عہد کیا ہو اس کو پورا نہ کرنا۔

(۴۶) کاہن اور منجم (غیب کی خبریں بتانے والے) کی تصدیق کرنا۔

(۴۷) شوہر کی نافرمانی کرنا۔

(۴۸) تصویر بنانا یا گھر میں لٹکانا۔

(۴۹) کسی کی موت پر نوحہ کرنا، منہ پیٹنا، سر منڈانا، ہلاکت کی دُعا کرنا۔

(۵۰) سرکشی کرنا، اللہ کا باغی ہونا، مسلمانوں کو تکلیف دینا۔

(۵۱) مخلوق پر دست درازی کرنا۔

(۵۲) پڑوسی کو تکلیف دینا۔

(۵۳) مسلمانوں کو تکلیف دینا اور اُن کو برا کہنا۔

(۵۴) خاص کر اللہ کے نیک بندوں کو تکلیف دینا۔

(۵۵) ٹخنوں پر یا اس سے نیچے کوئی کپڑا اپہنا ہوا لٹکانا۔

(۵۶) مردوں کو ریشم اور سونا پہننا۔

(۵۷) غلام کا آقا سے بھاگ جانا۔

(۵۸) غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا۔

(۵۹) جانتے بوجھتے ہوئے اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو باپ بنا لینا۔ یعنی یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں میرا باپ ہے حالانکہ وہ اس کا باپ نہیں۔

(۶۰) فساد کے طور پر لڑائی جھگڑا کرنا۔

(۶۱) (بوقت حاجت) بچا ہوا پانی دوسروں کو نہ دینا۔

(۶۲) ناپ تول میں کمی کرنا۔

(۶۳) اللہ کی گرفت سے بے خوف ہو جانا۔

(۶۴) اولیاء اللہ کو تکلیف دینا۔

(۶۵) نماز باجماعت کا اہتمام نہ کرنا۔

(۶۶) بغیر عذر شرعی نماز جمعہ چھوڑنا۔

(۶۷) ایسی وصیت کرنا جس سے کسی وارث کو ضرر پہنچانا مقصود ہو۔

(۶۸) مکر کرنا اور دھوکہ دینا۔

(۶۹) مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کی ٹوہ لگانا اور ان کی پوشیدہ چیزوں پر دلالت کرنا۔

(۷۰) کسی صحابی کو گالی دینا۔

یہاں تک حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے اقتباس ختم ہوا۔ ہم نے ترتیب سے

نمبر ڈالے ہیں۔ بعض چیزیں مکرر بھی آ گئی ہیں اور بعض مشہور چیزیں اُن سے رہ گئی ہیں۔ اور ان کی کتاب کے بعض نسخوں میں بعض چیزیں زائد ہیں۔ (جو ذیل میں درج شدہ فہرست میں آ گئی ہیں) صغائر و کبائر کے بیان میں علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی صاحبِ بحر الرائق رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک رسالہ ہے جو ''الاشباہ والنظائر'' کے آخر میں چھپا ہوا ہے۔ انہوں نے مزید کبیرہ گناہوں کی فہرست دی ہے، جو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی فہرست سے زیادہ ہے۔ مثلاً:

(۷۱) کسی ظالم کا مددگار بننا۔ قدرت ہوتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرنا۔

(۷۲) جادو سیکھنا اور سکھانا یا اُس پر عمل کرنا۔

(۷۳) قرآن کو بھول جانا۔

(۷۴) کسی حیوان (جاندار) کو زندہ جلانا۔

(۷۵) اللہ کی رحمت سے نا اُمید ہو جانا۔

(۷۶) مُردار یا خنزیر بغیر اِضطرار کے کھانا۔

(۷۷) صغیرہ گناہ پر اِصرار کرنا۔

(۷۸) گناہوں پر مدد کرنا اور ان پر آمادہ کرنا۔

(۷۹) گانے کا پیشہ اختیار کرنا۔

(۸۰) لوگوں کے سامنے ننگا ہونا۔

(۸۱) ناچنا۔

(۸۲) دنیا سے محبت کرنا۔

(۸۳) حاملینِ قرآن اور علماء کرام کے حق میں بدگوئی کرنا۔ دین کا کام کرنے سے بشری ضرورتوں سے مستغنی نہیں ہوتا ہے۔

(۸۴) اپنے امیر کے ساتھ غدر (بغاوت) کرنا۔

(۸۵) کسی کے نسب میں طعن کرنا۔

(۸۶) گمراہی کی طرف دعوت دینا۔

(۸۷) اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا۔

(۸۸) اپنے غلام کو خصّی کرنا یا اس کے اعضاء میں سے کوئی عضو کاٹ دینا۔

(۸۹) کسی محسن کی ناشکری کرنا۔

(۹۰) حرم میں الحاد کرنا۔

(۹۱) نرد[۱] کھیلنا۔ اور وہ کھیل کھیلنا جس کی حرمت پر اُمت کا اجماع ہے۔

(۹۲) بھنگ پینا (ہیروئن اسی کے حکم میں ہے)۔

(۹۳) کسی مسلمان کو کافر کہنا۔

(۹۴) بیویوں کے درمیان عدل نہ کرنا۔

(۹۵) مشت زنی کرنا۔

(۹۶) حالتِ حیض میں جماع کرنا۔

(۹۷) مسلمانوں کے ملک میں مہنگائی ہو جائے تو خوش ہونا۔

(۹۸) جانور کے ساتھ بدفعلی کرنا۔

(۹۹) عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا۔

(۱۰۰) کھانے کو عیب لگانا۔

(۱۰۱) بے ریش حسین لڑکے کی طرف دیکھنا۔

(۱۰۲) کسی کے گھر میں بلا اجازت نظر ڈالنا اور بلا اجازت اندر چلے جانا۔

علامہ ابن نجیم کی فہرست متعلقہ کبائر ختم ہوئی۔ ہم نے مکررات کو ختم کر دیا ہے، یعنی حافظ ذہبی کے رسالہ میں جو چیزیں آئی تھیں ان کو نہیں لیا اور بعض دیگر چیزوں کو بھی چھوڑ دیا ہے۔

---

(۱) ایک کھیل ہے جسے تختۂ نرد بھی کہتے ہیں

صغیرہ گناہ

اس کے بعد حافظ ابن نجیم نے صغائر کی فہرست دی ہے، جو یہ ہے:

(۱) جہاں نظر ڈالنا حرام ہو وہاں دیکھنا۔

(۲) بیوی کے سوا کسی کا شہوت سے بوسہ لینا یا بیوی کے سوا کسی کو شہوت سے چھونا۔

(۳) اجنبیہ کے ساتھ خلوت میں رہنا۔

(۴) سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا۔

(۵) کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا یعنی سلام کلام بند رکھنا۔

(۶) کسی نمازی کا نماز پڑھتے ہوئے اپنے اختیار سے ہنسنا۔

(۷) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

(۸) مصیبت پر نوحہ کرنا اور منہ پیٹنا (یا گریبان پھاڑنا اور جاہلیت کی دہائی دینا)

(۹) مرد کو ریشم کا کپڑا پہننا۔

(۱۰) تکبر کی چال چلنا۔

(۱۱) فاسق کے ساتھ بیٹھنا۔

(۱۲) مکروہ وقت میں نماز پڑھنا۔

(۱۳) مسجد میں نجاست داخل کرنا یا دیوانے کو یا بچے کو مسجد میں لے جانا، جس کے جسم یا کپڑے پر نجاست ہونے کا غالب گمان ہو۔

(۱۴) پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا یا پشت کرنا۔

(۱۵) تنہائی میں بطور عبث شرمگاہ کو کھولنا۔

(۱۶) لگاتار نفلی روزے رکھنا جس میں بیچ میں افطار نہ ہو۔

(۱۷) جس عورت سے ظہار کیا ہو کفارہ دینے سے پہلے اس سے وطی کرنا۔

(۱۸) کسی عورت کا بغیر شوہر اور محرم کے سفر کرنا۔

(۱۹) کسی دوسرے خریدار سے زیادہ قیمت دلوانے کے لئے مال کے دام زیادہ لگا دینا جبکہ خود خریداری کا ارادہ نہ ہو۔

(۲۰) ضرورت کے وقت مہنگائی کے انتظار میں غلہ روکنا۔

(۲۱) کسی مسلمان بھائی کی بیع پر بیع کرنا یا کسی کی منگنی پر منگنی کرنا۔

(۲۲) باہر سے مال لانے والوں سے شہر سے باہر ہی سودا کر لینا (تا کہ سارا مال اپنا ہو جائے اور پھر دام چڑھا کر بیچیں)۔

(۲۳) جو لوگ دیہات سے مال لائیں اُن کا مال اپنے قبضہ میں کر کے مہنگا بیچنا۔

(۲۴) اذان جمعہ کے وقت بیع و شراء (خرید و فروخت) کرنا۔

(۲۵) مال کا عیب چھپا کر بیچنا۔

(۲۶) شکار یا مویشیوں کی حفاظت کی ضرورت کے بغیر کتا پالنا۔

(۲۷) مسجد میں حاضرین کی گردنوں کو پھاند کر جانا۔

(۲۸) زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو جانے کے بعد ادائیگی میں تاخیر کرنا۔

(۲۹) راستے میں بیع و شراء (خرید و فروخت) یا کسی ضرورت کے لئے کھڑا ہونا جس سے راہ گیروں کو تکلیف ہو، یا راستے میں پیشاب پاخانہ کرنا (سائے اور دھوپ میں جہاں لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں اور پانی کے گھاٹ پر پیشاب پاخانہ کرنا بھی اسی ممانعت میں داخل ہے)

(۳۰) بحالت جنابت اذان دینا یا مسجد میں داخل ہونا یا مسجد میں بیٹھنا۔

(۳۱) نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا اور کپڑے وغیرہ سے کھیلنا۔

(۳۲) نماز میں گردن موڑ کر دائیں بائیں دیکھنا۔

(۳۳) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔ اور ایسے کام کرنا جو عبادت نہیں ہیں۔

(۳۴) روزے دار کو بوس و کنار کرنا۔ اگر اپنے نفس پر اطمینان نہ ہو۔

(۳۵) گھٹیا مال سے زکوٰۃ دینا۔

(۳۶) ذبح کرنے میں اخیر تک (پوری گردن) کاٹ دینا۔

(۳۷) بالغ عورت کا اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لینا۔

(۳۸) ایک سے زیادہ طلاق دینا۔

(۳۹) زمانۂ حیض میں طلاق دینا۔

(۴۰) جس طہر میں جماع کیا ہو اس میں طلاق دینا۔

(۴۱) اولاد کو لینے دینے میں کسی ایک کو ترجیح دینا۔ الاّ یہ کہ علم یا صلاح کی وجہ سے کسی کو ترجیح دے۔

(۴۲) قاضی کو مدّعی اور مدّعی علیہ کے درمیان برابری نہ کرنا۔

(۴۳) سلطان کا یا جس کے مال میں غالب حرام ہو ہدیہ قبول کرنا اور اس کا کھانا کھانا اور اس کی دعوت قبول کرنا۔

(۴۴) کسی کی زمین میں بغیر اجازت کے چلنا۔

(۴۵) انسان یا کسی حیوان کا مثلہ کرنا (یعنی ہاتھ، پاؤں، ناک، کان کاٹ دینا)

(۴۶) نماز پڑھتے ہوئے تصویر پر سجدہ کرنا یا ایسی صورت میں نماز پڑھنا کہ نمازی کے مقابل تصویر ہو۔

(۴۷) کافر کو سلام کرنا۔

(۴۸) بچہ کو وہ لباس پہنانا جو بالغ کے لئے جائز نہ ہو۔

(۴۹) پیٹ بھرنے کے بعد بھی کھاتے رہنا۔

(۵۰) مسلمان سے بدگمانی کرنا۔

(۵۱) لہو ولعب کی چیزیں سننا۔

(۵۲) غیبت سن کر خاموش رہ جانا (غیبت کرنے والے کو منع نہ کرنا اور تردید نہ کرنا)

۵۳ زبردستی امام بننا (جبکہ مقتدیوں کو اس کی امامت گوارا نہ ہو اور اس کی ذات میں دینی اعتبار سے کوئی قصور ہو)۔

۵۴ خطبے کے وقت باتیں کرنا۔

۵۵ مسجد کی چھت پر یا مسجد کے راستے میں نجاست ڈالنا۔

۵۶ دل میں یہ نیت رکھتے ہوئے کسی سے کوئی وعدہ کر لینا کہ پورا نہیں کروں گا۔

۵۷ مزاح یا مدح میں افراط کرنا۔

۵۸ غصہ کرنا (ہاں اگر دینی ضرورت سے ہو تو جائز ہے)۔

عام طور سے جن چیزوں میں لوگ مبتلا ہیں وہ ہم نے ذکر کر دی ہیں، بعض چیزیں جو ابن نجیم کی کتاب میں ہیں وہ ہم نے چھوڑ دی ہیں اور صغائر میں انہوں نے بعض وہ چیزیں ذکر کی ہیں جن کو حافظ ذہبی نے کبائر میں شمار کیا ہے اور یوں بھی مذکورہ گناہوں میں بعض کو صغائر میں شمار کرنا محل نظر ہے۔ خاص کر کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا اور سلام کلام بند رکھنا اس کو صغائر میں شمار کرنا درست نہیں ہے۔ اس پر حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے۔ اور یہ ایک اجتہادی امر ہے کہ صغیرہ گناہ کون کون سے ہیں، اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق حضرات اکابر نے تعیین فرمادی ہے۔

حج یا عمرہ کے اِحرام میں داخل ہو کر اُسے فاسد کر دینا یا ممنوعاتِ احرام کا قصداً ارتکاب کرنا یا نماز شروع کر کے بغیر عذر شرعی کے توڑ دینا اس کا ذکر نہ حافظ ذہبی نے کیا نہ ابن نجیم نے، اگر دیگر احادیث شریفہ پر نظر ڈالی جائے تو بہت سے اور گناہ بھی سامنے آجائیں گے۔ (اصلاحی بیان، صفحہ ۹۱-۱۰۰)

ہمارے اسلام میں سلام کی کیا اہمیت ہے

① مسلمان بھائی سے ملاقات ہونے پر السلام علیکم کہیے

جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو اس سے اپنے تعلق اور مسرت کا اظہار کرنے کے لئے ''السلام علیکم'' کہیے، قرآن پاک کی سورۃ الانعام، آیت: ۵۴ میں ہے:

''وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (سورۃ الانعام، آیت: ۵۴)

''اے نبی! جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے کہیے ''السلام علیکم''

اس آیت میں نبی کریم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے بالواسطہ اُمت کو یہ اصولی تعلیم دی گئی ہے کہ: مسلمان جب بھی مسلمان سے ملے تو دونوں ہی جذباتِ محبت و مسرت کا تبادلہ کریں اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے سلامتی اور عافیت کی دُعا کریں۔ ایک السلام علیکم کہے تو دوسرا جواب میں وعلیکم السلام کہے۔ سلام باہمی اُلفت و محبت بڑھانے اور استوار کرنے کا ذریعہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ مؤمن نہیں بنتے اور تم مؤمن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ میں تمہیں وہ تدبیر کیوں نہ بتا دوں جس کو اختیار کر کے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ آپس میں سلام کو پھیلاؤ'' (ابوداؤد، کتاب الادب، ابواب السلام، باب افشاء السلام-۵۱۹۳)

② ہمیشہ اسلامی طریقہ پر سلام کیجئے

ہمیشہ اسلامی طریقہ پر سلام کیجئے۔ کسی سے ہم کلام ہوں یا مکاتبت کریں، ہمیشہ کتاب وسنت کے بتائے ہوئے یہ الفاظ ہی استعمال کیجئے۔ اس اسلامی طریقے کو چھوڑ

کر سوسائٹی کے رائج کئے ہوئے الفاظ و انداز اختیار نہ کیجئے۔ اسلام کا بتایا ہوا یہ اندازِ خطاب نہایت سادہ، بامعنیٰ اور پُر اثر بھی ہے اور سلامتی و عافیت کی جامع ترین دُعا بھی۔ آپ جب اپنے کسی بھائی سے ملتے ہوئے السلام علیکم کہتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ خدا تم کو ہر قسم کی سلامتی اور عافیت سے نوازے۔ خدا تمہارے جان و مال کو سلامت رکھے۔ گھر بار کو سلامت رکھے، اہل و عیال اور متعلقین کو سلامت رکھے۔ دین و ایمان کو سلامت رکھے، دنیا بھی سلامت رہے اور آخرت بھی، خدا تمہیں ان سلامتیوں سے بھی نوازے جو میرے علم میں ہیں، اور اُن سلامتیوں سے بھی نوازے جو میرے علم میں نہیں ہیں۔ میرے دل میں تمہارے لئے نُصح و خیر خواہی، محبت و خلوص اور سلامتی و عافیت کے انتہائی گہرے جذبات ہیں۔ اس لئے تم میری طرف سے کبھی کوئی اندیشہ محسوس نہ کرنا، میرے طرزِ عمل سے تمہیں کوئی دُکھ نہ پہنچے گا۔ سلام کے لفظ پر ''الف لام'' داخل کر کے السلام علیکم کہہ کر آپ مخاطب کے لئے سلامتی اور عافیت کی ساری دُعائیں سمیٹ لیتے ہیں۔ آپ اندازہ کیجئے کہ اگر یہ الفاظ شعور کے ساتھ سوچ سمجھ کر آپ اپنی زبان سے نکالیں تو مخاطب کی ملاقات پر قلبی مسرت کا اظہار کرنے اور خلوص و محبت، خیر خواہی اور وفاداری کے جذبات کو ظاہر کرنے کے لئے اس سے بہتر الفاظ کیا ہو سکتے ہیں۔ السلام علیکم کے الفاظ سے بھائی کا استقبال کر کے آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ کو وہ ہستی سلامتی سے نوازے جو عافیت کا سرچشمہ اور سراپا سلام ہے، جس کا نام ہی السلام ہے اور وہی سلامتی اور عافیت پا سکتا ہے جس کو وہ سلامت رکھے اور جس کو وہ سلامتی سے محروم کردے، وہ دونوں جہان میں سلامتی سے محروم ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''السلام'' خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے، جس کو خدا نے زمین میں (زمین والوں کے لئے) رکھ دیا ہے۔ پس ''السلام'' کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔''

(الادب المفرد، باب السلام اسم من اسماء اللہ عزوجل - ۹۸۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خدا نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اُن کو فرشتوں کی ایک جماعت کے پاس بھیجتے ہوئے یہ حکم دیا کہ جاؤ اور اُن بیٹھے ہوئے فرشتوں کو سلام کرو اور وہ سلام کے جواب میں جو دُعا دیں اُس کو غور سے سننا (اور محفوظ رکھنا) اس لئے کہ یہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی دُعا ہوگی۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں کے پاس پہنچے اور کہا ''السلام علیکم'' فرشتوں نے جواب میں کہا: ''السلام علیک ورحمۃ اللہ'' یعنی ورحمۃ اللہ کا اضافہ کر کے جواب دیا۔ (بخاری، کتاب الاستیذان، باب بدء السلام- ۶۲۲۷ و مسلم)

قرآن حکیم میں ہے کہ فرشتے جب مؤمنوں کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو آ کر سلام علیک کرتے ہیں۔

كَذٰلِكَ يَجْزِى اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ، الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. (النحل:۳۱-۳۲)

''ایسی ہی جزا دیتا ہے خدا متقی لوگوں کو، ان متقی لوگوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب فرشتے قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں ''سلام علیکم'' جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ اپنے اعمال (صالحہ) کے صلہ میں۔''

جنت کے دروازوں پر جب یہ متقی لوگ پہنچیں گے تو جنت کے ذمہ دار بھی انہی الفاظ کے ساتھ اُن کا شاندار خیر مقدم کریں گے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى اِذَا جَآؤُهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ.

(الزمر، آیت: ۷۳)

''اور جو لوگ پاکیزگی اور فرمانبرداری کی زندگی گزارتے رہے۔ ان کے جتھے جنت کی طرف روانہ کر دیئے جائیں گے اور جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اُس کے دروازے پہلے ہی سے (اُن کے استقبال میں) کھلے ہوئے ہوں گے۔ تو جنت کے

ذمہ دار اُن سے کہیں گے: "سلام علیکم بہت ہی اچھے رہے داخل ہو جاؤ اس جنت میں ہمیشہ کے لئے"

اور جب یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو فرشتے جنت کے ہر ہر دروازے سے داخل ہو کر اُن کو السلام علیکم کہیں گے۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ. سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (سورۃ الرعد، آیت:۲۴-۲۳)

"اور فرشتے ہر ہر دروازے سے اُن کے استقبال کے لئے آئیں گے اور ان سے کہیں گے 'سلام علیکم' یہ صلہ ہے تمہارے صبر و ثبات کی روِش کا پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر"

اور اہل جنت آپس میں خود بھی ایک دوسرے کا استقبال انہی کلمات کے ساتھ کریں گے:

دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ (سورۂ یونس، آیت:۱۰)

"وہاں اُن کی زبان پر یہ صدا ہوگی کہ "اے خدا! تو پاک و برتر ہے، اور اُن کی باہمی دُعا یہ ہوگی کہ "سلام" (ہو تم پر)"

اور خدا کی طرف سے بھی ان کے لئے سلام و رحمت کی صدائیں ہوں گی۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ. هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ. لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ. سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (یٰس، ۵۵-۵۸)

"جنت والے اس دن عیش و نشاط کے مشغلوں میں ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیگمات گھنے سایوں میں، مسہریوں پر تکیہ لگائے (شادکام بیٹھے) ہوں گے۔ اُن کے لئے جنت میں ہر قسم کے لذیذ میوے ہوں گے اور وہ سب کچھ ہوگا جو وہ طلب کریں گے۔ رب رحیم کی جانب سے ان کے لئے سلام کی صدا ہے"

غرض جنت میں مؤمنوں کے لئے چار سو، سلام ہی سلام کی صدا ہوگی۔

لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِیْمًا، اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا (واقعہ،۲۵:۲۶)

''نہ وہ وہاں بے ہودہ بکواس سنیں گے اور نہ گناہ کی باتیں بس (ہر سو) سلام ہی کی صدا ہوگی''

کتاب وسنت کی ان واضح ہدایات اور شہادتوں کے ہوتے ہوئے مؤمن کے لئے کسی طرح جائز نہیں کہ وہ خدا اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کو چھوڑ کر اظہارِ محبت ومسرت کے لئے دوسرے طریقے اختیار کرے۔

③ ہر مسلمان کو سلام کیجئے چاہے پہلے سے تعارف ہو یا نہ ہو

ہر مسلمان کو سلام کیجئے چاہے اس سے پہلے سے تعارف اور تعلقات ہوں یا نہ ہوں۔ ربط اور تعارف کے لئے اتنی بات بالکل کافی ہے کہ وہ آپ کا مسلمان بھائی ہے اور مسلمان کے لئے مسلمان کے دل میں محبت وخلوص اور خیر خواہی اور وفاداری کے جذبات ہونا ہی چاہئیں۔

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اسلام کا بہترین عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غریبوں کو کھانا کھلانا، اور ہر مسلمان کو سلام کرنا، چاہے تمہاری اُس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔''

(بخاری، کتاب الاستیذان باب السلام للمعرفة وغیر المعرفة - ٦٢٣٦ و مسلم)

④ گھر میں داخل ہونے پر گھر والوں کو سلام کیجئے

جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوں تو گھر والوں کو سلام کیجئے۔ قرآن میں ہے:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً (النور:٦١)

''پس جب تم اپنے گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے (گھر والوں) کو سلام کیا کرو۔ دُعائے خیر خدا کی طرف سے تعلیم کی ہوئی بڑی ہی بابرکت اور پاکیزہ''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو پہلے گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ یہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے خیر و برکت کی بات ہے۔

(ترمذی، ابواب الاستیذان باب ما جاء فی التسلیم اذا دخل بیته – ۲۶۹۸)

اسی طرح جب آپ کسی دوسرے کے گھر جائیں تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے سلام کیجئے۔ سلام کئے بغیر گھر کے اندر نہ جایئے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا (النور:۲۷)

''اے مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو۔ اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب فرشتے معزز مہمانوں کی حیثیت سے پہنچے تو اُنہوں نے آکر سلام کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں اُن کو سلام کیا۔

⑤ چھوٹے بچوں کو بھی سلام کیجئے

چھوٹے بچوں کو بھی سلام کیجئے۔ یہ بچوں کو سلام سکھانے کا بہترین طریقہ بھی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بچوں کے پاس سے گزرے تو اُن کو سلام کیا اور فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(بخاری، کتاب الاستیذان باب التسلیم علی الصبیان – ۶۲۴۷ و مسلم)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خط میں بھی بچوں کو سلام لکھا کرتے تھے۔

(الادب المفرد، باب السلام علی الصبیان – ۱۰۴۴)

⑥ خواتین مردوں کو سلام کر سکتی ہیں اور مرد بھی خواتین کو سلام کر سکتے ہیں

خواتین، مردوں کو سلام کر سکتی ہیں اور مرد بھی خواتین کو سلام کر سکتے ہیں۔ حضرت اسماء انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے پاس سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو سلام کیا۔(الادب المفرد، باب التسلیم علی النساء - ۱۰٤۷)

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غسل فرما رہے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کون ہو؟ میں نے کہا، اُمّ ہانی ہوں۔ فرمایا: خوب! خوش آمدید۔(ترمذی، ابواب الاستیذان، باب ما جاء فی مرحبا - ۲۷۳٤)

⑦ سلام کرنے میں کبھی بخل نہ کیجیے

زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کی عادت ڈالیے اور سلام کرنے میں کبھی بخل نہ کیجیے۔ آپس میں زیادہ سے زیادہ سلام کیا کیجیے۔ سلام کرنے سے محبت بڑھتی ہے اور خدا ہر دُکھ اور نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"میں تمہیں ایسی تدبیر بتاتا ہوں جس کو اختیار کرنے سے تمہارے مابین دوستی اور محبت بڑھ جائے گی، آپس میں کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کیا کرو"

(ترمذی، کتاب الاستیذان - ۲٦۸۸)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "سلام کو خوب پھیلاؤ، خدا تم کو سلامت رکھے گا"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بہت زیادہ سلام کیا کرتے تھے۔ سلام کی کثرت کا حال یہ تھا کہ اگر کسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی کسی درخت کی اوٹ میں ہو جاتے اور پھر سامنے آتے، تو پھر سلام کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشاد ہے:

''جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اُس کو سلام کرے۔ اور اگر درخت یا دیوار یا پتھر بیچ میں اوٹ بن جائے اور وہ پھر اُس کے سامنے آئے تو اُس کو پھر سلام کرے'' (الادب المفرد باب حق من سَلَّمَ اذا قام - ۱۰۱۰)

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اکثر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کے ہمراہ بازار جایا کرتا۔ پس جب ہم دونوں بازار جاتے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جس کے پاس سے بھی گزرتے اس کو سلام کرتے چاہے وہ کوئی کباڑیا ہوتا، چاہے کوئی دکاندار ہوتا، چاہے کوئی غریب اور مسکین ہوتا۔ غرض کوئی بھی ہوتا آپ اُس کو سلام ضرور کرتے۔

ایک دن میں آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے کہا چلو بازار چلیں۔ میں نے کہا، حضرت بازار جا کے کیا کیجئے گا، آپ نہ تو کسی سودے کی خریداری کے لئے کھڑے ہوتے ہیں نہ کسی مال کے بارے میں معلومات کرتے ہیں۔ نہ مول بھاؤ کرتے ہیں، نہ بازار کی محفلوں میں بیٹھتے ہیں۔ آیئے یہیں بیٹھ کر کچھ بات چیت کریں۔ حضرت نے فرمایا: اے ابو بطن! (توند والے) ہم تو صرف سلام کرنے کی غرض سے بازار جاتے ہیں کہ ہمیں جو ملے ہم اُسے سلام کریں۔''

(الادب المفرد، باب من خرج یسلم ویسلم علیه - ۱۰۰۶، مؤطا امام مالك)

⑧ مسلمان کو سلام کرنا اُس کا حق تصور کیجئے

سلام اپنے مسلمان بھائی کا حق تصور کیجئے اور اس حق کو ادا کرنے میں فراخدلی کا ثبوت دیجئے۔ سلام کرنے میں کبھی بخل نہ کیجئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے''

(مسلم، کتاب السلام - ۵۶۵۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے (الادب المفرد، باب من بخل بالسلام - ۱۰۴۲)

⑨ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کیجئے

سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کیجئے اور اگر کبھی خدانخواستہ کسی سے اَن بن ہو جائے تب بھی سلام کرنے اور صلح صفائی کرنے میں پہل کیجئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"وہ آدمی خدا سے زیادہ قریب ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے"

(ابو دائود، کتاب الادب باب فی فضل من بدأ بالسلام - ۵۱۹۷)

اور آپ ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تک قطع تعلق کئے رہے کہ جب دونوں ملیں تو ایک اِدھر کترا جائے اور دوسرا اُدھر۔ اُن میں افضل وہ ہے جو سلام میں پہل کرے"

(الادب المفرد، باب من بدأ بالسلام-۹۸۵)

نبی کریم ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ جب دو آدمی ایک دوسرے سے ملیں تو اُن دونوں میں سے کون پہلے سلام کرے۔ فرمایا: "جو ان دونوں میں خدا کے نزدیک زیادہ بہتر ہو" (ترمذی، کتاب الاستیذان-۲۶۹۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سلام میں پہل کرنے کا اتنا اہتمام فرماتے کہ کوئی شخص ان سے سلام کرنے میں پہل نہیں کر پاتا تھا۔

(الادب المفرد، باب من بدأ بالسلام-۹۸۲)

⑩ ہمیشہ زبان سے السلام علیکم اونچی آواز سے کہہ کر سلام کیجئے

ہمیشہ زبان سے السلام علیکم کہہ کر سلام کیجئے اور ذرا اونچی آواز سے سلام کیجئے تاکہ وہ شخص سن سکے جس کو آپ سلام کر رہے ہیں۔ البتہ اگر کہیں زبان سے السلام علیکم کہنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ یا سر سے اشارہ کرنے کی ضرورت ہو تو کوئی مضائقہ

نہیں۔ مثلاً آپ جس کو سلام کر رہے ہیں وہ دور ہے اور خیال ہے کہ آپ کی آواز اس تک نہ پہنچ سکے گی یا کوئی بہرہ ہے اور آپ کی آواز نہیں سن سکتا تو ایسی حالت میں اشارہ کر سکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کسی کو سلام کرو تو اپنا سلام اس کو سناؤ اس لئے کہ سلام خدا کی طرف سے نہایت پاکیزہ اور برکت والی دُعا ہے۔

(الادب المفرد، باب یسمع اذا سلم - ۱۰۰۵)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید فرماتی ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے پاس سے گزرے وہاں کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا''

(ترمذی، ابواب الاستیذان، باب ما جاء فی التسلیم علی النساء-۲۶۹۷)

مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان سے السلام علیکم کہنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ کے اشارے سے بھی سلام کیا۔ اسی بات کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو ابوداؤد میں ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے تو ہمیں سلام کیا۔ اس لئے صحیح بات یہ ہے کہ سلام زبان سے ہی کیجئے البتہ کہیں ضرورت ہو تو ہاتھ یا سر کا اشارہ بھی کر سکتے ہیں عین اس وقت بھی زبان سے الفاظ ادا کرنے چاہئے۔

(۱۱) اپنے بڑوں کو اور چلنے والا بیٹھنے والوں کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام میں پہل کریں

اپنے بڑوں کو سلام کرنے کا اہتمام کیجئے۔ جب آپ پیدل چل رہے ہوں اور کچھ لوگ بیٹھے ہوں تو بیٹھنے والوں کو سلام کیجئے اور جب آپ کسی چھوٹی ٹولی کے ساتھ ہوں اور کچھ زیادہ لوگوں سے ملاقات ہو جائے تو سلام کرنے میں پہل کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''چھوٹا شخص بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے افراد زیادہ لوگوں کو سلام کرنے میں پہل کریں'' (الادب المفرد، باب یسلم الصغیر علی الکبیر - ۱۰۰۱)

⑫ سواری والا پیدل چلنے والوں اور راہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کرے

اگر آپ سواری پر چل رہے ہوں، تو پیدل چلنے والوں، اور راہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کیجئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''سواری پر چلنے والے، پیدل چلنے والوں کو اور پیدل چلنے والے بیٹھے ہوئے لوگوں کو اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کرنے میں پہل کریں''

(الادب المفرد، باب یسلم الصغیر علی الکبیر - ۱۰۰۰)

⑬ کسی کے یہاں ملنے جائیں تو پہنچتے ہی سلام کیجئے

کسی کے یہاں ملنے جائیں، یا کسی کی بیٹھک یا نشست گاہ میں پہنچیں، یا کسی مجمع کے پاس سے گزریں یا کسی مجلس میں پہنچیں تو پہنچتے وقت بھی سلام کیجئے اور جب وہاں سے رخصت ہونے لگیں تب بھی سلام کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جب تم کسی مجلس میں پہنچو تو سلام کرو، اور جب وہاں سے رخصت ہونے لگو تو پھر سلام کرو اور یاد رکھو کہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ مستحق اجر نہیں ہے'' (کہ جاتے وقت تو آپ سلام کا بڑا اہتمام کریں اور جب رخصت ہونے لگیں تو سلام نہ کریں اور رخصتی سلام کو کوئی اہمیت نہ دیں)

(ترمذی، کتاب الاستیذان، باب ما جاء فی التسلیم عند القیام و عند القعود - ۲۷۰)

⑭ مجلس میں جائیں تو پوری مجلس کو سلام کیجئے

مجلس میں جائیں تو پوری مجلس کو سلام کیجئے، مخصوص طور پر کسی کا نام لے کر سلام نہ کیجئے۔ ایک دن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ مسجد میں تھے کہ ایک سائل آیا اور اُس نے آپ کا نام لے کر سلام کیا۔ حضرت نے فرمایا، خدا نے سچ فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور پھر آپ گھر تشریف لے گئے، لوگ انتظار میں بیٹھے رہے کہ آپ کے فرمانے کا مطلب کیا ہے۔ خیر جب آپ باہر آئے تو حضرت طارق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: (حضرت ہم لوگ آپ کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکے) تو فرمایا: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے قریب لوگ مجلسوں میں لوگوں کو مخصوص کر کے سلام کرنے لگیں گے" (الادب المفرد، باب من کرہ تسلیم الخاصة - ۱۰۴۹)

⑮ کسی کے واسطہ سے بھی سلام پہنچوا سکتے ہیں

اگر اپنے کسی بزرگ یا عزیز اور دوست کو کسی دوسرے کے ذریعے سلام کہلوانے کا موقع ہو یا کسی کے خط میں سلام لکھوانے کا موقع ہو تو اس موقع سے ضرور فائدہ اُٹھایئے اور سلام کہلوایئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا! جبرئیل علیہ السلام تم کو سلام کہہ رہے ہیں، میں نے کہا، وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔

(بخاری، کتاب الاستیذان باب تسلیم الرجال علی النساء والنساء علی الرجال - ۶۲۴۹ و مسلم)

⑯ سوئے ہوئے لوگوں کے پاس اس طرح سلام کیجئے

کہ جاگنے والا سن لے اور سونے والا بیدار نہ ہو

اگر آپ کسی ایسی جگہ پہنچیں جہاں کچھ لوگ سو رہے ہوں تو ایسی آواز میں سلام کیجئے کہ جاگنے والے سن لیں اور سونے والوں کی نیند میں خلل نہ پڑے۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کچھ دودھ رکھ لیا کرتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ رات گئے تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح سلام کرتے کہ سونے والا جاگے نہیں اور جاگنے والا سُن لے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حسب معمول سلام کیا۔

(ترمذی، ابواب الاستیذان، باب کیف السلام – ۲۷۱۹)

⑰ سلام کا جواب نہایت خندہ پیشانی سے دیجئے

سلام کا جواب نہایت خوشدلی اور خندہ پیشانی سے دیجئے۔ یہ مسلمان بھائی کا حق ہے، اس حق کو ادا کرنے میں کبھی بخل نہ دکھایئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مسلمان پر مسلمان کے پانچ حق ہیں۔

① سلام کا جواب دینا۔ ② مریض کی عیادت کرنا۔ ③ جنازے کے ساتھ جانا۔ ④ دعوت قبول کرنا۔ ⑤ چھینک کا جواب دینا۔

(مسلم، کتاب السلام – ۵۶۵۰، متفق علیہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔'' لوگوں نے کہا، یارسول اللہ! ہمارے لئے تو راستوں میں بیٹھنا ناگزیر ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تمہارے لئے راستوں میں بیٹھنا ایسا ہی ضروری ہے تو بیٹھو لیکن راستے کا حق ضرور ادا کرو''۔ لوگوں نے کہا: ''راستہ کا حق کیا ہے؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا: ''نگاہیں نیچی رکھنا، کسی کو دُکھ نہ دینا، سلام کا جواب دینا اور نیکیوں کی تلقین کرنا اور برائیوں سے روکنا'' (بخاری، کتاب الاستیذان، باب بدء السلام–۶۲۲۹، متفق علیہ)

⑱ سلام کا جواب پورا دیجئے

سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہنے پر ہی اکتفا نہ کیجئے بلکہ ''ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کا اضافہ کیجئے۔

قرآن پاک کی سورۂ نساء، آیت: ۸۶ میں ہے:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ط

''اور جب کوئی تمہیں دُعا سلام کرے تو اس کو اس سے بہتر دُعا دو یا پھر وہی الفاظ جواب میں کہہ دو''

مطلب یہ ہے کہ سلام کے جواب میں بخل نہ کرو۔ سلام کے الفاظ میں کچھ اضافہ کر کے اس سے بہتر دُعا دو ورنہ کم از کم وہی الفاظ دہرا دو۔ بہرحال جواب ضرور دو۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اُس نے آ کر ''السلام علیکم'' کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: دس (یعنی دس نیکیاں ملیں) پھر ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دے دیا اور فرمایا بیس (یعنی بیس نیکیاں ملیں) اس کے بعد ایک تیسرا آدمی آیا اور اُس نے آ کر کہا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور فرمایا: تیس (یعنی اس کو تیس نیکیاں ملیں)

(ترمذی، ابواب الاستیذان والادب باب ما ذکر فی فضل السلام – ۲۶۸۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے سواری پر سوار تھا، جن جن لوگوں کے پاس سے گزرتے، ابوبکر رضی اللہ عنہ اُنہیں ''السلام علیکم'' کہتے اور وہ جواب میں ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ'' کہتے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' تو لوگ جواب دیتے ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج تو لوگ فضیلت میں ہم سے بہت بڑھ گئے''۔

(الادب المفرد، باب فضل السلام–۹۸۷)

⑲ جب کسی سے ملاقات ہو تو سب سے پہلے السلام علیکم کہئے

جب کسی سے ملاقات ہو تو سب سے پہلے السلام علیکم کہئے، یکبارگی گفتگو شروع کر دینے سے پرہیز کیجئے، جو بات چیت کرنی ہو سلام کے بعد کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو کوئی سلام سے پہلے کچھ بات کرنے لگے اُس کا جواب نہ دو'' (ترمذی، کتاب الاستیذان والادب، باب ما جاء فی السلام قبل الکلام)

جب ملاقات کے وقت اپنے بھائی کو سلام کرلیا، اور (ذرا دیر کو) درمیان میں درخت یا پتھر یا دیوار کی آڑ آ گئی۔ پھر اسی وقت دوبارہ ملاقات ہوگئی تو دوبارہ سلام کرے (ابو دائود، باب فی الرجل یفارق الرجل ثم یلقاہ... ۵۲۰۰) یعنی یہ نہ سوچے کہ ابھی آدھا منٹ ہی تو سلام کو ہوا ہے اتنی جلدی دوسرا سلام کیوں کروں۔

(۲۰) ان حالات میں سلام کرنے سے پرہیز کیجئے

(۱) جب لوگ قرآن و حدیث پڑھنے پڑھانے یا سننے میں مصروف ہوں۔

(۲) جب کوئی خطبہ دینے اور سننے میں مصروف ہو۔

(۳) جب کوئی اذان یا تکبیر کہہ رہا ہو۔

(۴) جب کسی مجلس میں کسی دینی موضوع پر گفتگو ہو رہی ہو یا کوئی کسی کو دینی احکام سمجھا رہا ہو۔

(۵) جب اُستاد پڑھانے میں مصروف ہو۔

(۶) جب کوئی قضائے حاجت کے لئے بیٹھا ہو۔

اور ذیل کے حالات میں نہ صرف سلام کرنے سے پرہیز کیجئے، بلکہ اپنی بے تعلقی اور روحانی اذیت کا اظہار بھی حکمت کے ساتھ کیجئے۔

(۱) جب کوئی فسق و فجور اور خلافِ شرع لہو ولعب اور عیش و طرب میں مبتلا ہو کر دین کی توہین کر رہا ہو۔

(۲) جب کوئی گالی گلوچ، بے ہودہ بکواس، جھوٹی سچی غیر سنجیدہ باتیں اور فحش مذاق کر کے دین کو بدنام کر رہا ہو۔

(۳) جب کوئی خلافِ دین و شریعت افکار و نظریات کی تبلیغ کر رہا ہو اور لوگوں کو

دین سے برگشتہ کرنے اور بدعت و بے دینی اختیار کرنے پر اُبھار رہا ہو۔

(۴) جب کوئی دینی عقائد وشعائر کی بے حرمتی کر رہا ہو، اور شریعت کے اُصول و احکام کا مذاق اُڑا کر اپنی اندرونی خباثت اور منافقت کا ثبوت دے رہا ہو۔

(۲۱) یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کیجئے

یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کیجئے۔ قرآن شاہد ہے کہ یہود اپنی بددینی، حق دشمنی، ظلم و درندگی، دجل و فریب اور خباثتِ نفس میں بدترین قوم ہے۔ خدا نے اُس پر بے پایاں انعامات کی بارش کی لیکن اس نے ہمیشہ ناشکری اور بدکرداری کا ثبوت دیا۔ یہی وہ قوم ہے جس نے خدا کے بھیجے ہوئے برگزیدہ پیغمبروں تک کو قتل کر ڈالا۔ اس لئے مؤمن کو اس روِش سے پرہیز کرنا چاہئے جس میں یہود کے اکرام واحترام کا شائبہ بھی ہو، لیکن ایسی روِش رکھنی چاہیے جس سے بار بار اُن کو محسوس ہو، کہ حق کی بدترین مخالفت کا انجام ہمیشہ ذلت و مسکنت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"یہود و نصاری کو سلام کرنے میں پہل نہ کیا کرو اور جب تم راہ میں ان سے ملو تو ان کو ایک طرف سمٹ جانے پر مجبور کر دو"

(ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی السلام علی اہل الذمہ – ۵۲۰۵)

یعنی اس طرح وقار اور دبدبے کے ساتھ گزرو کہ یہ راستے میں خود ایک طرف کو سمٹ کر تمہارے لئے راستہ کشادہ چھوڑ دیں۔

(۲۲) جس مجلس میں مسلم اور مشرک سب ہی شریک ہوں تو وہاں سلام کیجئے

جب کسی مجلس میں مسلمان اور مشرکین دونوں جمع ہوں تو وہاں سلام کیجئے۔ نبی اکرم ﷺ ایک بار ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلم اور مشرک سب

ہی شریک تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو سلام کیا۔

(ترمذی، کتاب الاستیذان ، باب ما جاء فی السلام علی مجلس فیہ المسلمون وغیرھم - ۲۷۰۲)

(۴۳) غیر مسلم کو سلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو السلام علیکم نہ کہئے

اگر کسی غیر مسلم کو سلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو السلام علیکم نہ کہئے۔ بلکہ آداب عرض تسلیمات وغیرہ قسم کے الفاظ استعمال کیجئے اور ہاتھ یا سر سے بھی کوئی اشارہ ایسا نہ کیجئے جو اسلامی عقیدے اور اسلامی مزاج کے خلاف ہو۔

ہرقل کے نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مکتوب بھیجا تھا اُس میں سلام کے الفاظ یہ تھے:

سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی.

''سلام ہے اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے'' (بخاری، کتاب بدء الوحی-۷)

(۴۴) سلام کے بعد محبت و مسرت کے اظہار کے لئے مصافحہ بھی کیجئے

سلام کے بعد محبت و مسرت یا عقیدت کے اظہار کے لئے مصافحہ بھی کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی مصافحہ فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو مصافحہ کرنے کی تاکید فرمائی اور اُس کی فضیلت اور اہمیت پر مختلف انداز میں روشنی ڈالی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، ''کیا صحابہ رضی اللہ عنہم میں مصافحہ کرنے کا رواج تھا؟'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''جی ہاں تھا۔''

(ترمذی، باب ما جاء فی المصافحة - ۲۷۲۹)

حضرت سلمہ بن وردان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''میں نے حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ لوگوں سے مصافحہ کر رہے ہیں، مجھ سے پوچھا ''تم کون ہو؟'' میں نے کہا، بنی لیث کا غلام ہوں۔ آپ نے میرے سر پر تین بار ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''خدا

تمہیں خیر و برکت سے نوازے۔"

ایک بار جب یمن کے کچھ لوگ آئے تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا "تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے ہیں اور آنے والوں میں یہ مصافحہ کے زیادہ حقدار ہیں" (ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی المصافحة-۵۲۱۳)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب دو مؤمن ملتے ہیں اور سلام کے بعد مصافحہ کے لئے ایک دوسرے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے (سوکھے) پتے۔" (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مکمل سلام یہ ہے کہ مصافحہ کے لئے ہاتھ بھی ملائے جائیں"

(ترمذی، ابواب الاستیذان والادب، باب ما جاء فی المصافحة – ۲۷۳۰)

(۴۵) کوئی دوست یا بزرگ سفر سے واپس آئے تو معانقہ بھی کیجئے

کوئی دوست، عزیز یا بزرگ سفر سے واپس آئے تو معانقہ بھی کیجئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جب مدینے آئے تو نبی کریم ﷺ کے یہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ ﷺ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے دروازے پر پہنچے، اُن سے معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا (ترمذی باب ماجاء فی المعانقة والقبلة ۲۷۳۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے اور اگر سفر سے واپس آتے تو معانقہ بھی کرتے" (طبرانی)

(۴۶) گڈ مارننگ، گڈ ایوننگ اور گڈ نائٹ کے الفاظ مت استعمال کیجئے

یہ جو بعض قوموں میں گڈ مارننگ، گڈ ایوننگ اور گڈ نائٹ کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں ان میں اوّل تو سلامتی کے معنٰی کو پوری طرح ادا کرنے والا کوئی لفظ

نہیں ہے۔ بلکہ ان میں انسانوں کے بارے میں کوئی دُعا ہے ہی نہیں، وقت کو اچھا بتایا جاتا ہے پھر اس سے بطور استعارہ انسانوں کی اچھی حالت مراد لی جاتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ان الفاظ میں دائمی سلامتی کی دُعا نہیں ہے بلکہ اوقاتِ مخصوصہ کے ساتھ دُعا مقید ہے۔ اسلام نے جو ملاقات کا تحیہ بتایا ہے وہ ہر لحاظ سے کامل او رجامع ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ہم لوگ زمانۂ جاہلیت میں (ملاقات کے وقت) یوں کہا کرتے تھے: اَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا (اللہ تیری آنکھیں ٹھنڈی رکھے) اور اَنْعِمْ صَبَاحًا (تو صبح کے وقت میں اچھے حال میں رہے) اس کے بعد جب اسلام آیا تو ہمیں اس سے منع کر دیا گیا۔

(ابو دائود، کتاب الادب باب فی الرجل یقول: انعم اللہ بك عینا – ۵۲۲۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے علاوہ ملاقات کے وقت دوسروں کے طریقے اختیار کرنا اور اُن کے رواج کے مطابق کلمات منہ سے نکالنا ممنوع ہے، جو لوگ انگریزوں کے طریقے پر گڈ مارننگ وغیرہ کہتے ہیں یا عربوں کے رواج کے مطابق "صباح الخیر" یا "مساء الخیر" کہتے ہیں اس سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

دنیا کے مختلف اقوام میں ملاقات کے وقت مختلف الفاظ کہنے کا رواج ہے لیکن اسلام میں جو سلام کے الفاظ مشروع کئے گئے ہیں ان سے بڑھ کر کسی کے یہاں بھی کوئی ایسا کلمہ مروج نہیں جس میں اظہارِ محبت بھی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت بھی ہو اور اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی ہو کہ آپ کو اللہ تعالیٰ ہر قسم کی اور ہر طرح کی آفات اور مصائب سے محفوظ رکھے، لفظ "السلام" جہاں اپنا مصدری معنیٰ رکھتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے بھی ہے۔ شُراحِ حدیث نے فرمایا ہے کہ اس کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو سلامتی دینے والا ہے تمہیں اس کے حفظ وامان میں دیتا ہوں، وہ تمہیں ہمیشہ سلامت رکھے۔

(اصلاحی مضامین، صفحہ ۱۷۸)

رمضان المبارک کا شایانِ شان استقبال کرنے کے لئے شعبان سے ذہن تیار کیجئے

(۱) رمضان کا استقبال کرنے کے لئے شعبان ہی سے ذہن کو تیار کیجئے

رمضان المبارک کا شایانِ شان استقبال کرنے کے لئے شعبان ہی سے ذہن کو تیار کیجئے اور شعبان کی پندرہ تاریخ سے پہلے پہلے کثرت سے روزے رکھئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب مہینوں سے زیادہ شعبان کے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

(ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی وصال شعبان برمضان – ۷۳۶)

(۲) پورے اہتمام اور شوق سے رمضان کا چاند دیکھئے اور دُعا پڑھئے

پورے اہتمام اور شوق کے ساتھ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کی کوشش کیجئے اور چاند دیکھ کر یہ دُعا پڑھئے:

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ

"خدا سب سے بڑا ہے، خدایا! یہ چاند ہمارے لئے امن و امان و سلامتی اور اسلام کا چاند بنا کر طلوع فرما اور ان کاموں کی توفیق کے ساتھ جو تجھے محبوب اور پسند ہیں۔ اے چاند! ہمارا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔"

اور ہر مہینے کا نیا چاند دیکھ کر یہی دُعا پڑھئے۔

(ترمذی، کتاب الدعوات باب ما یقول عند رؤیة الهلال – ۳۴۵۱، ابن حبان وغیرہ)

(۳) رمضان میں عبادات سے خصوصی شغف پیدا کیجئے

رمضان میں عبادات سے خصوصی شغف پیدا کیجئے۔ فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کا بھی خصوصی اہتمام کیجئے اور زیادہ سے زیادہ نیکی کمانے کے لئے کمر بستہ ہو جایئے۔ یہ عظمت و برکت والا مہینہ خدا کی خصوصی عنایت اور رحمت کا مہینہ ہے۔ شعبان کی آخری تاریخ کو نبی کریم ﷺ نے رمضان کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:

''لوگو! تم پر ایک بہت عظمت و برکت کا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ خدا نے اس مہینے کے روزے فرض قرار دیئے ہیں۔ اور قیام لیل (مسنون تراویح) کو نفل قرار دیا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں دل کی خوشی سے ایک نیکی کرے گا وہ دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر اجر پائے گا اور جو شخص اس مہینے میں ایک فرض ادا کرے گا، خدا اس کو دوسرے مہینوں کے ستر (۷۰) فرضوں کے برابر ثواب بخشے گا'' (ابن خزیمہ)

(۴) پورے مہینے کے روزے نہایت شوق اور اہتمام کے ساتھ رکھئے

پورے مہینے کے روزے نہایت ذوق و شوق اور اہتمام کے ساتھ رکھئے اور اگر کبھی مرض کی شدت یا شرعی عذر کی بنا پر روزے نہ رکھ سکیں تب بھی احترامِ رمضان میں رات کی اہمیت یہ ہے کہ کھلم کھلا کھانے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے اور اس طرح رہئے کہ گویا آپ روزے سے ہیں۔

(۵) تلاوتِ قرآن کا خصوصی اہتمام کیجئے

تلاوت قرآن کا خصوصی اہتمام کیجئے۔ اس مہینے کو قرآن پاک سے خصوصی مناسبت ہے، قرآن پاک اسی مہینے میں نازل ہوا اور دوسری آسمانی کتابیں بھی اسی مہینے میں نازل ہوئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی مہینے کی پہلی یا تیسری تاریخ کو صحیفے

عطا کئے گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اس مہینے کی ۱۲ یا ۱۸ کو زبور دی گئی۔ حضرت موسیٰ پر اسی مبارک مہینے کی ۶ تاریخ کو تورات نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی مبارک مہینے کی ۱۲ یا ۱۳ تاریخ کو انجیل دی گئی۔ اس لئے اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ قرآن پاک پڑھنے کی کوشش کیجئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا قرآن سناتے اور سنتے تھے، اور آخری سال آپ نے دو بار رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دَور فرمایا۔

(بخاری، کتاب فضائل القرآن باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم-٤٩٩٨)

⑥ قرآن پاک ٹھہر کر، سمجھ کر اور اثر لے کر پڑھئے

قرآن پاک ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کیجئے۔ کثرتِ تلاوت کے ساتھ ساتھ سمجھنے اور اثر لینے کا بھی خاص خیال رکھئے۔

⑦ تراویح میں پورا قرآن سننے کا اہتمام کیجئے

تراویح میں پورا قرآن سننے کا اہتمام کیجئے۔ ایک بار رمضان میں پورا قرآن پاک سننا مسنون ہے۔

⑧ تراویح کی نماز ذوق وشوق کے ساتھ پڑھئے

تراویح کی نماز خشوع خضوع اور ذوق وشوق کے ساتھ پڑھئے اور جوں توں بیس رکعت کی گنتی پوری نہ کیجئے بلکہ نماز کو نماز کی طرح پڑھئے تاکہ آپ کی زندگی پر اس کا اثر پڑے اور خدا سے تعلق مضبوط ہو اور خدا توفیق دے تو تہجد کا بھی اہتمام کیجئے۔

⑨ کثرت سے صدقہ وخیرات کیجئے

صدقہ اور خیرات کیجئے، غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کیجئے اور ناداروں

کی سحری اور افطار کا اہتمام کیجئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''یہ مواسات کا مہینہ ہے۔' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سخی اور فیاض تو تھے ہی مگر رمضان میں تو آپ ﷺ کی سخاوت بہت ہی بڑھ جاتی تھی۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر رات کو آپ ﷺ کے پاس آتے اور قرآن پاک پڑھتے اور سنتے تھے تو ان دنوں نبی کریم ﷺ تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ فیاض ہوتے تھے''

(بخاری، کتاب الصوم، باب اجود ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی رمضان-۱۹۰۲)

⑩ شبِ قدر میں زیادہ نوافل اور تلاوتِ قرآن کا اہتمام کیجئے

شبِ قدر میں زیادہ سے زیادہ نوافل کا اہتمام کیجئے اور قرآن کی تلاوت کیجئے۔ اس رات کی اہمیت یہ ہے کہ اس رات میں قرآن نازل ہوا۔ قرآن میں ہے:

''ہم نے اس قرآن کو شبِ قدر میں نازل کیا۔ اور تم کیا جانو کہ شبِ قدر کیا ہے۔ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام کے انتظام کے لئے اُترتے ہیں۔ سلامتی ہی سلامتی ہے یہاں تک کہ صبح ہو جائے'' (سورۂ القدر)

حدیث میں ہے کہ شبِ قدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی رات ہوتی ہے، اس رات کو یہ دُعا پڑھئے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ط (حصن حصین)

''خدایا! تو بہت ہی زیادہ معاف فرمانے والا ہے کیونکہ معاف کرنا تجھے پسند ہے، پس تو مجھے معاف فرمادے''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک سال رمضان آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگوں پر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے

افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا وہ تمام خیر سے محروم رہ گیا اور اس رات کی خیر و برکت سے محروم وہی رہتا ہے جو واقعی محروم ہے''

(ابن ماجه،ابواب ما جاء فی الصیام، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان– ١٦٤٤)

(۱۱) رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیجئے

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیجئے۔ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

(بخاری، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف فی العشر الاواخر – ٢٠٢٥)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ''رمضان کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریم ﷺ راتوں کو زیادہ سے زیادہ جاگ کر عبادت فرماتے۔ اور گھر والیوں کو بھی جگانے کا اہتمام کرتے اور پورے جوش اور انہماک کے ساتھ خدا کی بندگی میں لگ جاتے''۔

(بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان – ٢٠٢)

(۱۲) رمضان میں لوگوں کے ساتھ نہایت نرمی اور شفقت کا سلوک کیجئے

رمضان میں لوگوں کے ساتھ نہایت نرمی اور شفقت کا سلوک کیجئے۔ ملازمین کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دیجئے اور فراخدلی کے ساتھ اُن کی ضرورتیں پوری کیجئے اور گھر والوں کے ساتھ بھی رحمت اور فیاضی کا برتاؤ کیجئے۔

(۱۳) نہایت عاجزی اور شوق کے ساتھ زیادہ دُعائیں کیجئے

نہایت عاجزی اور ذوق وشوق کے ساتھ زیادہ دُعائیں کیجئے۔ دُرِ منثور میں ہے کہ جب رمضان کا مبارک مہینہ آتا تو نبی کریم ﷺ کا رنگ بدل جاتا تھا اور نماز میں اضافہ ہو جاتا تھا اور دُعا میں بہت عاجزی فرماتے تھے اور خوف بہت زیادہ غالب ہو جاتا اور حدیث میں ہے کہ ''خدا رمضان میں عرش اُٹھانے والے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ رکھنے والوں کی دُعاؤں پر آمین کہو۔

(۱۴) صدقۂ فطر دل کی رغبت کے ساتھ پورے اہتمام سے ادا کیجئے

صدقۂ فطر دل کی رغبت کے ساتھ پورے اہتمام سے ادا کیجئے اور عید کی نماز سے پہلے ادا کر دیجئے بلکہ اتنا پہلے ادا کیجئے کہ حاجت منداور نادار لوگ بسہولت عید کی ضروریات مہیا کر سکیں اور وہ بھی سب کے ساتھ عید گاہ جا سکیں اور عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔

حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے صدقۂ فطر اُمت کے لئے اس لئے ضروری قرار دیا تا کہ وہ ان بے ہودہ اور فحش باتوں سے جو روزہ میں روزہ دار سے سرزد ہوگئی ہوں کفارہ بنے۔ اور غریبوں اور مسکینوں کے کھانے کا انتظام ہو جائے''

(ابو داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوۃ الفطر - ۱۶۰۹)

(۱۵) رمضان میں خود نیکی کیجئے اور دوسروں کو بھی خیر کے کام کرنے پر اُبھاریئے

رمضان کے مبارک دِنوں میں خود زیادہ سے زیادہ نیکی کمانے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی نہایت سوز، تڑپ، نرمی اور حکمت کے ساتھ نیکی اور خیر کے کام کرنے پر اُبھاریئے، تا کہ پوری فضا پر خدا پرستی، خیر پرستی اور بھلائی کے جذبات چھائے رہیں اور سوسائٹی زیادہ سے زیادہ رمضان کی بیش بہا برکتوں سے فائدہ اُٹھا سکے۔

(۱۶) روزہ کا مفہوم

''صیام'' لغت عرب میں مطلق رک جانے کو کہتے ہیں۔

شرعاً اس کا مفہوم یہ ہے کہ عبادت کے ارادہ سے کھانے، پینے اور عورتوں کی مجامعت اور دیگر روزہ توڑنے والی چیزوں سے صبح صادق کے طلوع سے سورج کے غروب تک اجتناب کرنا۔

(۱۷) روزے کی تاریخ فرضیت

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے پہلی اُمتوں کی طرح اُمت محمدیہ ﷺ پر بھی اپنے درج ذیل فرمان میں روزہ فرض قرار دیا ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (سورۃ البقرہ، آیت:۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا، تا کہ تم متقی بن جاؤ''

یہ آیاتِ مبارکہ بروز پیر شعبان المعظم ۲ ؁ہجری میں نازل ہوئی۔

(۱۸) روزے کی فضیلت اور فائدے

فضیلت: درج ذیل احادیث مبارکہ روزے کی فضیلت و اہمیت کو ثابت کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِّنَ الْقِتَالِ (رواہ احمد وغیرہ)

''روزہ جہنم سے ڈھال ہے جس طرح تمہارے ایک کی ''لڑائی سے بچانے والی'' ڈھال ہوتی ہے''

اور فرمایا:

مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا (صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب فضل الصوم، فی سبیل الله - ٢٨٤٠، و صحیح مسلم)

''جو شخص اللہ عزوجل کے راستہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ اس کا چہرہ اس دن کے عوض جہنم سے ستر سال دور کردے گا۔''

نیز ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلصَّآئِمِ عِنْدَ فِطْرَۃٍ دَعْوَۃً لَا تُرَدُّ ط

(رواہ ابن ماجه، كتاب الصيام، باب فى الصائم لا ترد دعوة - ۱۷۵۳، والحاكم و صححهٔ)

''افطار کے وقت روزے دار کی دُعا ردّ نہیں کی جاتی''۔

نیز ارشاد ہے:

اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّآئِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَايَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ: اَيْنَ الصَّآئِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ ط

(صحيح بخارى، كتاب الصوم، باب الريان للصائمين - ۱۸۹۶، و صحيح مسلم)

''جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ''ریان'' کہا جاتا ہے، قیامت کے دن اس سے روزے دار داخل ہوں گے۔ ان کے علاوہ اس میں کوئی اندر نہیں جا سکے گا۔ پکارا جائے گا روزے دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے، ان کے سوا کوئی اور اس (دروازے) سے داخل نہیں ہوگا۔ جب یہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر بعد میں کوئی بھی اس میں داخل نہ ہوگا''

⑲ روزے کے فوائد

روزے کے روحانی، اجتماعی اور طبی فائدے ہیں۔ روزے کے روحانی فوائد میں ''صفت صبر'' کے حصول اور اس کو قوی بنانا ہے، یہ اپنے آپ پر کنٹرول کرنا سکھاتا ہے اور اس میں معاون بنتا ہے، اسی طرح نفس و روح میں تقویٰ کا ملکہ ایجاد کرتا اور اس کو بڑھاتا ہے اور یہ علت تقویٰ، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس فرمان سے واضح ہوتی ہے۔

ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ط (البقرہ، آیت:۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزہ اس طرح فرض ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں

پر فرض تھا، تاکہ تم متقی بن جاؤ''

روزے کے اجتماعی فوائد میں سے یہ ہے کہ اس سے اُمت میں نظم ونسق اور اتحاد کی عادت پیدا ہوتی ہے، عدل ومساوات سے محبت بڑھتی ہے اور ایمانداروں میں ''جذبۂ ترحم'' اور ایک دوسرے پر احسان کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح روزہ معاشرہ کو مفاسد اور خرابیوں سے بچاتا ہے۔ اور روزے کے طبی فوائد میں سے یہ ہے کہ اس سے آنتیں درست ہوتی ہیں، معدہ کی اصلاح ہو جاتی ہے، جسم کو فضلات اور بے کار اجزاء سے پاک وصاف کرتا ہے اور اسی طرح موٹاپے اور پیٹ کی چربی کے بوجھ میں کمی کا موجب بنتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہے:

صُوْمُوْا تَصِحُّوْا ط (رواه ابن السنى وابو نعيم وحسنه السيوطى)

''روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے''

⑳ روزے کی اہمیت رسول اللہ ﷺ کی زبانی

جس شخص نے روزہ رکھ کر بھی جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو خدا کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ بھوکا اور پیاسا رہتا ہے۔

(بخاری، کتاب الصوم باب من لم يدع قول الزور والعمل به فى الصوم – ۱۹۰۳)

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے ایمانی کیفیت اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا تو خدا اُس کے ان گناہوں کو معاف فرما دے گا جو پہلے ہو چکے ہیں''

(بخاری، کتاب الصوم، باب من صام رمضان ايمانا واحتسابا ونية – ۱۹۰۱)

رمضان کے روزے پورے اہتمام سے رکھئے اور کسی شدید بیماری یا عذرِ شرعی کے بغیر کبھی روزہ نہ چھوڑیئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس شخص نے کسی بیماری یا شرعی عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑا تو عمر بھر کے روزے رکھنے سے ایک روزے کی تلافی نہ ہو سکے گی''۔

(ترمذی، کتاب الصیام، باب التغلیظ فیمن افطر عمدا - ۲۳۹۶)

(۲۱) روزہ دار اپنے انداز و اطوار سے روزے کی کمزوری کا اظہار نہ کرے

روزے میں ریاکاری اور دکھاوے سے بچنے کے لئے معمول کے مطابق ہشاش وبشاش اور چاق و چوبند اپنے کاموں میں لگے رہئے اور اپنے انداز و اطوار سے روزے کی کمزوری اور سستی کا اظہار نہ کیجئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ''آدمی جب روزہ رکھے تو چاہئے کہ حسبِ معمول تیل لگائے کہ اس پر روزے کے اثرات نہ دکھائی دیں۔

(۲۲) روزے میں نہایت اہتمام سے ہر برائی سے دور رہئے

روزے میں نہایت اہتمام کے ساتھ ہر برائی سے دور رہنے کی بھر پور کوشش کیجئے اس لئے کہ روزے کا مقصد ہی زندگی کو پاکیزہ بنانا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو اپنی زبان سے کوئی بے شرمی کی بات نہ نکالے اور نہ شور و ہنگامہ کرے۔ اور اگر کوئی اس سے گالی گلوچ کرنے لگے یا لڑائی پر آمادہ ہو تو اس روزے دار کو سوچنا چاہئے کہ میں تو روزے دار ہوں (بھلا میں کیسے گالی کا جواب دے سکتا ہوں یا لڑ سکتا ہوں)

(بخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم - ۱۸۹٤، و مسلم)

(۲۳) احادیث میں روزے کا جو اجر عظیم بیان کیا گیا ہے اسکی آرزو کیجئے

احادیث میں روزے کا جو عظیم اجر بیان کیا گیا ہے اس کی آرزو کیجئے اور خاص

طور پر افطار کے قریب خدا سے دُعا کیجئے کہ خدایا میرے روزے کو قبول فرما اور مجھے وہ اجر و ثواب دے جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''روزے دار جنت میں ایک مخصوص دروازے سے داخل ہوں گے۔ اس دروازے کا نام ریّان ہے جب روزے دار داخل ہو چکیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر کوئی اور اس دروازے سے نہ جا سکے گا'' (بخاری، کتاب الصوم باب الریان للصائمین - ۱۸۹۶)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے روز روزہ سفارش کرے گا اور کہے گا: پروردگار میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور دوسری لذتوں سے روکے رکھا، خدایا! تو اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ اور خدا اس کی سفارش کو قبول فرمالے گا (مشکوٰۃ، کتاب الصوم)

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ افطار کے وقت روزے دار جو دُعا مانگے اُس کی دُعا قبول کی جاتی ہے رَدّ نہیں کی جاتی۔

(ابن ماجه، کتاب الصیام، باب فی الصائم لا ترد دعوة - ۱۷۵۲)

(۴۴) روزے کی تکلیفوں کو برداشت کیجئے

روزے کی تکلیفوں کو ہنسی خوشی برداشت کیجئے اور بھوک اور پیاس کی شدت یا کمزوری کی شکایت کر کر کے روزے کی ناقدری نہ کیجئے۔

(۴۵) کسی مجبوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے ہوں تو اس کی قضاء کرلیں

سفر کے دوران یا مرض کی شدت میں روزہ نہ رکھ سکتے ہوں تو چھوڑ دیجئے اور دوسرے دنوں میں اُس کی قضا کیجئے۔ قرآن میں ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط

(البقرہ، آیت: ۱۸۴)

''جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو، تو دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کر لے''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں سفر پر ہوتے تو کچھ لوگ روزہ رکھتے اور کچھ لوگ نہ رکھتے، پھر نہ تو روزہ دار روزہ چھوڑنے والے پر اعتراض کرتا اور نہ روزہ توڑنے والا روزہ دار پر اعتراض کرتا''۔

(بخاری، کتاب الصوم باب لم یعب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعضهم بعضا ... الخ – ۱۹٤۷)

(۲۶) روزہ میں غیبت اور بدنگاہی سے بچیئے

روزے میں غیبت اور بدنگاہی سے بچنے کا خاص طور پر اہتمام کیجیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: روزے دار صبح سے شام تک خدا کی عبادت میں ہے اور جب تک وہ کسی کی غیبت نہ کرے اور جب وہ کسی کی غیبت کر بیٹھتا ہے تو اس کے روزے میں شگاف پڑ جاتا ہے۔ (الدیلمی)

(۲۷) حلال روزی کا اہتمام کیجیئے

حلال روزی کا اہتمام کیجیئے۔ حرام کمائی سے پلنے والے جسم کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''حرام کمائی سے جو بدن پلا ہو وہ جہنم ہی کے لائق ہے۔ (بخاری)

(۲۸) سحری ضرور کھائیے

سحری ضرور کھائیے اس سے روزہ رکھنے میں سہولت ہوگی اور کمزوری اور سستی پیدا نہ ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''سحری کھالیا کرو، اس لئے کہ سحری کھانے میں برکت ہے''

(بخاری، کتاب الصوم، باب برکة السحور من غیر ایجاب – ۱۹۲۳)

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

''سحری کھانے میں برکت ہے کچھ نہ ہو تو پانی کے چند گھونٹ ہی پی لیا کرو اور خدا کے فرشتے سحری کھانے والوں پر سلام بھیجتے ہیں'' (احمد)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

''دوپہر کو تھوڑی دیر آرام کر کے قیام لیل میں سہولت حاصل کرو۔ اور سحری کھا کر دن میں روزے کے لئے قوت حاصل کرو''

(ابن ماجه، ابواب الصيام، باب ما جاء في السحور – ۱۶۹۳)

اور صحیح مسلم میں ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں صرف سحری کھانے کا فرق ہے۔

(مسلم، كتاب الصيام، باب فضل السحور وتاكيد استحبابه – ۲۵۵۰)

(۲۹) افطار میں تاخیر نہ کیجئے

سورج غروب ہو جانے کے بعد افطار میں تاخیر نہ کیجئے۔ اس لئے کہ روزے کا اصل مقصود فرمانبرداری کا جذبہ پیدا کرنا ہے نہ کہ بھوکا پیاسا رہنا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''مسلمان اچھی حالت میں رہیں گے جب تک افطار کرنے میں جلدی کریں گے'' (بخاری، کتاب الصوم، باب تعجیل الافطار – ۱۹۵۷)

(۳۰) افطار کے وقت کی دعا

افطار کے وقت یہ دُعا پڑھئے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ.

(ابو دائود، كتاب الصيام باب القول عند الافطار – ۲۳۵۸)

''خدایا! میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا''

(۳۱) افطار کے بعد کی دعا

جب روزہ افطار کرلیں تو یہ دُعا پڑھئے۔

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَآءَ اللّٰهُ.

(ابو دائود، کتاب الصیام، باب القول عند الافطار – ۲۳۵۷)

''پیاس جاتی رہی، رگیں تروتازہ ہوگئیں اور اجر بھی ضرور ملے گا اگر خدا نے چاہا''

(۳۲) کسی کے یہاں افطار کرنے کی دعا

کسی کے یہاں روزہ افطار کریں تو یہ دُعا پڑھئے:

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّآئِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَآئِكَةُ. (ابو دائود، کتاب الاطعمة، باب فی الدعا لرب الطعام اذا اکل عنده – ۳۸۵٤)

''خدا کرے، تمہارے یہاں روزے دار روزے افطار کریں، اور نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے رحمت کی دُعا کریں''

(۳۳) افطار کرانے کا اہتمام کیجئے

روزہ افطار کرانے کا بھی اہتمام کیجئے، اس کا بڑا اجر ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو شخص رمضان میں کسی کا روزہ افطار کرائے تو اس کے صلے میں خدا اس کے گناہ بخش دے گا اور اس کو جہنم کی آگ سے نجات دے گا۔ اور افطار کرانے والے کو روزے دار کے برابر ثواب دے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔''

لوگوں نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم سب کے پاس اتنا کہاں ہے کہ روزے دار کو افطار کرائیں اور اس کو کھانا کھلائیں'' ارشاد فرمایا: ''صرف ایک کھجور سے یا دودھ اور پانی کے ایک گھونٹ سے افطار کرا دینا بھی کافی ہے'' (ابن خزیمہ)

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

الحمد للّٰہ!

یہ کتاب بروز سنیچر بتاریخ ۱۷رذی القعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۸ردسمبر ۲۰۰۶ء شب جمعہ، مدینہ منورہ، ''ریاض الجنۃ'' میں مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ہمارے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ. وَمَا تَوْفِيْقِي اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْب.

تمّت

اطلاع

اطلاعاً عرض ہے کہ الحمدللہ یہ کتاب اب
www.ibnekaseer.net سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔جو
حضرات **Internet** کے ذریعہ اسے دیکھنا چاہیں وہ مندرجہ بالا
website سے رجوع فرمائیں۔
اس کتاب سے متعلق اپنی قیمتی رائے
mypalanpuri@ibnekaseer.net پرنوازیں۔

جزاك الله تعالى

مجھ کو پہچان

(انسان کے نام انسان کے پیدا کرنے والے کا پیغام)

حضرت مولانا محمد یونس صاحب پالن پوری

فرزند

حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوریؒ

کی مرتب کردہ نئی کتاب

''مجھ کو پہچان''

بہت جلد شائع ہو کر منظر عام پر آرہی ہے انشاءاللہ

سیرت مصطفیٰ ﷺ

اور

اسوۂ رسول اکرم ﷺ

یہ دونوں کتابیں حضور اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ پر نہایت معتبر اور آسان اردو زبان میں ہیں۔ لیکن کتابت کے نا صاف ہونے کی وجہ سے عام قارئین کو پڑھنے میں دشواری ہوتی تھی۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد کمپیوٹر کتابت اور عمدہ طباعت کے ساتھ

الامین کتابستان دیوبند

سے شائع ہو رہی ہیں۔